إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

الحمد للہ والمنۃ کہ درین ایّام کتاب فیض الکتاب الموسوم بہ

وسیلۂ شفاعت

معروف بہ

اصلی دیوانِ کیف ١٣٤٢ھ

مصنفہ جناب حافظ عالمگیر خان صاحب متخلص بہ کیف متوطن قصبۂ محمد آباد عرف ٹونک
تلمیذ جناب بلبل گلزار سخن وحید زمن شیر بیشۂ سخنوری سرآمد شعرا استنداامام الشعرا حضرت
اُستادی مکرمی جناب نواب محمد سلیمان خان صاحب بہادر اسد و امیر لکھنوی مدظلہ العالی

حسب فرمائش شیخ ریاض الدین صاحب تاجر کتب
بعد حصول جملہ حقوق دائمی از مصنف

ابوالعلائی اسٹیم پریس آگرہ میں چھاپا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زبان ناچیز ہیں انسان منہ ناچیز مجھ بد کا
فرشتہ بھی ہو گر کوئی تو ہو مدحت سرا کیوں کر
صفت خورشید عالمتاب کی ذرہ سے کیا ہوگی
یہ وہ میدان ہے جسمیں عالم وسعت بھی تنگی ہے
کہاں میں اور کہاں میدان وصف احمدؐ مرسل
دو عالم ہیں کوئی ہوتا جو انکی مدح کے قابل
مگر ثابت ہوا کوئی نہ تھا اس وصف کے لایق
خدا کا کام اور انسان کرے یہ ہو نہیں سکتا
مگر امید عفو معصیت مجھسے یہہ کہتی ہے
اسی باعث سے وصف سید لولاک لکھتا ہوں

بھلا پھر مجھسے وصف پاک ہو کیونکر محمدؐ کا
ملے کیا ڈوبنے والے کو بھید اس بحر بیحد کا
غبار اڈھکر نشان کیا پائیگا چرخ زبرجد کا
یہ وہ حد ہے کہ جسکو بیحدی سے ربط ہے حد کا
کہ بام عرش زینہ ہے مقام خاص احمدؐ کا
تو ہوتا کسلیئے خود ہی خدا مداح احمدؐ کا
خدا یوں بنگیا مداح آپ اپنے محمدؐ کا
بھلا میں اب قصیدہ کسطرح لکھوں محمدؐ کا
کہ بخشش کا وسیلہ جان دلمیں وصف احمدؐ کا
کہ میری مغفرت ہو جائے میں بدکار ہوں حد کا

خدا اپنے کرم سے گر اسے مقبول فرمائے — تو یہ کامل وسیلہ حشر میں ہو جائے مجھ بد کا
کہو آ کر سُنیں عشاقِ احمدؐ وصفِ احمدؐ کو — قصیدہ اک نیا میں نے بھی لکھا ہے محمدؐ کا

مطلع

کرم سے سلسلہ ہے کیف میرے جرم بیحد کا — کہ میں مجرم سہی پر نام لیوا ہوں محمدؐ کا
بہ شکلِ ماہ چمکا دے گا غازہ لطف احمدؐ کا — ذرا ہونے تو دو محشر تکیں گے نیک منہ بد کا
بجایا ہر نبی نے آکے ڈنکا اُن کی آمد کا — ظہورِ دو جہاں اک پیش خیمہ تھا محمدؐ کا
بنا ہے نقش اول کا پتہ نقشہ محمدؐ کا — اسی پردہ میں جلوہ ہے عروسِ حسنِ بیحد کا
خدا نے خود محمدؐ نام رکھکر اپنے مقصد کا — پھر اُس مقصد کو ٹھہرایا نتیجہ لطفِ بیحد کا
وہی ہو جنتی جو نام لیوا ہو محمدؐ کا — گنہگار و ازل ہی سے قلم کاتب ہی اس مد کا
خطا ابلیس کی بھی مثلِ آدمؑ عفو ہو جاتی — جو یہ بھی ہو کے نادم واسطہ دیتا محمدؐ کا
تمہاری ذات پر تھا منحصر کونین کا ہونا — اُٹھا پردہ تمہارے منہ سے روئے حسن بیحد کا
تری شان جلی یکساں رہی ہے حاضر و غائب — کہ تجھ سے پیشتر آیا ہے شہرہ تیری آمد کا
جہاں کی مشکل آساں نامِ احمدؐ ہی سے ہوتی ہی — یہی کنجی ہے وہ جو کھولتی ہے قفل مقصد کا
زباں تک آپکا نام آتے آتے ملگیا سب کچھ — جو لب کھولے تو گویا کھل گیا در گنج مقصد کا
ہمیں دیدیگے جنت یوں کہیگی شان غفاری — یہ صدقہ ہے محمدؐ کا یہ صدقہ ہے محمدؐ کا
بنائے خلقتِ ہر جزو کل ہے نور احمدؐ سے — ازل سے تا ابد پھیلاؤ پھیلا ہے اسی مد کا
نہ ہوتی شان بالا مغفرت کی دن قیامت کے — نہ رکھتی تاج یہ سر پر اگر میم محمدؐ کا
جسے اللہ کا کامل بھروسہ خلق کہتی ہے — وہ اک تکیہ ہے اُس سلطانِ دین پرور کی مسند کا
شفاعت جرم کا رونگی تمہارا ہی تو حصہ ہے — تمہارا ہی تو ذمہ ہے چڑھانا ہر مقید کا
تمہارا نام لینا باعث مشکل کشائی ہے — تمہارا واسطہ حاجت روا ہی کل کے مقصد کا

عصائے موسٰی اک شاخ تیری مہربانی کی
یدِ بیضا ہیں پرتو ایک ذرہ بھر ترے ید کا

ترے نخلِ شفاعت کا ثمر ہے بخششِ امت
ریاضِ فضل پائیں باغ ہے تجھ سے سہی قد کا

عروجِ ہفت گردون ایک مکان ست منزلہ تیرا
بلندئ حقیقت بام تیری شانِ امجد کا

صدائے کلمۂ کن خاص نوبت تیری آمد کی
نشانِ خلقتِ کونین ایک جھنڈا در آمد کا

لگائی حق نے یوں مہرِ نبوت پشتِ حضرتؐ پر
کہ یہ ختم الرسلؐ وارث ہے اسلام مسنّد کا

ہوا آدمؑ سے عیسٰیؑ تک نہ کامل دین عالم میں
چلا جبتک نہ اس بازار میں سکہ محمدؐ کا

حقیقت میں کتابِ لوحِ محفوظ اُن کا دفتر ہے
قلم کہتے ہیں جس کو میر منشی ہے محمدؐ کا

جو آئی مرضئ خلاق عالم خود نمائی پر
تو رکھا آگے آئینہ بنا کر نور احمدؐ کا

تمہارا نور گو ہے خلق پر ہے نور خالق بھی
بھر دو شکل الف سے ایک بے مد کا ہو یا مد کا

خدا نے قبلۂ حاجات ٹھیرائی ہے ذات اُنکی
کرے کعبہ بھی خود آکر طواف اب اُنکے مرقد کا

مقام منزل وحدت ہے اک خلوتکدہ تیرا
مکان کثرتِ عالم جلوخانہ در آمد کا

ازل سے تا ابد یونہی رہیگی روشنی اسکی
اوجالا مٹ نہیں سکتا چراغ دینِ احمدؐ کا

فروغ شان کرسی ایک کرتیرے ایواں کی
عروجِ عرش اعظم گاؤ تکیہ تیری مسند کا

خدا کو اُن سے جانا اور خدا سے اُن کو پہچانا
محمدؐ شاہد حق ہیں خدا شاہد محمدؐ کا

وہی نور خدا ہے اور وہی نورِ ابن آدم ہے
وہی اک نام ہے دو ہو نظر حرف مشدّد کا

کسی صورت نظر آتی نہ پھر صورت دو عالم کی
اگر بنتا نہ قدّ آدم آئینہ ترے قد کا

کریگا حشر میں سایہ سیہ کاران امت پر
اُٹھا رکھا ہے حق نے اسلئے سایہ محمدؐ کا

یہ ظاہر بات ہے سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا
خدا کا ہے وہ سایہ کیا ہو سایہ اُس سہی قد کا

رہے بیگانہ پاس اپنے کے یہ کیونکر گوارا ہو
مٹایا اس لئے اللہ نے سایہ محمدؐ کا

نہ پڑنے دی ترے قامت نے پرچھائیں بھی شرکت کی
نہ خوش آیا تری یکتائی کو سایہ ترے قد کا

مٹے سو بار اور سو بار گر پیدا خدائی ہو
تو پھر سو بار صدقہ ہو اسی نور محمدؐ کا

جو کہتے ہیں کہ حق ایسے محمدؐ سو بنا ڈالے
خدا اسبحانہ ہو تو دوسرا پیدا محمدؐ کا
خدا نے اُن کو ختم المرسلیں ٹھیرا دیا اے دل
مبرّا ہے خدا اے مومنو وعدہ خلافی سے
خدا او رچاہے پھرنا عہد سے یہ غیر ممکن ہے
معاذ اللہ وہ اللہ کو چھوٹا بناتے ہیں
جو شخص اللہ کو ٹھیرائے چھوٹا ذہن میں اپنے
الٰہی دین و دنیا میں رہوں باعزت و حرمت

قطعہ

بڑے کاذب ہیں وہ یہ ہے بیان اس قول کے رد کا
خدا قادر ہے لیکن صادق الاقرار ہے حد کا
بھروسہ ہے ہمیں اللہ کے قولِ مؤکّد کا
نہوا ایمان یہ جس کا وہ بے ایمان ہے حد کا
یہ باعث ہے جو ناممکن ہے پھر ہونا محمدؐ کا
جو کہتے ہیں کہ ہاں ممکن ہے پھر ہونا محمدؐ کا
نہ مانو قول تم اے کیفؔ اُس زندیق و مرتد کا
الٰہی مجھ پہ اپنا فضل کر صدقہ محمدؐ کا

الٰہی روزِ محشر نامۂ اعمال کے بدلے
قصیدہ ہاتھ میں ہو **کیفؔ** کے نعتِ محمدؐ کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بچھ کا غذ مصلّیٰ بن کے ہنگامِ رقم میرا
رہا کیا سربسجدہ حمد خالق میں قلم میرا

بنا ہے شاہد وحدانیت طرزِ رقم میرا
تری تعریف میں الحمد لکھتا ہے قلم میرا

اُدھر نکلے مرے منہ سے تری توحید جان پرور
ادھر نکلے خداوند جہاں سینے سے دم میرا

پتہ بھی منزل مقصود کا پایا نہ سننے کو
رہ طاعت سے ہے ناآشنا یارب قدم میرا

کرم تیرا نہو گر شامل حال اے کرم فرما
تو بیشک دین و دنیا سے مجھے کھو دے ستم میرا

ورق کی طرح سے دل ہو ورق حرف محبت کا
قلم کی طرح تیری راہ میں سر ہو قلم میرا

نہ باہر ہو پریشانی بھی میری تیری طاعت سے
رکوع و سجدہ کا عالم دکھائے پیچ و خم میرا

بنایا تو نے اپنا اور بنا میں نفس کا بندہ
خداوندا یہ ظاہر ہے کرم تیرا ستم میرا

دعا یوں مانگ اب اللہ سے اے کیف دیوانے
کہ تیری حمد کا ہو میکدہ طرز رقم میرا

دریا چڑھا جو لطف نبی کریم کا
دل بجھ کے منہ اُتر گیا نارِ جحیم کا

نور خدا ہے نور رسول کریم کا
ہے حادث آفتاب میں جلوہ قدیم کا

دریا دلی شفاعت حضرت کی دیکھکر
دل ڈوب ڈوب جائے گا نار جحیم کا

اس ذکر سے یہ غنچۂ دل باغ باغ ہے
نام نبیؐ ہے یا کوئی جھونکا نسیم کا

شان اپنی عاصیوں کو دکھاتی ہے مغفرت
رکھ رکھ کے سر پہ تاج محمدؐ کے میم کا

دونوں جہان پر ہے حکومت حضورؐ کی
دریا پہ راج پاٹ ہے دُرِّ یتیم کا

بخشش ہو عام کیوں نہ اس امت کیواسطے
محبوب خاص ہے وہ غفور الرحیم کا

میدان مغفرت میں سر حشر عاصیونکا
جھنڈا گڑا ہوا ہے محمد کے میم کا

چمکا تجھی سے خلق میں خورشید دین حق
رستہ چلا تجھی سے رہ مستقیم کا

کچھ شک ہو منکروں کو تو بیشک وہ دیکھ لیں
قرآں گواہ ہے ترے خلق عظیم کا

شغل شراب عشق محمدؐ ازل سے ہے
کیا آج کا ہے کیفؔ ہے میکش قدیم کا

ہر چیز میں ہے نور محمد کی ذات کا
پھیلاؤ ایک جزو ہے کل کائنات کا

سہرا انہیں کے سر ہے ہماری نجات کا
ٹھیرا ہے خاص روز جزا دن برات کا

ظاہر نہ ہوتی گر تری نیرنگیٔ جمال
پاتا نہ رنگ روپ چمن کائنات کا

ہم کو سیاہیٔ شب عصیاں کا غم نہیں
روشن ہے آفتاب تری التفات کا

آئے جو وہ تو کفر کا اندھیر مٹ گیا
نکلا جو مہر دین تو اُڑا رنگ رات کا

موت اُنکی ہے مطیع حیات النبیؐ ہیں وہ
یاں پنجۂ اجل پہ ہے قبضہ حیات کا

رحمت تمہارے مُنہ سے لگائیگی حشر میں
ماتھے پہ روسیاہونکے ٹیکہ نجات کا

دست خدا پرست سے پھوڑا بتوں کا سر
توڑا طلسم لات سے لات و منات کا

اے کیفؔ اُن کا دست کرم عاصیوں پہ ہے
اونچا ہے شاخ جُرم سے طرّہ نجات کا

قدم پا کر شفیع عاصیاں کا
زمین بن بن گیا سر آسماں کا

لیا جب نام شاہ دوجہاں کا
لبوں نے لپ کے منہ چوما زباں کا

نہال امت کو محشر میں کرے گا
وہ قد بوٹا سا اوس سرو رواں کا

جسے کہتی ہے دنیا ابر رحمت
وہ دامن ہے شفیع عاصیاں کا

مدینہ میں وہ نور کبریا ہیں
دیا ہے سر زمین سے آسماں کا

ارم ہے لوٹ بطحی کی گلی پر
فلک منہ تک رہا ہے آستاں کا

شب اسریٰ خداوند جہاں نے
تمہیں بھیدی کیا راز نہاں کا

قطعہ

تڑپنے سے جو حاصل ہے تسلی
یہ دل میں غم ہے کس آرام جاں کا

ادھر اک جوش پر شان کریمی
ادھر اک لطف شاہ دوجہاں کا

غم کونین سے چھوٹی یہ امت
یہاں کا غم نہ کچھ کھٹکا وہاں کا

پلا دو کیف کوثر کے ساقی
کوئی ساغر مئے عشق نہاں کا

مرے نزدیک ہے آفاق کا سردار ہو جانا
غلامانِ غلامِ احمدؐ مختار ہو جانا

یہ قرب خاص حاصل تھا تو حضرت ہی کو حاصل تھا
کہ گھر بیٹھے خدا کا محرم اسرار ہو جانا

شفا اچھی مریض غم کہ اُن کا مہرباں ہونا
جو اچھا ہو تو اچھا ہو کے پھر بیمار ہو جانا

دکھا دینا محمدؐ کا کسی دن خواب میں جلوہ

کبھی اے بخت خفتہ تو ذرا بیدار ہو جانا

مرادیں سیکڑوں قربان ایسی نامرادی پہ
پسند آیا اُسے اے دل مرا ناچار ہو جانا

مبارک ہو غلامانِ نبیؐ آلتے ہیں جنت میں
سنور کر آج اے حورو ذرا تیار ہو جانا

مزا جب ہے وہ خود پوچھیں کہ تیری التجا کیا ہے
خدا کے واسطے بند اے لب اظہار ہو جانا

مذاقِ دید سے آنکھیں تو ہیں نا آشنا بالکل
سراپا چشمِ شوق اے طالب دیدار ہو جانا

ستاتا ہے فشار گور کس صورت سے دیکھوں تو
پس مردن مری تربت پہ تم اک بار ہو جانا

مرا آرام بن جانا ملا کر خاک میں مجھکو
بدل کر بھیس اے فرقت وصالِ یار ہو جانا

مئے الفت اگر پی ہے تو رہنا کیف ہر دم میں
کبھی بے خود کبھی غافل کبھی ہشیار ہو جانا
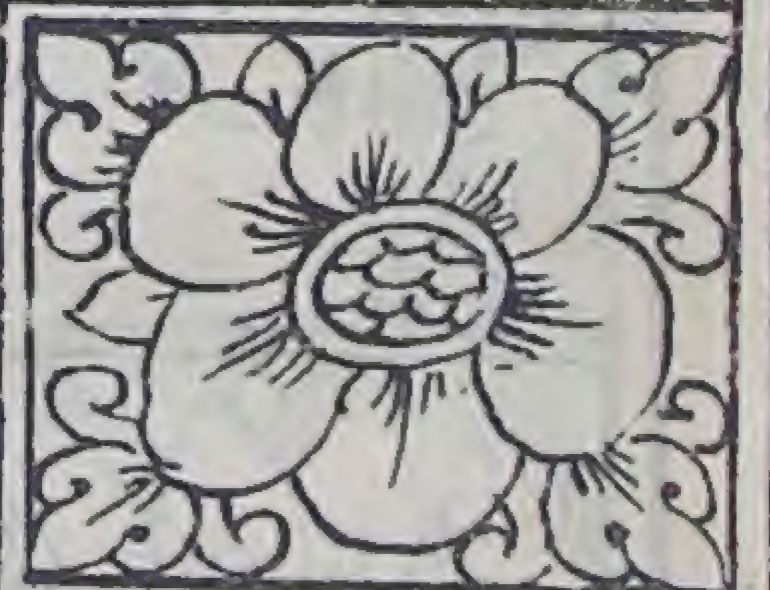
ملا قسمت سے اے خوش قسمتی دامن محمدؐ کا
نہ چھوڑونگا نہ چھوڑونگا کبھی دامن محمدؐ کا

مبارک عاصیو بوئے نجات آتی ہے لطبحا سے
کہ ہے باغ شفاعت کی کلی دامن محمدؐ کا

ٹھکانا کیا ہے اس پھیلاؤ کا اللہ رے وسعت
کہ ہے تھامے ہوئے ہر اُمتی دامن محمدؐ کا

چراغ مہر روشن زیر دامان محمدؐ ہے
دکھاتا ہے جہاں کو روشنی دامن محمدؐ کا

ہوائے دور دامن شمع عصیاں کو بجھا دیگی
رکھیگا ہمکو دوزخ سے بری دامن محمدؐ کا

برنگ ابر چھایا چار حد اللہ بحرِ عالم میں
عیاں ہے شانِ ستاری قبائے جسمِ اطہر سے

بنا دامانِ ابرِ رحمتی دامن محمدؐ کا
کریگا عیب پوشی خلق کی دامن محمدؐ کا

سر کوثر خدا پہنچائے تو اے کیفؔ ایسا ہو
کبھی ہو ہاتھ میں ساغر کبھی دامن محمدؐ کا

ہے گرم دو عالم میں بازار محمدؐ کا
کونین میں چلتا ہے دینار محمدؐ کا

محبوب خدا کو تم اور دیکھ لو بے پردہ
دشوار ہے اے موسیٰ دیدار محمدؐ کا

معراج کی شب کیا ہی خلوت تھی محمدؐ کی
ہنگامۂ محشر ہے دربار محمدؐ کا

اللہ کی بے مرضی کب بات کسی سے کی
اقرار خدا نکلا اقرار محمدؐ کا

پردہ رخِ انور کا ایک پردۂ وحدت ہے
آئینۂ خالق ہے رخسار محمدؐ کا

خلاق دو عالم تو پیارا ہے محمدؐ پر
اور امتِ عاصی پر ہے پیار محمدؐ کا

جاروب کش اس در کا اعلیٰ سے بھی اعلیٰ ہے
اچھوں سے بھی اچھا ہے بیمار محمدؐ کا

جسنے کہ انہیں جانا اللہ کو پہچانا
دیدار خدا کا ہے دیدار محمدؐ کا

تقریر ہے مستانہ ہے ہاتھ میں پیمانہ
یہ کیفؔ ہے دیوانہ سرشار محمدؐ کا

مہرباں ہم پہ ہے محبوب خدا کا کیسا
دیکھو چمکا ہے اس امت کا نصیبا کیسا

تجھپہ کونین پیارا ہے تو بےمثل ہے تو
تو نگر جس پہ پیارا ہے وہ ہوگا کیسا

آپ کو دیکھ سکا دیکھنے والا کس دن
کہہ تو دے کوئی کہ تھا آپ کا نقشا کیسا

وہ لطیف اُن کی کمر نور کا آئینہ تھا
صاف جس میں سے نکل جاتا تھا ٹپکا کیسا

حق جو معشوق ہوا اُنکا تو چھپے بھی اُن سے
خود ہی عاشق ہو تو معشوق سے پردا کیسا

کیوں نہو تو بھی تو یکتا ہے خداوند کریم
تیرے محبوب کا بیمثل نہ ہونا کیسا

روشنی مہر درخشان کی دبی جاتی ہے
جلوہ افگن ہے جمالِ رُخ زیبا کیسا

تیرے قربان محمدؐ کے بنانے والے
عاصیوں کا یہ بنایا ہے وسیلا کیسا

جرم پہ جرم یہ کرتی ہے خدا رحم یہ رحم
اُن کی اُمت پہ ہے اللہ بیارا کیسا

ظلمتِ کفر مٹی کیف جہاں سے بالکل
ہو گیا آپؐ کے آتے ہی اُجالا کیسا

جناں میں آشیاں باندھا تو کیا اے مرغِ جاں باندھا
مدینے کے چمن میں گر نہ تو نے آشیاں باندھا

کبھی مضبوط ہم نے رشتۂ تو بہ کہاں باندھا
اِدھر توڑا اُدھر جوڑا یہاں کھولا وہاں باندھا

وہ گنج ذاتِ احمدؐ کیا ہے یارب کچھ نہیں کھُلتا
کہ اک جس کے لئے تو نے طلسمِ دو جہاں باندھا

مٹے گی گردشِ قسمت ہماری ایک چکر میں
کبھی چکرؐ جو قصر پاک کا اسے آسماں باندھا

خدا کا نور ایک آنکھوں کے نیچے پھر گیا اے دل
تصوّر اُس رُخِ پُر نور کا ہم نے جہاں باندھا

یہ دال اسم احمدؐ دال ہے بخشش پہ اُمت کی

کہ اس نے دامن رحمت میں ہے سارا جہاں باندھا

مدد اے سرورِ عالم کہ خود میں نے گناہوں کا

پہاڑ اک سر پہ رکھا پشت پر بارِ گراں باندھا

خداوند جہاں نے اپنے بندوں کی شفاعت کا

تمہارے سر پہ سہرا اے شفیع عاصیاں باندھا

نکل جاتا تھا یوں نکلے نظر جس طرح عینک سے

کمر سے اُس سراپا نور نے پٹکا جہاں باندھا

کھلا بابِ کرامت غیب سے کیفؔ حزیں اُس پر

جھکا کر سر ذرا جس نے خیالِ آستاں باندھا

درِ نبیؐ پر پڑا رہونگا پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا

مریضِ فرقت جئے گا کیونکر جیا تو جینا حرام ہوگا

کسی کی اُسجا گذر نہوگی وہ اس کا عالی مقام ہوگا

خلاف معشوق کچھ ہوا ہے نہ کوئی عاشق سے کام ہوگا

شفیع محشر لقب ہے اُنکا اُسے شفاعت سے کام ہوگا

دیارِ رحمت پہ ہوگا قبضہ اُنھیں کا ہر سو بجیگا ڈنکا

گئے ہی جاونگا عرض مطلب ملیگا جبتک نہ مطلب دل

جو دل سے ہے مائل پیمبر یہ اُسکی پہچان ہے مقرر

کروں شفاعت کا آج دن ہے کہ عدل پر ہے جناب باری

اسی توقع پہ جی رہا ہوں یہی تمنا جلا رہی ہے

کبھی تو قسمت پھرے گی میری کبھی تو میرا سلام ہوگا

نہ چین ہوگا برنگِ بسمل تڑپ تڑپ کر تمام ہوگا

جہاں پتہ شاہ کا نہوگا وہاں تمہارا غلام ہوگا

خدا بھی ہوگا اُدھر ہی اے دل جدھر وہ عالی مقام ہوگا

ہے سبکا دار و مدار اُس پر وہی مدار المہام ہوگا

جو حشر ہوگا تو دیکھ لینا اُنھیں کا سب انتظام ہوگا

نہ شام مطلب کی صبح ہوگی نہ یہ فسانہ تمام ہوگا

کہ ہر دم اُس بینوا کے لب پر درود ہوگا سلام ہوگا

تمام اُمت چھٹے گی غم سے تو سارے بندوں کا نام ہوگا

نگاہ لطف و کرم نہ ہوگی تو مجھ کو جینا حرام ہوگا

یہاں نہ مقصد ملا تو کیا ہے وہاں ملیگا طفیل حضرت
ہمارا مطلب ہوا ادھر ہی نہ صبح ہوگا تو شام ہوگا

ہوئی جو کوثر پہ باریابی تو کیف میکش کی دہج یہ ہوگی
بغل میں مینا نظر میں ساقی خوشی سے ہاتھوں میں جام ہوگا

مشیت ایزدی میں یہ تھا کہ ہو نہ کوئی جواب اُنکا
یہی تو باعث ہے تھا نہ سایہ جو صورت آفتاب اُنکا

پسند ہے صورت آفرین کو وہ حُسن ہے انتخاب اُنکا
نبی تھے ہو نیکو ہیں ہزاروں مگر کہاں ہے جواب اُنکا

گناہگار و یہ نا اُمیدی غور اتو دل میں اُمید رکھو
شفیع روز جزا ہیں حضرت سنا بھی تمنے خطاب اُنکا

اگر دکھائیں وہ اپنا جلوہ تو کوہ ہوں کوہ طور آسا
ابھی یہ ساری خدائی غش ہو جو حُسن ہو بے نقاب اُنکا

ازل سے جو نور ہوں مجسم جو کم سنی میں ہوں مہر عالم
پھر اُنکے جوبن کا کیا ٹھکانا خدا ہی جانے شباب اُنکا

خدا کو الفت کمال اُنکی اور اُن کو اُمت کمال پیاری
اُدھر کرم بیحساب اُن پر اِدھر کرم بے حساب اُنکا

جو دلسے ہیں عاشق پیمبر تو عشق عاشق ہے دلستان پر
غم رسالت مآب کے وہ غم رسالت مآب اُنکا

ارم کی پڑتی ہے آنکھ جسپر وہ چیز کیا ہے گلی ہے اُنکی
جہاں فلک کی جھکی ہے گردن وہ در ہے عالیجناب اُنکا

خدا سے اے کیف یہ دعا ہے کہ اُنکا دیوانہ یوں بنادے
بتائیں سب اُنگلیوں سے مجکو یہ مست ہے بے شراب اُنکا

ہم نے تقدیر سے اللہ کا پیارا پایا
اور پھر اُس کو بھی پایا تو ہمارا پایا

بزم عالم کا تمہیں انجمن آرا پایا
ہم نے ہر چیز میں اک نور تمہارا پایا

کوئی کیا جانے خدا جانے تمہارا پایا
دونوں عالم نے تمہارا ہی سہارا پایا

سُرخروئی ہوئی اُمت کو تمہیں سے حاصل
اس گلستان کا تمہیں کو چمن آرا پایا

پتہ پتہ پہ لگی دیکھی اسی نام کی مہر
تنکے تنکے پہ محمدؐ کا اجارا پایا

معصیت کاروں کو حضرت سا ملا شافع حشر
ڈوبنے والوں نے کیا خوب سہارا پایا

چشم رحمت ہمہ تن ہو گئی مصروف ادہر
جس طرف اُنکی نگاہوں کا اشارا پایا

پاکے ہٹ بخشش اُمت پہ تمہاری حق نے
بخشش دینے کے سوا اور نہ چارا پایا

اُنکے ایواں کی بھی ہے عرش سے اونچی کُرسی
تم نے دیکھا بھی ہے اے **کیف** ہمارا پایا

بس مرے حق میں تو بس ہے اک نظر بھی دیکھنا
الخدا کے دیکھنے والے ادہر بھی دیکھنا

اس میں زخم جرم کاری اُسمیں داغ معصیت
یا محمدؐ ساتھ ہی دل کے جگر بھی دیکھنا

اے سیہ کارو رہو مہر کرم کے منتظر
شام دیکھی شام عصیاں کی سحر بھی دیکھنا

عرش تخت اللہ کا اور خاک نعلین رسولؐ
دیکھنے کی بات ہے شان بشر بھی دیکھنا

گنبد قصر نبیؐ کی شان کیا دیکھے گا چرخ
غیر ممکن ہے عروج شان در بھی دیکھنا

رُخ شفاعت کا ادہر ہے ہو رہیگی مغفرت
پھول تو اے عاصیوں دیکھا ثمر بھی دیکھنا

بہر امت ہے دعا سر بھی کھلا ہے آپؐ کا
باندھ رکھی ہے شفاعت پر کمر بھی دیکھنا

ہے امید چشم رحمت اور ہوس کیساتھ ہے
دیکھکر اک بار پھر بار دگر بھی دیکھنا

تم مجھے دوزخ میں لیجاؤ وہ دیکھیں آنکھ سے
اے فرشتو یہ نہ ہوگا ہو کے سر بھی دیکھنا

خیر سے خیر البشر کا سامنا ہو لنے تو دو
لپیٹ دینگے فتنۂ عصیاں کا شر بھی دیکھنا

کیفؔ میکش تو نگاہ لطف کا مشتاق ہے
اک نظر اے ساقیٔ کوثر ادھر بھی دیکھنا

پسند اور حق کو ہوا ہے نہ ہوگا
جواب آپ کا تو ہوا ہے نہ ہوگا

کلام محمد کلام خدا ہے
کوئی ایسا حق گو ہوا ہے نہ ہوگا

ہوئے آپ پیدا تو یہ شور اٹھا
ہوا وہ کبھی جو ہوا ہے نہ ہوگا

شہ دوجہاں کو وہ حاصل ہے رتبہ
جو حاصل کسی کو ہوا ہے نہ ہوگا

یہ روشن ہے بس معجزہ آپ کا ہے
کسی سے قمر دو ہوا ہے نہ ہوگا

مریضانِ عشق حبیب خدا کا
علاج اے طبیبو ہوا ہے نہ ہوگا

ہوا تیری رحمت سے مایوس کس دن
کبھی مجھ سے یہ تو ہوا ہے نہ ہوگا

خدا خلق کا انکی خود مدح خواں ہے
محمد سا خوش خو ہوا ہے نہ ہوگا

مئے عشق احمد پیو کیف بے شک
ضرر اس سے تم کو ہوا ہے نہ ہوگا

تری امت کو اور دوزخ جلائے ہو نہیں سکتا
ترے ہوتے کسی پر آنچ آئے ہو نہیں سکتا

کیا پیدا خدا نے رحمت عالم کی امت میں
ہم انکے اور ہم پر قہر آئے ہو نہیں سکتا

ازل سے خوانِ رحمت سے گنہگاروں کے حصہ میں
کوئی حقدار حق اپنا نہ پائے ہو نہیں سکتا

خدا خود ناخدا ہے امتِ احمد کے بیڑے کا
یم عصیاں میں یہ اور ڈوب جائے ہو نہیں سکتا

نہ بھولا امتِ عاصی کو جو وقتِ ولادت بھی
قیامت میں وہ اسکو بھول جائے ہو نہیں سکتا

مثل مشہور ہے کہ تو مرے پیارے کا پیارا ہے
خدا کو پیارا اور ہم پر نہ آئے ہو نہیں سکتا

بڑی مشکل سے ہاتھ آیا بڑی مشکل سے پایا ہی
ترا دامن کوئی مجھ سے چھڑائے ہو نہیں سکتا

خدا پردہ اٹھائے کس طرح روئے محمد سے
کوئی محبوب کو اپنے دکھائے ہو نہیں سکتا

مئے عشق نبی اے کیف پی ہی میں نے گھٹی میں

بجز اس کے مجھے اور چین آئے ہو نہیں سکتا

ہو بخیر انجام مجھ غمناک کا
نام لیوا ہوں رسولؐ پاک کا

خاص پیارا ہے خدائے پاک کا
غمگسار اس امتِ غمناک کا

دامنِ رحمت کی ہے گر آرزو
تھام دامن سیّد لولاک کا

جس کا شانِ عیب پوشی نام ہے
ہے وہی پردا تری پوشاک کا

جز خطا کچھ اس سے ہو سکتا نہیں
جرم کا پتلا ہے پتلا خاک کا

آئینہ ہو کس طرح شانِ نبیؐ
آئینہ پر زنگ ہے ادراک کا

پیار امت پر ہے اُن کا عاصیو
پیارا ہے جن پر خدائے پاک کا

کیوں نہ ہو ناز اپنی قسمت پر مجھے
اُمتی ہوں سیّد لولاک کا

بادۂ عشقِ نبیؐ میں چور ہے
کیفؔ بیخود ہے شراب پاک کا

پیام رحمت حق سب کو مصطفےٰ نے دیا
دیا غریبوں کو اُسنے اُسے خدا نے دیا

تمہارے لطف نے روکا ہر ایک آفت کو
کہ ہم پہ قہر الٰہی کبھی نہ آنے دیا

خدا کے تم ہو تمہاری ہے یہ خدائی سب
وہ تم خدائی کو دو جو تمہیں خدا نے دیا

شفاعت آپ کی یہ آئی حشر میں آڑے
کہ عاصیوں کو جہنم تلک نہ جانے دیا

ترے غلام نے مُردے جلائے مثل مسیح
جواب شاہ کو بڑھ کر ترے گدا نے دیا

علاجِ دردِ خطا ہو گیا کرم تیرا
بڑے مریض کو آرام اس دوا نے دیا

غم فراق میں سب بھوک پیاس بند ہوئی
تمہارے ہجر نے پینے دیا نہ کھانے دیا

نہ باز آئی ستاتی رہی مدام مجھے — حضورؐ مجھکو بڑا دکھ مری خطا نے دیا
جو نوبت آپ کی آئی تو کافروں نے بھی — جہاں میں دین کا ڈنکا ہمیں بجا نے دیا
وہی دلائیں گے فردوس فرشیوں کو بھی — قرار عرشیوں کو جن کی خاکِ پا نے دیا

میں اپنے حال میں اے کیفؔ مست رہتا ہوں
شراب کا ساغر اعشق مصطفےٰ نے دیا

خدا سے بخشش امت کا جو قرار لیا — حضورؐ آپ نے میدانِ حشر مار لیا
ترے کرم نے سرِ حشر جا نگر مزدور — ہمارے سر سے گناہوں کا بوجھ اُتار لیا
ہوئے وہ حشر میں ہر جرم کار کے حامی — جہاں جسے کوئی مشکل پڑی پکار لیا
بکھر کے حشر کے دن گیسوئے محمدؐ نے — ہمارے بگڑے ہوئے کام کو سنوار لیا
لیا نہ حق سے اس اُمت نے کوئی اور نبی — نبیؐ لیا تو شفیع گنہگار لیا
شبیہ فضل جو خالق نے کھینچنی چاہی — تو اُس کے بدلے میں نقشہ ترا اُتار لیا
طریق عشق میں مانند طائر بسمل — کبھی چلے کبھی تڑپے کبھی قرار لیا

لیا کرم نے مرا نام بارہا اے کیفؔ
جو میں نے نام محمدؐ کا ایکبار لیا

ظلمتِ کفر کو آفاق سے ٹالا کیسا — کر دیا تم نے اندھیرے کو اُجالا کیسا
آپؐ کے روئے مخطط نے ازل میں حق سے — لے لیا ملکِ شفاعت کا قبالا کیسا
ناخنِ دستِ شفاعت پہ مری جان نثار — خارِ عصیاں کا مرے دل سے نکالا کیسا

اس کی بینائی تو مکڑی کے برابر بھی نہیں
سرخرو خلق کو حضرت کی شفاعت نے کیا
رہ گیا دب کے ترے عجز سے شاہوں کا غرور
قد ہے بے سایہ بدن نور خدا کا محبوب
بخشوا ہی کے رہے حق سے گنہگاروں کو
تیرے جلوہ کی تو کیا بات ہے سبحان اللہ

چشم منکر میں ہے چھایا ہوا جالا کیسا
عرصۂ حشر میں پھولا گل لالہ کیسا
منفعل ہے تری کملی سے دوشالا کیسا
ہے خدائی سے یہ انسان نرالا کیسا
تم نے ڈوبے ہوئے بیڑے کو نکالا کیسا
دیکھنا یہ ہے کہ تھا دیکھنے والا کیسا

اے توجہ کیف مجھے ساقی کوثر کے حضور
میں تو چلو ہی سے پی لوں گا پیالا کیسا

نہ کیونکر حق ہو رحمت پر ہمارا
خیال شمع رخسار نبی کا
مزا جب ہے کہ اُنکے در پہ اے دل
اُدھر شانِ کریمی پہ نظر ہے
خدا کا فضل ہے اور ہاتھ اُن کے
نکل جائیگا دھڑکا حشر کا بھی
کئے دیتی ہے غفلت ذبح بیہوتا
وہ آیا جوش پر بحر شفاعت
ہمیں راحت ہے اُن زلفوں کا سودا
پڑے ہیں ظلمت عصیاں میں کیسے
ثمر نخل شفاعت کا تو دیکھو
تم اپنے منہ سے کہنا حشر میں یوں

حبیب حق ہے پیغمبر ہمارا
ہے پروانہ دل مضطر ہمارا
لگا ہو سامنے بستر ہمارا
اِدھر ہے آسرا تقصیر ہمارا
خطا کا بوجھ ہے اور سر ہمارا
جو دم نکلے گا اس در پر ہمارا
گلا کٹتا ہے بے خنجر ہمارا
وہ ڈوبا جرم کا دفتر ہمارا
ہمیں صندل ہے دردِ سر ہمارا
اندھیرے گھپ میں ہے بستر ہمارا
کہ ہم اور باغ جنت گھر ہمارا
یہ ہے کیف ثنا گستر ہمارا

مئے عشقِ نبیؐ دل میں بھری ہے
لبالب کیف ہے ساغر ہمارا

دنیا میں دین اُن کا عقبیٰ میں راج اُن کا
دونوں جہاں میں ڈنکا بجتا ہے آج اُن کا

باطن میں ہے طریقت جو فعل باطنی ہے
ظاہر میں ہے شریعت ظاہر رواج اُن کا

ہر دردِ معصیت کے وہ ہی طبیب نکلے
ہر روگ کھونے والا انکا علاج اُن کا

بخشش اُسی طرف ہے ہے جس طرف شفاعت
جانے ہوئے ہے ایدل خالق مزاج اُن کا

کونین کے تو مالک اور اُس پہ انکساری
اللہ رے یہ مراتب اور یہ مزاج اُن کا

جو کل کے روز دیں گے بھر بھر کے جام کوثر
اے کیف مدح خواں ہو نہیں لیتے آج اُن کا

لامکاں تک کوئی انسان نہیں جا سکتا
واں گئے تم کہ جہاں دھیان نہیں جا سکتا

بزمِ میلاد میں کس طرح سے منکر آئے
باغِ فردوس میں شیطان نہیں جا سکتا

بخششِ الٰہی کے وہ پائیں گے خدا سے ہمکو
ہاتھ سے اُن کے یہ میدان نہیں جا سکتا

جسم کے ساتھ سوا آپ کے یا فخرِ رسلؐ
کوئی حق تک کسی عنوان نہیں جا سکتا

جب ہوئے آپکی اُمت میں تو ہوگی بخشش
آگے بھیجے کا کوئی مہمان نہیں جا سکتا

آبِ موتی کی کبھی بحر میں جاتی ہی نہیں
اُن کی اُمت کا تو ایمان نہیں جا سکتا

پیش حضرت بھی یہ کافر ہی رہے ٹوٹی میں
سچ ہے تقدیر کا نقصان نہیں جا سکتا

جو کچھ ارشاد ہوا ہے وہی ہوگا تا حشر
رائیگاں آپ کا فرمان نہیں جا سکتا

حشر کے دن وہی بھر بھر کے پلائیں گے مجھے
کیفؔ خالی مرا ارمان نہیں جا سکتا

عجب حسن ہے عالم آرا تمہارا
خدا کر رہا ہے نظارا تمہارا
دو عالم ہوں بیہوش مانند موسیٰ
اگر حسن ہو آشکارا تمہارا
اُدھر آپ ہو جائے رُخ مغفرت کا
ذرا بھی جدھر ہو اشارا تمہارا
مہ و مہر ذرہ سے ہیں جسکے آگے
وہ چمکا ہوا ہے ستارا تمہارا
بلا لو مجھے پاس اپنے بلا لو
نہیں دور رہنا گوارا تمہارا
دو عالم میں ہر ایک یوں کہہ رہا ہے
مجھے یا نبیؐ ہے سہارا تمہارا
تمہارا ہے مردود مردود خالق
خدا کا پیارا پیارا تمہارا
ہوئے پر بھی نور خدا آنکھ میں ہو
دم نزع ہو گر نظارا تمہارا

چلو کیفؔ اب ہند سے سوئے طیبہ
یہاں ہو چکا اب گذارا تمہارا

آئے اور لے جسے منظور ہے جنت لینا
شرط ہے اس میں مگر راہ شریعت لینا
یا نبیؐ دامن رحمت ہے تمہارا دامن
ہم کو محشر میں تہِ دامن رحمت لینا
رہ نہ جاؤں کہیں محشر میں جناں سے محروم
ساتھ اپنے مجھے یا شافع اُمت لینا
عاصیو نام محمدؐ تو لئے جاؤ ذرا
اسکے بدلے میں تم اللہ سے جنت لینا
آخری وقت ہے اور بحر خطا جوش پہ ہے
ڈوبتا ہوں مجھے یا ختم رسالت لینا

شافع حشر محمد کے سوا کوئی نہیں
کام انہیں کا تو ہے امت کی حمایت لینا

کیف کو ایک عنایت کی نظر کافی ہے
کچھ تو اس کی بھی خبر روز قیامت لینا

اپنے عاشق کو مٹانا یار کا
ہے یہ الفت آزمانا یار کا

جس کو دیکھو ہے یگانہ یار کا
بھر رہا ہے دم زمانا یار کا

تھا مرا دل ہی ٹھکانا یار کا
بھید میں نے ہی نہ جانا یار کا

ہر جگہ پایا ٹھکانا یار کا
ہر جگہ ہے آستانا یار کا

اس کے کہنے میں خدائی ہوگئی
دل سے کہنا جس نے مانا یار کا

نفس بدخصلت کے کہنے میں رہا
اور کہا میں نے نہ مانا یار کا

جلوہ گر ہر شکل کے پردہ میں ہے
کھل رہا ہے منہ چھپانا یار کا

تجھکو اے وحشت قسم ہے یار کی
مجکو دیوانہ بنانا یار کا

غم دیا ہے شادمانی کے لئے
مہربانی ہے ستانا یار کا

اپنی ہستی کھو تو پائے گا اسے
کیف یوں مشکل ہے پانا یار کا

کھنچا کچھ اس طرح بے مثل نقشہ اُن کی صورت کا
کہ خود شیدا ہوا صناع قدرت اپنی صنعت کا

مبارک کیوں نہ ہو امت کو اُن کی دن قیامت کا

کھلی جس اُمتی کی آنکھ منہ دیکھا شفاعت کا

تمہاری ہی زباں سے کیں خدائے پاک نے باتیں
تمہارے ہی لبوں سے بول بالا ہے شفاعت کا

ہوا ہے سب سے اوّل نورِ ذاتِ مصطفےٰ پیدا
ہماری آنکھ سے پہلے کھلا ہے باب رحمت کا

وہی خیر البشر ہیں اور وہی ختم رسالت ہیں
نہ ہوگا خاتمہ بالخیر کیوں کر اُن کی اُمت کا

تمہارا ہی تو نورِ پاک گنجِ ذاتِ وحدت ہے
تمہارا ہی تو نقشہ ہے پتہ صنّاع قدرت کا

رُخِ حضرتؐ سے مہر و ماہ نے تابندگی پائی
نظر سے مل گیا ہر آنکھ کو حصّہ بصارت کا

تمہارے ہی سبب سے ہو گئے دونوں جہاں پیدا
تمہارے ہی سبب سے بڑھ گیا رتبہ نبوّت کا

سرورِ بادۂ عشقِ نبیؐ نے کر دیا بیخود
بنا ہے کیفؔ متوالا شرابِ پاک طینت کا

جو نعمت اور بھی دے گلشنِ ارم کے سوا
چلن رہے گا تمہارے ہی دین کا تا حشر
بنا ہے جھک کے سرِ عرش فرشِ پا کس کا
برائے نام مسلمان ہیں کہاں اسلام

وہ اور کون ہے ایسا ترے کرم کے سوا
چلے گا اب کوئی سکہ نہ اس درم کے سوا
عروج کس لئے یہ پایا ترے قدم کے سوا
ہماری گانٹھ میں کچھ بھی نہیں بھرم کے سوا

دکھائیگا ہمیں دیدار بھی وہ بعد نجات
مرے قصور تو حد سے بھی ہیں سوا لیکن
بنی وہ کونسا اُمت پہ تھا فدا ایسا
نہ نیند بھر کے ہمارے الم میں سوئے کبھی

ق

ملے گا اور بھی یہ مال اِس رقم کے سوا
ہے کون بخشنے والا ترے کرم کے سوا
اُٹھائے کس نے یہ صدمے ستم الم کے سوا
نہ پیٹ بھر کے غذا کھائی رنج و غم کے سوا

مریض دردِ خطا کیفؔ ہے طبیب ہو تم
یہ روگ کس سے مٹیگا تمہارے دم کے سوا

اپنے محبوب کا دیوانہ بنایا ہوتا
دل کو اُن آنکھوں کا دیوانہ بنایا ہوتا
پھر قدِ پاک کا سایہ بھی بنا تا بیشک
عرش کے دلمیں جو حسرت تھی قدم بوسی کی
مری صورت مے ارمان بھی بجود ہوتے
دل میں لبریز مئے عشق محمدؐ ہوتی
میری اُس شمع نبوت پہ اگر پڑتی آنکھ

مجھکو اُس شمع کا پروانہ بنایا ہوتا
حق نے اِس گھر کو پریخانہ بنایا ہوتا
گر خدا نے تمہیں یکتا نہ بنایا ہوتا
سر کو سنگ درِ جانانہ بنایا ہوتا
دل کو گر عشق کا میخانہ بنایا ہوتا
کاش اس ظرف کو پیمانہ بنایا ہوتا
پیرہن کو پر پروانہ بنایا ہوتا

کیفؔ میکش کو جو مستانہ بنانا تھا تجھے
تو محمدؐ ہی کا مستانہ بنایا ہوتا

ترے خاص مکان کا پتہ مری جان نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا
کہیں دونوں جہان میں تیرا نشان نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ مکاں میں ہے تو نہ مکاں سے جدا کسی جا سے الگ نہ کوئی تیری جا
تو کسی کو کہیں کبھی ہو گے عیاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

تو کدھر ہے کدھر۔ تو کہاں ہے نہاں۔ کہیں چار طرف نہیں تیرا نشاں
تجھے ڈھونڈھ کے تھک گئے دونوں جہاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

ترے راز کا راز پتے کا پتہ ترے علم کا علم ذرا سے ذرا
ترے بھید کا بھید نشاں کا نشاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ فلک پہ پتہ نہ زمیں پہ نشاں نہ اِدھر نہ اُدھر نہ یہاں نہ وہاں
کہیں نام کو تیرا نشاں مری جاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

وہ مریض فراقِ حبیبؐ ہوں میں وہ زمانہ میں خفتہ نصیب ہوں میں
جسے خواب میں چارۂ دردِ نہاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

مجھے گاہ ہی بھر کے پلادے کبھی مئے صاف کا جام نہو نہ سہی
مری آس کو خاک میں پیرِ مغاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

جو امانت خاص کوئی شے تھی وہ بشر کے بغیر کسی نے نہ لی
کوئی جھیلنے والا یہ بار گراں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ رہوں تو گھر اپنا بناؤں کہاں درِ میکدہ چھوڑ کے جاؤں کہاں
مجھے کیفؔ بجُز درِ پیرِ مغاں نہ ملا نہ ملا نہ ملا نہ ملا

نہ تھمتے اشک پل بھر نوحہ گر ہوتا تو یوں ہوتا
صبا طیبہ کو لیجاتی اُڑا کر جسم زار اپنا
زمیں کو چومتا ہر دم لگاتا خاک آنکھوں سے

نہ اُٹھ کر بیٹھتا درد جگر ہوتا تو یوں ہوتا
غم دوری کا قصہ مختصر ہوتا تو یوں ہوتا
کبھی کوئے محمدؐ میں گذر ہوتا تو یوں ہوتا

بجائے پاؤں جاتا سر کے بل میں جانب طیبہ
دعا میں گرمی اُلٹا اثر ہوتا تو یوں ہوتا

غمِ عشقِ محمدؐ کی گرہ ہوتی عیاں دل میں
نمایاں نخلِ الفت میں ثمر ہوتا تو یوں ہوتا

تمہاری یاد رہتی یاد سب کچھ بھولتا دل سے
خبر رہتی تمہاری بے خبر ہوتا تو یوں ہوتا

جہاں جو دیکھتا کہتا وہ مدّاحِ نبیؐ آیا
جہاں میں **کیف** کا شہرہ اگر ہوتا تو یوں ہوتا

خاص رحمت کرم عام تمہارا نکلا
ملکِ بخشش کا نشاں نام تمہارا نکلا

سب کی فریاد رسی کام تمہارا نکلا
دو جہاں بندۂ بیدام تمہارا نکلا

ہر نبیؑ کی ہے بہر شکل تمہیں سے بنیاد
جانِ ہر دین کی اسلام تمہارا نکلا

مظہرِ ذاتِ خدا ذات تمہاری نکلی
شاہد نام خدا نام تمہارا نکلا

مسلکِ منزلِ حق چال تمہاری ٹھہری
رہبرِ راہِ صفا گام تمہارا نکلا

شجرِ عفو کے پھل تمنے دئے اُمت کو
مغفرت کا چمن انعام تمہارا نکلا

ظلمتِ کفر مٹی کٹ گئے کافر دل میں
تیغ ساں نیّرِ اسلام تمہارا نکلا

پڑ گیا چار طرف صلِ علیٰ کا اک شور
مُنہ سے جس وقت مرے نام تمہارا نکلا

اس کی حسرت سر کوثر بھی نکالو گے تمہیں
مدح خواں **کیف** سے آشام تمہارا نکلا

زمین اُن کی فلک اُن کا مکان و لامکاں اُن کا
وہ محبوبِ الٰہی ہیں نہیں قبضہ کہاں اُن کا

دو عالم میں کوئی کیا کر سکے رتبہ بیاں اُن کا
خدائے دو جہاں خود بن رہا ہے مدح خواں اُن کا
اُنہیں کے دین کا ڈنکا بجے گا حشر تک ہر سو
ازل سے تا ابد کلمہ پڑھے گا دو جہاں اُن کا
وہاں رحمت برستی ہے ملایک سننے آتے ہیں
مسلمانوں میں باہم ذکر ہوتا ہے جہاں اُن کا
کلام حق کلام اُن کا - کلام اُن کا کلامِ حق
خدا کے ہمزباں وہ ہیں خدا ہے ہمزباں اُن کا
جہاں میں آچکا تھا اُن کا شہرہ پیشتر اُن سے
نشانِ آمد آمد تھا ظہورِ دو جہاں اُن کا
خدا کے وہ خدا اُن کا غرض معشوق و عاشق ہیں
خدا کے رازداں وہ ہیں خدا ہے رازداں اُن کا
خدا کی شان رزّاقی اُنہیں کا خوانِ نعمت ہے
وہی ہیں میزباں سب کے دو عالم میہماں اُن کا

وہی اے کیفؔ تیری بیکسی میں کام آئیں گے
لقب ہے دونوں عالم میں رفیق بیکساں اُن کا

ایک اک لطف دو عالم پہ ہے یکساں اُن کا
عام رحمت کی گھٹا گیسوئے پیچاں اُن کا
حسن یوسفؑ کو دیا مہر کو ضو ماہ کو نور
خلق میں کون نہیں بندۂ احساں اُن کا
خاص بخشش کا چمن عارض تاباں اُن کا
ہر طرف فیض رساں ہے رخ تاباں اُن کا

عیب پوشی اُنہیں کیوں خلق کی منظور نہ ہو
شانِ ستّاری کا پردہ ہے گریباں اُن کا

صورتِ ابرِ کرم اور صفتِ ظلِّ خدا
سر پہ اس اُمتِ عاصی کے ہے داماں اُن کا

وقتِ مشکل پئے مقصد جو پڑھیں اُنپہ درود
کام پھر غیب سے کیوں کر نہو آساں اُن کا

بڑھ کے ایمان سے جو لوگ سمجھتے ہیں اُنہیں
کیفؔ کس طرح سے کامل نہو ایماں اُن کا

تو نورِ نورِ اول اول ہے نور تیرا
تو حکم حکم آخر آخر ظہور تیرا

ہے عیب پوش جامہ اے حق کے نور تیرا
ڈہانکیگا عیب اُمت دامن ضرور تیرا

ہوتا جو ہر نبی سے اول ظہور تیرا
تو ہر رسول پڑہتا کلمہ ضرور تیرا

تیرا ظہور حق نے اپنا ظہور سمجھا
اظہار ذات باری نکلا ظہور تیرا

آوازہ شفاعت سُن سن کے شادماں ہیں
لینے کے نام خوش ہیں اہل قصور تیرا

آدمؑ کو سب فرشتے سجدہ کبھی نہ کرتے
ہوتا اگر نہ پنہاں آدمؑ میں نور تیرا

جلوہ مکاں سے تیرا بیشک ہے لامکاں تک
بستا بس ایکساں ہے نزدیک دور تیرا

ہیں جانور بھی شاہد تیری پیمبری کے
پڑہتے ہیں دل میں کلمہ وحش و طیور تیرا

یہ ہے خطا کا پتلا آمرزگار ہے تو
انسان کی خطا سے اچھا قصور تیرا

تو ابتدا ازل کی تو انتہا ابد کی
اول ہے نور تیرا آخر ظہور تیرا

گھر دور ہے سمجھ کا مشہور یہ مثل ہے
لیکن سمجھ کے گھر سے مسکن ہے دور تیرا

تو بھید ہے خدا کا اور دور ہے سمجھ سے
کس طرح بھید سمجھیں اہل شعور تیرا

ہر شکل آئینہ ہے ہر آئینہ میں تو ہے
ہر شے میں نور تیرا ہر جا ظہور تیرا

عاصی تو ہے مگر تو مدّاحِ مصطفےٰ ہے
اے کیفؔ پار ہوگا بیڑا ضرور تیرا

خبر اے ہادیٔ اسلام لینا
گرا جاتا ہوں مجھکو تھام لینا

مجھے ہو شغل اُن کا نام لینا
یہی تو مجھ سے یارب کام لینا

ہمارا کام ٹھوکر کھاکے گرنا
تمہارا کام ہم کو تھام لینا

ہر اک مشکل میں کام آتا ہے اے دل
محمد مصطفےٰ کا نام لینا

عجب بازار بخشش میں ہے سودا
کھری شے دیکے کھوٹے دام لینا

محبت ہے تمہاری عین ایماں
عبادت ہے تمہارا نام لینا

تمہاری دستگیری کا ہے یہ کام
کہ ہاتھ اُمت کا اپنی تھام لینا

نہ بن روگی یہ غفلت چھوڑ اے دل
کہ دکھ دیگا یہ ہی آرام لینا

نہ کر اس نفس کی خاطر برے کام
یہی ہے مفت کا الزام لینا

اگر ہے دامن بخشش کی خواہش
تو شاہ دیں کا دامن تھام لینا

سر کوثر خدا چاہے تو اے کیف
اُنہیں کے ہاتھ سے تو جام لینا

بجز حب محمد کامل ایماں ہو نہیں سکتا
خدا کا جاننے والا مسلماں ہو نہیں سکتا

نبوت سے نبی اُن کی برابر ہو نہیں سکتا
اُتر کر ہر صحیفہ مثل قرآں ہو نہیں سکتا

شب معراج جو باتیں خدا نے کیں محمد سے
دو عالم پر عیاں وہ راز پنہاں ہو نہیں سکتا

سوا اُنکے کوئی ہرگز شفاعت کر نہیں سکتا
سوا اُنکے کوئی محبوب یزداں ہو نہیں سکتا

اس اُمت کی خطا سر ہوگئے گیسو بن نہیں سکتی
گلے پڑ کر کبھی دامن گریباں ہو نہیں سکتا

تمہاری اولیت دوسرے میں آ نہیں سکتی
محمد اور اب ثمسا تو ہاں ہاں ہو نہیں سکتا

مٹا سکتا نہیں جوشِ مخالف دین احمد کو
اس آندھی سے یہ شیرازہ پریشاں ہو نہیں سکتا

محمد دوسرا پیدا اگر ہو بھی تو کیوں کر ہو
کبھی جھوٹا خدا کا عہد و پیماں ہو نہیں سکتا

بظاہر گو بشر ہیں وہ مگر نور الٰہی ہیں
محمد مصطفےٰ سا کوئی انساں ہو نہیں سکتا

بجھے گا دل نہ اہل کفر سے اسلام والوں کا
ہوا سے گل چراغ ماہ تاباں ہو نہیں سکتا

محمدؐ کی شفاعت ہے نگہباں ناخدا ہوکر
جہازِ امت کا غرق بحرِ عصیاں ہو نہیں سکتا

محمدؐ مصطفےٰ اے کیفؔ ممدوحِ الٰہی ہیں
بشر کیا ہے کوئی اُن کا ثناخواں ہو نہیں سکتا

بشر سے بیاں وصف کیا ہو تمہارا
کہ مداح خود جب خدا ہو تمہارا

وہی سر ہے جس میں تمہارا ہو سودا
وہی دل ہے جو مبتلا ہو تمہارا

رسولوں میں اللہ رے رفعت تمہاری
کہ عرشِ خدا فرشِ پا ہو تمہارا

تمہاری ہی امت میں پیدا ہوئے ہیں
نہ کیونکر ہمیں آسرا ہو تمہارا

کوئی لطف دیدارِ حق اُس سے پوچھے
کہ دیدار جس کو ہوا ہو تمہارا

نہ ہو خاتمہ کیوں نہ بالخیر اُس کا
نبیؐ جس نے کلمہ پڑھا ہو تمہارا

بلاشبہ پار اُس کا ہو جائے بیڑا
کرم کیفؔ پر گر ذرا ہو تمہارا

ردیف ب

اے ماہِ عرب ہوگا دیدار تمہارا کب
جانے مری قسمت کا چمکے گا ستارا کب

حق آپ کی اُمت کو کس طرح نہ بخشے گا
معشوق کا غم ہوگا عاشق کو گوارا کب

خالق نے بنایا کب حضرت سا دوبارا پھر
نقاشِ ازل نے پھر نقشہ یہ اُتارا کب

گلزارِ نبوت کا کیوں رنگ نہ جم جاتا
اس باغ نے پایا تھا تم سا چمن آرا کب

ایمان اس امت کا کس طرح سے جائے گا
موجوں نے کیا اُٹھکر دریا سے کنارا کب

اللہ کے جلوہ کی کب تاب نہ لائے تم
جھپکی نگہ حق بیں ہنگامِ نظارا کب

حد گرمیٔ عصیاں کی رحمت سے بڑھیگی کیا
اس پھول سے چمکیگا دوزخ کا شرارا کب

گو چڑھ ہی گئی یہ امت جھنڈے یہ گناہوں کے
پر چشمِ شفاعت نے نظروں سے اُتارا کب

تھا کام تمہارا ہی اُمت کی شفاعت کا
یہ مہر نبوت کی پیٹھ پہ ہے شفاعت کا

یوں اور رسولوں نے یہہ بوجھ سہارا کب
نکی تہہ ہے سند اس کی کچا ہے اجارا کب

کھٹا ہوا دل اپنا کب غیر کی باتوں سے
اے **کیف** سرور اپنا تر شی نے اُتارا کب

پردہ میں بھی جو ذات وہ تجھ سے عیاں ہوا اب
دنیا میں ہر قصور کا بدلا کہاں ہے اب
ہم داستاں ہے اُن کا خدا ہمزباں ہے اب
ملتا ہے حق اُسی کو جو ملتا ہے آپ سے
جب تم فلک پہ تھے تو فلک رشک عرش تھا
اگلی کتابیں حق کی رسولوں کو حفظ تھیں
آتے ہی اُن کے کفر بھی اسلام ہو گیا
چمکا ہوا ہے نیرّ اسلام آپ کا
للہ میرے حال پہ بھی رحم کیجئے
جو بحر فیض تھا وہ ترا نور پاک تھا

حق بیں اگر ہو آنکھ تو پردہ کہاں ہے اب
اُنکے سبب سے ہم پہ خدا مہرباں ہے اب
تھا جو کلام حق وہی اُن کا بیاں ہے اب
نام رسول پاک خدا کا نشاں ہے اب
اور اب زمیں پہ ہو تو زمیں آسماں ہے اب
قرآں ہر اُمتی کو تری برزباں ہے اب
بتخانہ خاص کعبہ ہے ناقوس اذاں ہے اب
وہ کفر کا جہاں میں اندھیرا کہاں ہے اب
ہر طرح لا دوا مرا درد نہاں ہے اب
جو باب لطف ہے وہ ترا آستاں ہے اب

دونوں جہاں میں جس کا ٹھکانا کہیں نہیں
وہ **کیف** ناقبول ترا مدح خواں ہے اب

ردیف ت

تجھ پہ اللہ فدا اور تجھے پیاری امت
کیوں نہ معشوق کے پیارے پہ ہو پیارا عاشق
چشم میزان قیامت میں جو ہلکی ہے تو ہو

ترے صدقے ترے قرباں ترے واری اُمت
کیوں نہ اللہ کو پیاری ہو تمہاری اُمت
ہے ترے لطف کے پلّے پہ تو بھاری اُمت

کھل گیا غنچۂ دل خلد میں کل حوروں کا
بن گئی دم سے ترے باد بہاری اُمت

رُخ بھی ہوگا نہ ادھر خلد میں جانا کیسا
بخشوا لیں گے وہ جبتک کہ نہ ساری اُمت

ہے بجا اس کا جو نام اُمت مرحومہ ہے
کیوں نہو ہے بھی تو آخر یہ تمہاری اُمت

کیفِ بیکس کا بھی اُس وقت ذرا دھیان رہے
آئے جس وقت کہ کوثر پہ تمہاری اُمت

اذاں کہتے ہیں جس کو ہے یہی اسلام کی نوبت
قیامت تک بجے گی یہ تمہارے نام کی نوبت

بنایا حق نے خاص اک آپ ہی کو رحمتِ عالم
بجی ہے آپ ہی کے دم سے لطفِ عام کی نوبت

جسے کہتے ہیں کلمہ اور شریعت نام ہے جس کا
یہ اُن کے دین کا ڈنکا وہ اُن کے نام کی نوبت

کبھی تو وہ ہماری بگڑی باتوں کو بنا دیں گے
کبھی تو آئے گی اے دل ہمارے کام کی نوبت

خدا خود اُمتِ احمد کو دیگا حکم جنّت کا
درِ جنّت پہ رکھی جائے گی انعام کی نوبت

بجایا ہے تمہیں نے خلق میں ڈنکا ہدایت کا
جو تم آئے تو آئی بخشش و اکرام کی نوبت

اماں ابلیس نے بھی پائی ضربت سے طمانچہ کی
یہاں تک بڑھ گئے پہنچی اُنکے لطفِ عام کی نوبت

بری ہے قہرِ حق سے کیفؔ بیشک اُمتِ احمد
یہ وہ دن ہے کبھی آئی نہ جس میں شام کی نوبت

آمدِ سیدِ عالم ہے یہاں آچکی رات
حق نما تاج ور آتا ہے یہاں آچکی رات
جلوہ گر ہونیکو ہیں کون و مکاں آچکی رات
جن کی آمد کا رسولوں میں ازل سے غل تھا
جن پہ موقوف تھا حق گوئی کا ظاہر ہونا
سرِ حق ذات ہے جنکی وہ یہاں آتے ہیں
دونوں عالم ہیں جو سرگرم درود اور سلام
سارے بتخانوں میں بت خوف سے اوندھے ہونگے

بیشک آنیکو ہیں سلطانِ جہاں آچکی رات
جھوٹے حق بھاگ کے جائینگے کہاں آچکی رات
نورِ حق پردہ سے ہوتا ہے عیاں آچکی رات
آؤ لوگو کہ وہ آتے ہیں یہاں آچکی رات
نیکے آتے ہیں وہ خالق کی زباں آچکی رات
سب پہ کھلجائیں گے اسرارِ نہاں آچکی رات
کون آتا ہے شہ کون و مکاں آچکی رات
دین بھی کفر سے پائے گا اماں آچکی رات

کیف ہونے کو ہے اُس رحمتِ عالم کا ظہور
صاف گرطے کو ہے بخشش کا نشاں آچکی رات

ردیف ث

لب پر نہ آئے کیوں مرے ہر بار الغیاث
فریاد رس تمھیں تو خدا کی طرف سے ہو
ہیں اپنی روسیاہی کے ہاتھوں سے تنگ ہوں
ہرنی کی طرح میری بھی امداد کیجیے

آفت زدہ ہوں یا شہ ابرار الغیاث
پھر جا رہی ہے کیوں مری بیکار الغیاث
ہے بال بال میرا گنہگار الغیاث
غم کی رسن میں ہوں میں گرفتار الغیاث

وہ کیف ہند میں جو ثنا گو ہے آپ کا
اب ہو گیا ہے حد سے سوا خوار الغیاث

ردیف جیم تازی

تھا نام بھی شرکت کا جہاں گم شبِ معراج
تھے فضلِ الٰہی سے وہاں تم شبِ معراج

خلوت میں نہ تھا کوئی بجز ذات الٰہی
تنہا فقط اللہ تھا یا تم شب معراج

بے پردہ فقط طالب و مطلوب بہم تھے
پردہ تھا نہ پردے کا تو ہم تم شب معراج

دیکھا بھی اُسے اور نظر تک بھی نہ بہکی
موسیٰ کی طرح غش نہوئے تم شب معراج

جبرئیلؑ امیں کو بھی نہیں کچھ خبر اس کی
حق نے جو کیا تم سے تکلّم شب معراج

کیا کیا نہ لئے عہد خدا سے پئے اُمت
کیا کیا نہوئے ہم پہ ترحّم شب معراج

اللہ رے ہمت تری بخشش طلبی کی
بھولی نہ ہمیں وقت تکلّم شب معراج

اُمت کی ہر ایک حسرت مردہ کو جلایا
تھی تیری شفاعت کی طلب قُم شب معراج

کل بخشش اُمت کا لیا عہد نہ جب تک
تب تک نہوئے شاد ذرا تم شب معراج

جس بحر نے کل دفتر عصیاں کو ڈبویا
تھا وہ ترے الطاف کا قلزم شب معراج

حال شب اسرا تو خدا جانے کہ حضرتؐ
اے کیفؔ تھے اُس وقت کہاں تم شب معراج

در پر ترے جبریلؑ نے آکر شب معراج
پیغام دیا حق کا جگا کر شب معراج

حق نے تمھیں پاس اپنے بلا کر شب معراج
بے پردہ ملا پردہ اُٹھا کر شب معراج

اللہ نے تنہا تمھیں پا کر شب معراج
سب علم دیا سب سے چھپا کر شب معراج

خورشید جہاں تاب ہوا شرم سے روپوش
جلوے کی ترے تاب نہ لا کر شب معراج

جبریلؑ امیں سوئے خدا لے گئے اے کیفؔ
دولہا سا محمدؐ کو بنا کر شب معراج

ردیف ح

روشن ہوں چاند ڈھال کے کیونکر قمر کی طرح
ہو کس طرح نبیؐ کوئی خیر البشر کی طرح

پھل پائیں گے تمھارے کرم سے ثمر کی طرح
پھولیں پھلیں گے حشر میں عاصی شجر کی طرح

پھائے گی منہ کی تیغ خطا خود کہ عاصیو
دست کرم ملے گا وہ غازہ کہ حشر میں
کھلتی ہے سب کے دل کی کلی اُنکے ذکر سے
کٹی بنے گا دفتر اعمال بھیگ کر
کچھ غم نہیں کہ باد شفاعت سے حشر میں
حق یوں کہے گا آپ کی امت کو بخش کر

سینہ سپر ہے لطف محمدؐ سپر کی طرح
چمکیں گے روسیاہ ہونکے چہرے قمر کی طرح
چلتا ہے اُن کا ذکر نسیم سحر کی طرح
برسے گی جب کرم کی گھٹا ابر تر کی طرح
جھڑ جائیں گے گناہ یہ برگ شجر کی طرح
جاؤ رہو بسو مری جنت میں گھر کی طرح

کیا سمجھے کوئی کیفؔ محمدؐ کی ذات کو
بے سایہ جسم نور خدا کا بشر کی طرح

مغفرت اس کی نہو روز قیامت کس طرح
عاصیوں کو یاد رکھیں گے نہ حضرتؐ کس طرح
اُنکے منہ سے روسیہ کا یا پلٹ ہو جائیں گے
مستحق تھا کون جز نور خدا اس اوج کا
گر نہ آ لیتے اس جہاں میں رحمت اللعالمین
ہے دعائے سرور دنیا و دین ردّ بلا

دوزخی ہو رحمتؐ عالم کی امت کس طرح
بھول جائیگی ہمیں اُن کی شفاعت کس طرح
دیکھنا خالق بدل دیتا ہے صورت کس طرح
ختم ہوتی اور نبیوں پر نبوت کس طرح
تو یہ عاصی جانتے خالق کی رحمت کس طرح
سر سے ٹلجائے نہ اس امت کی آفت کسطرح
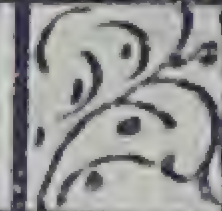
کیفؔ مانگے جا دعا مقبول بھی ہو جائیگی
بند ابھی ہو جائے گا باب اجابت کس طرح

ردیف خ

سب طریقے ہوئے آنے سے تمہارے منسوخ
جرم کاروں میں تو بخشش کا قلم جاری ہے
ہو تمہیں ناسخ توریت و زبور و انجیل

دین اگلے ہوئے قرآن سے سارے منسوخ
کیوں نہوں نامۂ اعمال ہمارے منسوخ
دین کل نبیوں کے آگے ہیں تمہارے منسوخ

کل خطاؤں کی حقیقت کو سمجھ کر باطل — دفترِ جرم کیے فضل نے سارے منسوخ

فوق دینوں پہ ہوا دینِ محمدؐ اے کیف
مہر نکلا تو ہوئے چرخ پہ تارے منسوخ

ردیف د

زندانِ غم سے کیجیے آزاد یا محمدؐ — مجھ بےنوا کی سنئے فریاد یا محمدؐ

اللہ کی طرف سے جو کچھ ہوا ہے نازل — تم نے وہی کیا ہے ارشاد یا محمدؐ

جو کچھ ہے دو جہاں میں وہ نور ہی تمہارا — کونین ہے تمہیں سے آباد یا محمدؐ

جس دن خدا سے اپنی اُمت کو بخشوانا — اُس دن مجھے بھی رکھنا تم یاد یا محمدؐ

میں کھو چکا ہوں بالکل عقبیٰ کی ساری پونجی — میں ہو چکا ہوں بالکل برباد یا محمدؐ

ایمان کی تو یوں ہے دشمن یہ جان کا ہے — نفسِ لعیں بنا ہے جلاّد یا محمدؐ

حرص و ہوا نے مجکو دونوں جہاں سے کھویا — لوٹا ہے ظالموں نے فریاد یا محمدؐ

اُمت کا اپنی صدقہ مجھکو بھی بخشوانا — اک میں بھی ہوں اسی میں ناشاد یا محمدؐ

سب آفتیں جہاں کی مجھ پر ہی آپڑی ہیں — نرغہ میں پھنس گیا ہوں امداد یا محمدؐ

یہ عرضِ حالِ دل ہے کوئی غزل نہیں ہے — تنگ آکے تم سے کی ہے فریاد یا محمدؐ

کیفِ غزل سرا کی فریاد ابتو سن لو
عرضی پہ آج اُس کی ہو صاد یا محمدؐ

جلوہ نظر کو دل کو تری آرزو پسند — سودا پسند سر کو ترا مجکو تو پسند

گو دو جہان اُسنے بنائے برائے خلق — پر دو جہاں میں ایک اُسے آیا ہی تو پسند

منظور تھا کہ تیرے گلے سے لگا رہے — خالق نے یوں کیا ہے مقام گلو پسند

اپنا کلام بھی ترے منہ سے بیان کیا — تھی کس قدر خدا کو تری گفتگو پسند

اپنی رضا کو چھوڑ دیا تیری رائے پر
وہ حق کو ہے پسند کرے جسکو تو پسند

ہے حق تو یہ کہ حق کا وہی لاڈلا ہوا
ای حق کے لاڈلے جسے آیا ہے تو پسند

مرضیٔ مغفرت کے موافق یہی تو ہے
ہو کیوں نہ حق کو تیری شفاعت کی خو پسند

کافر بھی مانتے ہیں تمھیں وہ نبیؐ ہو تم
تم وہ بشر کہ کرلتے ہیں تم کو عدو پسند

چلو ہی سے پلاؤ مگر اپنے ہاتھ سے
ہرگز نہیں ہے **کیف** کو جام و سبو پسند

حاجت روا محمدؐ مشکل کشا محمدؐ
اے کیف بیکسوں کے ہیں پیشوا محمدؐ

ظاہر میں شکلِ انساں باطن میں نورِ یزداں
ہیں سب میں اور سب سے پھر ہیں جدا محمدؐ

کیا خوف مہرِ محشر اے امّتانِ سرور
ہیں اپنے سر پہ مثلِ ظلِّ خدا محمدؐ

اک آرزو یہی ہے بس وقت جانکنی کے
قالب سے روح نکلے اور منہ سے یا محمدؐ

دیکھا خدا کا جلوہ جس نے کہ اُن کو دیکھا
بے شبہ ہیں سراپا نورِ خدا محمدؐ

کس طرح ہوتا سایہ پھر جسم مصطفےٰ کو
تھے نورِ حق مقرر رب تا بپا محمدؐ

اے **کیف** نعتِ سرور یوں کہکے مختصر کر
خالق سے کم ہیں اور ہیں سب سے سوا محمدؐ

کرم کر کرم اے خدائے محمدؐ
مری ابتو سن لے برائے محمدؐ

ہے بے ابتدا ابتدائے محمدؐ
ہے بے انتہا انتہائے محمدؐ

ہے کونین نشو و نمائے محمدؐ
نہیں چار سو کچھ سوائے محمدؐ

دو عالم جسے لامکاں کہہ رہا ہے
وہی تو ہے خلوت سرائے محمدؐ

محمدؐ کا مِلنا خدا کا ہے مِلنا
لقائے خدا ہے لقائے محمدؐ

محمدؐ کی طاعت ہے طاعت خدا کی
یہ خود کہہ رہا ہے خدائے محمدؐ

خدا جس پہ خود شیفتہ ہو رہا ہے
وہ کیا جانے کیا ہے ادائے محمدؐ

عدوئے محمدؐ عدوئے خدا ہے
خدا دوست ہے آشنائے محمدؐ

ہمیں تیغِ عصیاں سے خوف و خطر کیا
ہماری سپر ہے دعائے محمدؐ

جہنم سے کل عاصیوں کو بچایا
بروں کے بھلے کام آئے محمدؐ

نہاں جسمیں نور خدا ہے مجسم
وہ پردہ ہے تو اے ردائے محمدؐ

جو اے عاصیو حشر میں کام آئے
وہ ہے کون ایسا سوائے محمدؐ

وہاں کیفؔ کس طرح رحمت نہ برسے
مدینہ ہے دولت سرائے محمدؐ

ردیف ذ

اُن کے الطاف سے رہجائیگا سادا کاغذ
کیوں کیا کاتب اعمال نے کالا کاغذ

آپکی مہر نبوّت ہے نبوّت کی گواہ
یہ سند وہ ہے کہ جس کا نہیں کچّا کاغذ

آپ ہر دل میں لکھا ہے ترا کلمہ حق نے
ہے قلم کونسی گنتی میں کہاں کا کاغذ

کلمہ جس پر کہ محمدؐ کا لکھا جاتا ہے
لوح محفوظ کا پاتا ہے وہ رتبہ کاغذ

عمر بھر کیفؔ سے لکھے نعت محمدؐ یا رب
ہو یونہی نامۂ اعمال کا پورا کاغذ

ردیف ر

کسی نے کچھ نہیں پایا تمہارے نام بغیر
چلا نہ کام کسی کا تمہارے نام بغیر

جناب نوحؑ نے لکھا جو اپنی کشتی پہ
مٹا وہ صاف جو لکھا تمہارے نام بغیر

تمہارے نام سے توبہ قبول ہوتی ہے
یہ در خدا نے نہ کھولا تمہارے نام بغیر

مٹا نہ کفر کسی سے کہیں تمہارے سوا
بجا نہ دین کا ڈنکا تمہارے نام بغیر

خدائے پاک تو آمرزگار ہے بیشک
مگر کسی کو نہ بخشا تمہارے نام بغیر

تمہارے نام سے ہوتا ہے پار ہر بیڑا
کسی کو کچھ نہیں ملتا تمہارے نام بغیر

تمہارے نام مبارک پہ مبتلا ہے **کیفؔ**
کہ اس کو کچھ نہیں بھاتا تمہارے نام بغیر

کرم فرمائیے بہر خدایا مصطفےٰ مجھپر
کہ ٹوٹی کوہ بن کر سختیٔ روز جزا مجھپر

کرے کیونکر نہ دم ہر بار آ آکر عطا مجھ پر
کہ جب آتی ہے آتی ہے خطاؤں کی بلا مجھپر

وہ گیسو چاہیں گے دھونا جو میری روسیاہی کو
تو اُٹھکر غیب سے برسے گی رحمت کی گھٹا مجھپر

نہیں دیکھی ہے شاید چشم رحمت تو نے حضرتؐ کی
نکال آنکھیں سمجھکر دل میں اے دوزخ ذرا مجھپر

اگر مجرم ہوں پر ہوں رحمت عالم کی اُمت میں
سزاوارِ کرم ہوں میں روا کب ہے سزا مجھپر

مزا جب ہے کہوں میں یوں کہ دُکھ سُن لیجئے میرا
وہ فرمائیں کہ حُبِ رہ غم ہی سب روشن ترا مجھپر

جو روتے تھے غم اُمت میں وہ غمخوار ہیں میرے
ہوا کیا ہے انہیں ہنستے ہیں ناحق پارسا مجھپر

سُبکدوش آپ جیتے جی مجھے اس غم سے کر دیجے
کہ بعد مرگ بھاری ہے خدا کا سامنا مجھپر

گدائی کوچہ شاہِ دو عالم کی تو کرنے دو
کرے گا خود سجدہ سایہ ابھی بال ہما مجھپر

خدائی کیا ہے خود دیکھے خدا بھی چشم رحمت سے
نگاہ لطف ہو جائے اگر اُن کی ذرا مجھپر

بلائے شامِ عصیاں جب نظر آئی تو یا مولیٰ
گرا میں ڈر کے سایہ پر مرا سایہ گرا مجھپر

ہوا اب **کیفؔ** میں کیفِ مئی الفت کا دیوانہ
نہ ہو پھر ختم کیوں کر بادہ خواری کا مزا مجھپر

ہے مہر دو جہاں کا گذر آسمان پر
ذرّے ہیں آج شمس و قمر آسمان پر

بے شبہ ہو منود رسولِ فلک جناب
چڑھ کر گئے براق پہ ہر آسمان پر

حاضر سلام کے لئے قدسی اِدھر اُدھر
تھے دست بستہ باندھے کمر آسمان پر

پل بھر میں اسطرح سے گئے عرش پر حضورؐ
جاتی ہے جس طرح سے نظر آسمان پر

ہوتی نہ اہل چرخ کو نورِ خدا کی دید
پائیں نہ حشر تک بھی محمدؐ کے اوج کو
دونوں جہاں دستِ نگر ہیں حضورؐ کے
اللہ رے اوج حضرت آدمؑ کی ذاتکا
اے کیفؔ دیکھ یہ شبِ معراج کی بہار

اٹھتا نقاب رخ نہ اگر آسمان پہ
اونچے اڑیں لگا کے اگر آسمان پر
قبضہ ادھر زمیں پہ اُدھر آسمان پہ
جا کربلا خدا سے لشکر آسمان پر
اس رات میں ہے دن کا اثر آسمان پر

قطعہ

حق دیکھا تھا پہلے ہی معراجکی خبر
لکھا ہوا سب اگلی کتابوں میں تھا یہی
پیدا زمیں پہ ہونگے وہ ایسے رسولؐ پاک
بھیجے گا اُنکے پاس خدا جبرئیل کو
پھر جبرئیلؑ خدمتِ والا میں آئیں گے
مشتاق دید آج ملایک ہیں جا بجا
چاروں طرف بلند ہے صلِ علیٰ کا شور
رو حیں ادھر جدا ہیں رسولوں کی صف بصف
سب کہکے پھر یہ عرض کرینگے وہ جبرئیلؑ
حق نے تمھیں کیا ہی طلب الفلک جناب
المختصر کہ جنکے یہ رتبہ کا حال ہے
اے مومنو سُنو وہ محمدؐ ہی تو ہیں

سبکو ادھر زمیں پہ اُدھر آسمان پر
اور تھی یہ قدسیوں کو خبر آسمان پر
ہوگا زمیں سے جن کا گذر آسمان پر
یعنی بلا کے لا اُنھیں پر آسمان پہ
اور یوں کرینگے عرض کہ ہر آسمان پر
دیدار عام کی ہے خبر آسمان پر
بس آپ ہی کا ذکر ہے ہر آسمان پہ
قدسی الگ کھڑے ہیں اُدھر آسمان پہ
چلیئے رسولِ پاک مگر آسمان پر
اور خود وہ منتظر ہے مگر آسمان پر
اور ذکر پاک جنکا ہے ہر آسمان پہ
امشب جو کر رہے ہیں سفر آسمان پر

اے کیفؔ اب وہ لکھ شبِ معراجکی غزل
ہر بیت جس غزل کی ہو ہر آسمان پہ

ردیف زائے

کوئی دونوں جہاں میں تجھسا نہیں انتخاب ہرگز ۔ نہ خدا کا مثل کوئی نہ ترا جواب ہرگز

نہ اٹھا تمہارے رُخ سے کبھی ایک حجاب ہرگز ۔ تمہیں دیکھنے نہ پایا کوئی بے نقاب ہرگز

ترے لطف پر بھروسہ ترے پیار پر ہوں نازاں ۔ نہ غمِ گناہ مجھکو نہ غمِ عذاب ہرگز

ترا فیض دو جہانمیں جو نہ فیضیاب ہوتا ۔ تو کہیں کوئی نہوتا کبھی کامیاب ہرگز

اُنھیں خاکسارِ اُمت جو نہوتی اپنی پیاری ۔ تو زمین پر نہ رہتے وہ فلک جناب ہرگز

تری آنکھ تھی وہ حق بیں کہ نگاہ تک نہ جھپکی ۔ نہ کلیم کی نظر تھی جو نہ لائی تاب ہرگز

ترا کونسا کرم ہے جو نہیں ہے عاصیوں پر ۔ کبھی تجھسے بچ سکیگا نہ کوئی ثواب ہرگز

ترے روئے پُر ضیا پر جو نہوتے یہ تصدق ۔ تو یہ روشنی نپاتے مہ و آفتاب ہرگز

مئے عشقِ مصطفےٰ سے تو ہے اسکی زندگانی ۔ نہ جئیگا کیف میکش کبھی بے شراب ہرگز

آپ ہی کا لطف ہے یا مصطفےٰ اُمت نواز ۔ لیجئے میری خبر بھی اب تو یا اُمت نواز

نام کیا کیا آپکے پیارے ہیں یا اُمت نواز ۔ رحمتِ حق شافع روزِ جزا اُمت نواز

ہیں نبی جیسے محمدؐ مصطفےٰ اُمت نواز ۔ ہو تو جانے کوئی ایسا دوسرا اُمت نواز

آپ ہی کا کام ہے اُمت نوازی یا رسولؐ ۔ آپ ہی کی ہیں بھی ہوں اُمت میں یا اُمت نواز

وقت پیدائش بھی لب پر ربّ ہبلی اُمتی ۔ آفریں اے مرحبا صد مرحبا اُمت نواز

فخرِ آدمؑ فخرِ حوّا فخرِ دیں فخرِ رسل ۔ چارسو تاج شرف ہیں آپ یا اُمت نواز

بخشوالیں گے خدا سے اپنی اُمت حشر میں ۔ وہ محمدؐ شافعِ روزِ جزا اُمت نواز

تم رفیق بیکساں راحت رساں فریاد رس ۔ تم شہ ہر دوسرا حاجت روا اُمت نواز

ہر گھڑی ہر وقت ہر دم دھیان اُمت کا رہا ۔ واہ رے اُمت نوازی مرحبا اُمت نواز

مسکن اُن کا اور دوزخ ہو یہ ممکن ہی نہیں — آ بکی دل میں ہو جس امت کی جا امت نواز

نفسی نفسی ہی کہیں گے سب نبی محشر میں کیف
پر کہیں گے امتی اک مصطفےٰ امت نواز

ردیف س

دیکھا دکھایا تم کو خدا نے بلا کے پاس — خلوت کا خاص لطف اُٹھایا بٹھا کے پاس

ملنا رسولِ پاک کا ملنا خدا کا ہے — پہنچا جو اُنکے پاس وہ پہنچا خدا کے پاس

سب کچھ وہ شے تمہاری ہے جو شے خدا کی ہو — وہ سب تمہارے پاس ہی جو ہی خدا کے پاس

ہوتی کسی طرح نہ شفاعت کی آرزو — آتی اگر نہ شافع روزِ جزا کے پاس

کم مرتبہ تھی شانِ نبوت بھی پیشتر — کامل ہوئی ہے آکے شہ انبیا کے پاس

صدقہ تمہارے ہی لبِ جاں بخش کا تو ہے — ہے معجزہ جو عیسیٰؑ معجز نما کے پاس

محشر میں جس نے اُن کو پکارا تو آئے یوں — گویا وہیں کھڑے تھے اُسی بینوا کے پاس

ہوگی عیاں جو شانِ شفاعت تو دیکھنا — مجرم خطا سے دور رہیں گے عطا کے پاس

یہ کیف ہر طرح سے بہت خوار ہے حضور
دیکھو تو اُس کا حال کسی دن بلا کے پاس

ردیف شین معجمہ
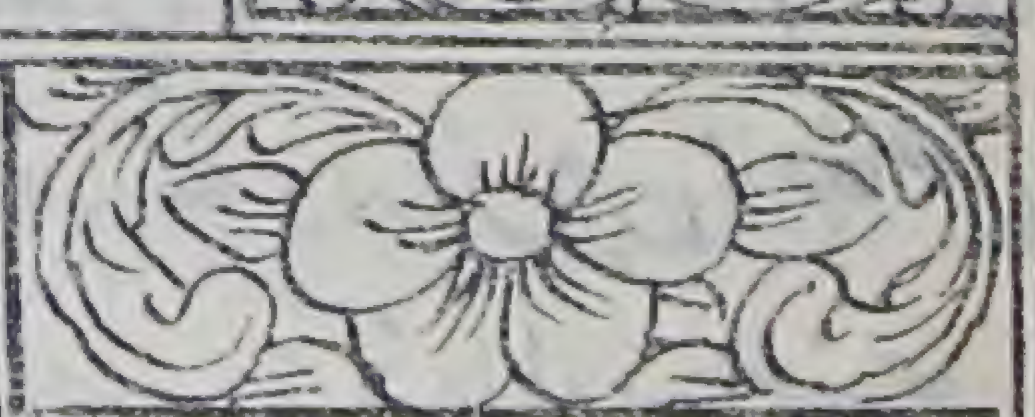
فرشِ زمیں کو تم نے دیا اقتدارِ عرش — اور عرش پر گئے تو بڑھایا وقارِ عرش

وحدت کا اوج تاج ہے کثرت کی شانِ تخت — یہ تاج و تخت ہیں ترے اے تاجدارِ عرش

جو خاک ہو گئی تری نعلین سے جدا — اُس خاک کو خدا نے بنایا قرارِ عرش

تو شانِ اوج اوج تری شان پر نثار — تو فخر فخر تیرے قدم افتخارِ عرش

بیشک تمہارا عرش پہ جانا ضرور تھا
تھا منتظر ازل سے بہت انتظارِ عرش

بکھرے ہوئے ہیں عرش پہ صلِ علیٰ کے پھول
دیتی ہے ہگی بوئے محمد بہارِ عرش

آرائش اس کی تھی شبِ معراج کے لئے
تھا تیرے واسطے ہی یہ نقش و نگارِ عرش

معراج میں وہ عرش ترا فرش پا بنے
جس عرش پہ ہو جلوۂ پروردگارِ عرش

اے کیف چڑھ گئی مئے دیدارِ مصطفےٰ
اب حشر تک اُتر نہیں سکتا خمارِ عرش

ردیف ص

یوں مرسلوں میں ہیں شہِ عالی مقام خاص
کل اختروں میں جیسے ہے ماہِ تمام خاص

اُس نورِ کبریا کا شفاعت ہے کام خاص
دونوں جہاں میں جس کا محمد ہے نام خاص

ہے دور سے بھی دور تمہارا مقام خاص
زینہ ہے عرش اوجِ حقیقت ہی بام خاص

کہتی ہے جس کو خلق شریعت کھلی ہوئی
باندھا ہوا ہے آپ کا وہ انتظام خاص

مخلوق بیخبر ہے تمہارے مقام سے
خالق ہی جانتا ہے تمہارا مقام خاص

ہے عام پر بھی آپ کا الطافِ خاص عام
ہے خاص سے بھی آپکا دربارِ عام خاص

کونین کے جمیع کمالات تم میں ہیں
رتبے تمہیں پہ ختم ہوئے ہیں تمام خاص

لوگو پڑھو درود محمد کے نام پر
پڑھنا درود اُن پہ خدا کا ہے کام خاص

احمد لقب فلک پہ محمد زمیں پہ ہے
اُس شاہِ انبیا کے یہ دونوں ہیں نام خاص

مقصودِ دو جہاں ہے درِ پاک آپ کا
حاضر ہیں آستانۂ عالی پہ عام خاص

کُل مرسلوں پہ جن کو خدا نے شرف دیا
وہ ہیں نبی رسول علیہ السلام خاص

کس طرح پائے کوئی محمد کی ذات کو
دیکھا نہیں کسی نے خدا کا مقام خاص

روح الامیں تمہارے ہی پیغامبر رہے
نازل ہوا تمہیں پہ خدا کا کلام خاص

سمجھا تمہیں کو حق نے ظہور اپنی ذات کا
بھیجا تمہیں پہ حق نے درود و سلام خاص

اے کیفؔ اُن کی مدح کہاں اور تو کہاں
وہ کیا بشر سے ہو جو خدا کا ہو کام خاص

ردیف ضاد

حاجت روائے کل ہے تمہارے ہی دم کا فیض
فیاضِ دو جہاں ہے تمہارے کرم کا فیض

یہ پیروئی حق ہے تمہارے چلن کی چال
یہ راہِ مستقیم تمہارے قدم کا فیض

اظہار کن فکاں ہے تری ذات کا ظہور
افزونیِ ظہور ترے دم قدم کا فیض

یہ جوشِ فضل ہے کہ شفاعت کا مقتضا
یہ عفو جرم ہے کہ تمہارے کرم کا فیض

دنیا کی راحتیں ترے نخلِ عطا کا پھل
عقبیٰ کی نعمتیں ترے لطف و کرم کا فیض

پانی خدا نے پھیر دیا سب کے جرم پر
دریا بنا جو حشر میں شاہ امم کا فیض

امت میں چل رہا ہے مئے مغفرت کا دور
دیکھا بھی کیفؔ ساقیِ کوثر کے دم کا فیض

ردیف ط

ہے کلام اللہ برحق ہو نہیں سکتا غلط
خود غلط ہے جو ترے اسلام کو سمجھا غلط

تم نے ہر مشرک کو پھیرا بت پرستی سے حضور
تم نے ہر جھوٹے خدا کا کر دیا دعوے غلط

صورتِ حرفِ غلط کیوں کر نہ مٹتی فضل سے
تھا مری تقصیر کا انشا غلط املا غلط

تھی مری تقصیر حادث فضل تھا اُس کا قدیم
کیوں نہ ہوتا کاتبِ اعمال کا لکھا غلط

شاعروں کا ہے غلط فہم آپ کو سمجھے تو کیا
آپ حق گو تھے انہیں کا ہو گیا کہنا غلط

دین ہے برحق ترا ہیں اور کل مذہب دروغ
جو الگ اس سے ہے قایم ہے وہی رستا غلط

کیفؔ چلئے اگرہ میں روبرو چھپوائیے
ورنہ دیواں آپ کا چھپ جائیگا سارا غلط

ردیف ظاء

اُن کی اُمت نہو کیوں انکے کرم سے محفوظ
اُنسے محفوظ خدا اور وہ ہم سے محفوظ

گلشنِ کوئے محمدؐ سے ہے اُلفت جن کو
وہ نہوں گے کبھی گلزارِ ارم سے محفوظ

ذکرِ حسنِ کے شفاعت کا گنہگار ہیں شاد
تشنہ لب ہیں ابھی دریائے کرم سے محفوظ

یوں ترے داغِ غلامی سے یہ اُمت خوش ہے
جس طرح ہوتا ہے محتاج درم سے محفوظ

خلق اللہ رہے اُن کا کہ مسلمان تو کیا
دل میں کافر بھی رہے اُنکے کرم سے محفوظ

جامِ کوثر کی ہے خواہش اسے یا ختمِ رسلؐ
کیفؔ ہوگا نہ کبھی ساغرِ جم سے محفوظ

ردیف ع

ہو جائے حکمِ حق سے اگر جانِ نزار شمع
تو آپ پر نثار ہو پروانہ وار شمع

ہوتی ہے دل میں آپ کے کلمہ سے روشنی
اس شمع پر چراغ تصدّق نثار شمع

تامرگ لو لگی رہے تجھسے نجات کی
روشن رہے یہ اے مرے پروردگار شمع

گل ہوکے باغِ بزمِ رسالتؐ پناہ میں
پاتی ہے لطفِ حق سے گلو نکی بہار شمع

کیا میرے سوز ورنج سے واقف ہوئی ہے یہ
اے کیفؔ رو رہی ہے جو بے اختیار شمع

ردیف غ

آپ سے ہے دین کا روشن چراغ — جل نہیں سکتا ہے بے روغن چراغ

ہے اُجالا آپ کا کونین میں — دو گھروں میں ایک ہے روشن چراغ

قصرِ عصیاں میں اندھیرا ہے تو ہو — ہے شفاعت آپ کی روشن چراغ

اُمتِ احمد کا ایماں جائے کیوں — بجھ نہیں سکتا تہِ دامن چراغ

کر دیا اندھیر داغِ جرم نے — روشنی کا ہو گیا دشمن چراغ

دل مرا اُس شمع کا پروانہ ہے — جس کا پردہ شمع ہے چلمن چراغ

ق

حاصل اسکی روشنی سے کچھ نہیں — ہے تو ہو روشن سرِ مدفن چراغ

روشنیٔ نورِ ایماں چاہیئے — جس سے ہو خود قبر میں روشن چراغ

لو لگا اے کیفؔ اُس کے فضل سے — روغنِ بخشش سے ہو روشن چراغ

ردیف فا

ہوئی ہے ختم محمد پہ عز و شانِ شرف — زمین تنگ ہے مدینہ کی آسمانِ شرف

ملا ہے تیرے ہی مطبخ سے سبکو خوانِ شرف — ترا شرف ہے دو عالم میں میزبانِ شرف

خدا کے بعد بزرگی اُنہیں کو زیبا ہے — وہ کون یعنی رسولِ کریم شانِ شرف

شرف ہوا ہے اسی ذات پاک سے پیدا — حقیقتاً ہے محمد کی ذات کانِ شرف

جو شخص جائے مدینہ وہ جا کے لے آئے — کہ بٹ رہا ہے ترے در پہ ارمغانِ شرف

ترے شرف کی کوئی حد نہیں دو عالم میں — کلامِ حق میں ہے بیحد ترا بیانِ شرف

تری زباں شرفِ مصطفےٰ ادب اے کیفؔ
ارے ذلیل کہاں تو کہاں بیانِ شرف

ردیف قاف

تمہارا نور خدا کا ہے نور بالتحقیق
یہ دو جہاں ہے تمہارا ظہور بالتحقیق

یہ بزم دہر انہیں کی ہے جلوہ آرائی
ہر ایک شے میں انہیں کا ہے نور بالتحقیق

سنو شفاعت کبریٰ یہ ہے کہ حشر کے دن
کریں گے کل کی شفاعت حضور بالتحقیق

تمہیں خدا نے دیا علم آسمان و زمیں
ہے ایکساں تمہیں نزدیک و دور بالتحقیق

قصوروار ہیں جو جو کہ ان کی امت میں
وہ بخشوائیں گے سب کے قصور بالتحقیق

تمہارے عجز کی اللہ رے توانائی
کہ سرکشوں کا مٹایا غرور بالتحقیق

تمہارے رخ سے اگر ایک بھی حجاب اٹھ جائے
تو ہر پہاڑ بنے کوہ طور بالتحقیق

حضور دیکھئے جس بات کی خبر ہم کو
وہ بات ہو کے رہے گی ضرور بالتحقیق

سنا بھی ساقیٔ کوثر ہے جن کا نام اے کیف
پلائیں گے وہ شراب طہور بالتحقیق

ردیف کاف

رحم کیا جانئے مجھ زار پہ کھائیں کبتک
دیکھئے وہ مری بگڑی کو بنائیں کبتک

جلوے کیا جانئے انکے نظر آئیں کبتک
دیکھئے وہ ہمیں دیدار دکھائیں کبتک

رحمت اسکی ہے صفت رحم بھی فرمائیگا
بخش ہی دیگا نہ بخشے گا خطائیں کبتک

تو ہی یارب انہیں دامان اثر تک پہنچا
ہاتھ پھیلائے رہیں میری دعائیں کبتک

اپنے بندوں کو نہ رکھ اپنے کرم سے محروم
نامراد اپنی مرادوں کو نہ پائیں کبتک

بحر عصیاں میں مرا ڈوب رہا ہے بیڑا
پار کیا جانئے اس کو وہ لگائیں کبتک

ہیں ہوا خواہ بھی جالوں گا مدینہ اک دن
اڑ کے جائیں گی الگ مجھسے ہوائیں کبتک

ہر سیہ کار کے حامی ہیں وہ گیسوئے سیاہ
میرے سر سے نہ ٹلیں گی یہ بلائیں کبتک

کوئی حد بھی ہے پریشانی کی آخر مولا
کبتک آوارہ پھریں ٹھوکریں کھائیں کبتک

کبتک اُس شمع بنوّت سے رہے گی دوری
کیف پروانہ صفت دل کو جلائیں کبتک

یوں ہے تمہارے نور کی سب میں جھلک الگ الگ
ذروں میں آفتاب کی جیسے چمک الگ الگ

آنکھ میں رہ گے مثلِ نور طور پہ بن کے برق طور
سب کو تمہیں دکھا گئی اپنی جھلک الگ الگ

ایک تمہارے نور سے حق نے بنائے جابجا
جن و بشر جُدا جُدا حور و ملک الگ الگ

روئے رسولِ پاک کا رنگ ہر ایک شے میں ہے
پھول تو ایک ہی ہے پر ہے مہک الگ الگ

شافع عاصیاں رہے حامیٔ انبیا رہے
کی ہے مرے حضور نے سبکی کمک الگ الگ

تم پہ درود اور سلام بھیج رہی ہے لاکلام
فرش سے ایک ایک شے عرش تلک الگ الگ

سنگ خطا کی چوٹ کا درد وہ ہے کہ اے حضور
رہتی ہے جوڑ جوڑ میں جس کی کسک الگ الگ

نور میں نور ضو میں ضو رنگ میں رنگ گُل میں گل
سب میں ہو تم سماک سے تا بہ سمک الگ الگ

رنگ غضب الگ رہا امتِ مصطفےٰ سے یوں
رہتی ہے آسمان سے جیسے دھنک الگ الگ

رکھتے ہیں تیری آرزو کرتے ہیں تیری جستجو

اہل زمین جدا جدا اہل فلک الگ الگ

خوانِ کرم سے آپ کے کس کو نہیں ملا ہے کیف
کھایا ہے بیشک آپ کا سب نے نمک الگ الگ

ردیف ل

وہ جناب عقدہ کشائے جاں در پاک عقدہ کشائے دل
دل وجاں سے دونوں پہ لوٹ ہوں یہ دوائے جاں وہ دوائے دل

نہ مٹی ہے یہ کبھی ایک دم نہ مٹے گی حرص و ہوائے دل
مدد اے خدا کہ ہے زور پہ یہ بلائے جاں یہ بلائے دل

اگر اپنے آپ کو کھوئے یہ تو نشان یار کا پائے دل
جو نہ ہو تو ہو ابھی لامکاں جو مٹے تو زنگ جمائے دل

جو گذر رہے اُس در پاک پر تو بر آئے دونوں کی آرزو
ادہر اپنا حال سناؤں میں ادھر اپنا حال سنائے دل

کبھی شوقِ یادِ خدا رہے کبھی ذوقِ عشقِ نبیؐ رہے
رہے اس میں کوئی نہ کوئی تو کبھی خالی ہو نہ سرائے دل

جو مریضِ دردِ خطا ہے دل تو وہ اس مرض کے طبیب ہیں
جو خدا نے اُن سے ملا دیا تو ملی دھری ہے دوائے دل

یہ دعائیں دونوں قبول ہوں تو خدا ہے دونوں جہان کا
تری راہ میں مری جائے جاں ترے دوست پر مرا آئے دل

یہ سبب ہے شوق وصال کا وہ سبب ہیں اسکی نجات کے
اسے کسطرح سے بھلاؤں میں اُنھیں کسطرح سے بھلائے دل

ترہی ہر گلی ترا آستاں ترہی ذات تیری تسلیاں
یہ برائے تن وہ برائے سر یہ برائے جاں وہ برائے دل

ادہر اس جہان میں فضل کر اُدہر اس جہاں میں نجات دے
یہی عرض تجھ سے ہے کیف کی یہی رات دن ہی دعائے دل

کریگا خدا اُس کو جنت میں داخل
کہ جس کو وہ کرلیں گے امت میں داخل

کرم ہے محمدؐ کی طینت میں داخل
کریمی طینت ہے خلقت میں داخل

سنو مومنو ہے جو طاعت نبیؐ کی
وہ طاعت ہی حق کی اطاعت میں داخل

رسولوں کی بھی وہ شفاعت کریں گے
یہ ہے بات اُنکی شفاعت میں داخل

جو لطفِ محمدؐ نیا گل کھلائے
تو دوزخ بھی ہو باغ جنت میں داخل

جو دل سے محمدؐ کا کلمہ پڑھے گا
وہ ہو جائیگا اُن کی امت میں داخل

اُنہیں کی ہے آمد کا صدقہ جو اے دل
ہوئے عام بھی خاص رحمت میں داخل

محمدؐ بشر ہو کے نورِ خدا ہیں
یہ کثرت بھی ہے عین وحدت میں داخل

مدینہ میں جو لوگ داخل ہیں اے دل
وہ ہیں جیتے جی باغ جنت میں داخل

مری آرزو ہے یہ ہی یا محمدؐ
مجھے کیجئے خاص امت میں داخل

رہے کیف مداحِ احمدؐ الٰہی
دعا ہو یہ بابِ اجابت میں داخل

ردیف میم

لیتا ہے دل سے جو کوئی خیر الوریٰ کے نام
ہے نامزد بہشت اُسی بینوا کے نام

ہم نام لینے والے حبیبِ خدا کے ہیں
جائیں گے باغ خلد میں اُن کا تباکے نام

روزِ ازل سے دفترِ بخشش میں عاصیو
لکھے گئے ہیں اُمتِ خیر الوریٰ کے نام

جو ذات ہے تمہاری خدا کی صفات ہے
حق نے ازل سے کلمۂ طیب میں بہر وصل
ٹھیرایا عفو عفو نے مجرم مجھے حضورؐ
میں کیا کہ خود قلم بھی مرا فرطِ شوق سے
دوزخ سے دیں نجات کہ دلوائیں باغ خلد

جو ہیں لقب تمہارے وہی ہیں خدا کے نام
لکھا ہے اپنے نام سے اُنکا ملا کے نام
یہ سب کے سب الگ ہوئے میرا لگا کے نام
لکھ لکھ کے چومتا ہے حبیب خدا کے نام
یہ نیک نامیاں ہیں شہ دوسرا کے نام

مانگے گا کیف ساقی کوثر سے یوں شراب
دو ایک جام مجھکو بھی دینا خدا کے نام

مظہر ذات کبریا ہو تم
دونوں عالم کی ابتدا ہو تم
ہر مرض کے لئے دوا ہو تم
خاص محبوب کبریا ہو تم
اپنے سایہ سے بھی جدا ہو تم
تم سلامت ہو ڈوبنا کیسا
ہے تمہارا ہی نور ہر شئے میں
ساری دنیا بھلے کی ساتھی ہے
علم حق میں تمہارا ہونا تھا
خود وہ ظاہر ہوا تمہارے لئے
ڈوبتوں کے ترانے والے ہو
بے ٹھکانوں کا اک ٹھکانا ہو

مصدر جملہ انبیا ہو تم
رحمت حق کی انتہا ہو تم
ہر گرہ کے گرہ کشا ہو تم
رحمت عام بر ملا ہو تم
کچھ نہ سمجھا کوئی کہ کیا ہو تم
میرے بیڑے کے ناخدا ہو تم
پردے پردے میں جا بجا ہو تم
میں بُرا ہوں مجھے بنا ہو تم
لفظ کُن کی بھی ابتدا ہو تم
خود خدا کا بھی مدعا ہو تم
بے سہاروں کا آسرا ہو تم
ناتوانوں کا اک عصا ہو تم

کیف بیکس خطا کا پتلا ہے
اور سر تا بپا عطا ہو تم

جسم محمدؐ نور کا پتلا صلے اللہ علیہ وسلم
شکل خدا کے فضل کا نقشا صلے اللہ علیہ وسلم

خاص شفاعت کام ہے اُن کا عام محمدؐ نام ہے اُن کا
برحق یہ اسلام ہے اُن کا صلے اللہ علیہ وسلم

ہیں وہ نتیجہ کلمۂ کُن کا دونوں جہان کا ہیں وہ خلاصہ
جوہر ہیں رحمت کا سراپا صلے اللہ علیہ وسلم

بے لشکر اور دین کے سرور بے کشور اور شاہ دو عالم
بے مسند اور حق پر تکیا صلے اللہ علیہ وسلم

حق حق باتیں کہنے والے بھوکے پیاسے رہنے والے
کھانے والے غم اُمت کا صلے اللہ علیہ وسلم

تنکا تنکا پتّا پتّا قطرہ قطرہ دریا دریا
کلمہ گو اک اک ہے اُن کا صلے اللہ علیہ وسلم

رحمت اور خود رحمتِ باری نوری اور خود نورِ الٰہی
بھیدی اور خود بھید خدا کا صلے اللہ علیہ وسلم

نوری ناری آبی خاکی فرشی عرشی اور ہوائی
سب ہیں اُنھیں کے نور سے پیدا صلے اللہ علیہ وسلم

سب کا دین اور سب کے ایماں سب کے کعبہ سب کے قبلہ
سب کے ملجا سب کے ماوا صلے اللہ علیہ وسلم

گلشن ہیں اور فیض کا گلشن معدن ہیں اور لطف کا معدن
دریا ہیں اور فضل کا دریا صلے اللہ علیہ وسلم

آدمؑ اور آدمؑ کی حقیقت ساجد اور مسجودِ ملایک

پردہ اور خود پردے والا صلے اللہ علیہ وسلم

صابر و شاکر ہادی و رہبر شافع محشر ساقی کوثر
وصف لکھوں کیف آپکے کیا کیا صلے اللہ علیہ وسلم

باعث خلقت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم
آئینہ رحمت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون سراپا نور خدا ہے کون شفیع روز جزا ہے
شافع امت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون نبی محبوب خدا ہے کس کیلئے کونین بنا ہے
مالک جنت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ظلمت کفر کو کس نے ٹالا کس نے کیا عالم میں اُجالا
شمع ہدایت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون فروغ بزم سلف ہے دونوں جہاں پر کسکو شرف ہے
کان شرافت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون پیمبر ہادئ کل ہے کون پیمبر فخر رسل ہے
ختم رسالت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کون وسیلہ ہے جنت کا کون خزانہ ہے رحمت کا
دین کی دولت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

کس کے سبب سے حق کو جانا کس کے سبب حق کو پہچانا
کیف وہ حجت کون محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ردیف نون

آؤ اور ہو جاؤ داخل محفل میلاد میں
مومنو خود ہیں وہ شامل محفلِ میلاد میں

اس سبب سے اور بڑھ جاتی ہے الفت آپکی
کیوں نہو ایمان کامل محفلِ میلاد میں

باغِ جنت میں کبھی شیطان جا سکتا نہیں
کس طرح منکر ہو داخل محفل میلاد میں

پیش کش ہو دمبدم تحفہ درود پاک کا
مومنو بیٹھو نہ غافل محفل میلاد میں

آنے والوں کو ملائک کہہ رہے ہیں مرحبا
رحمتِ خالق ہے نازل محفل میلاد میں

مومنو اُنکے محبو میں گنے جاتے ہو تم
یہ شرف ہوتا ہے حاصل محفل میلاد میں

فضلِ خالق سے یہ مداحِ رسولِ پاک ہے
کیف ہو کیونکر نہ خوش دل محفل میلاد میں

مثال درباں تمہارے در پر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں
تمہارے خادم تمہارے جا کر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تمہیں بچاؤ گے اس بلا سے مٹیں گی یہ سختیاں تمہیں سے
کہ کوہ عصیاں کے میرے سر پہ بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تمہیں تو ہو باعثِ دو عالم تمہیں بلا شک ہو فخر آدمؑ
تمہارے احساں سبھوں کے سر پر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

تو ہی مسبب تو ہی سبب ہے تجھی سے ہر ایک کی طلب ہے
کہ ہاتھ تیرے خدائے اکبر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

گناہ چھوٹے بڑے ہمارے تمہاری تیغ کرم نے کاٹے
یہ تیغ وہ ہے کہ جس میں جوہر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

یہ کیف اب کس کو منہ دکھائے تمہارے در سے کہاں یہ جائے
کہ عیب اس میں شفیع محشر بڑے بڑے ہیں بڑے بڑے ہیں

ہے ازل سے ہاتھ امت کا تمہارے ہاتھ میں
اُٹھ چکا ہے ہاتھ رحمت کا ہمارے ہاتھ میں

یہ ہمارے ہاتھ میں دامن محمدؐ کا نہیں
ہے یہ گویا فردِ بخشش کی ہمارے ہاتھ میں

دونوں عالم کا تمہیں کو حق نے مالک کر دیا
انتظامِ جزو و کل نکلا تمہارے ہاتھ میں

حق نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں خود لیا لیا
ہاتھ اپنا دیدیا جس نے تمہارے ہاتھ میں

حکمِ خال و رُخ ترا ہوتا اگر تو نذر کو
آسماں خود لیکے آتا چاند تارے ہاتھ میں

اس قیامت کو قیامت میں بدل دینا حضورؐ
ہے قیامت نامۂ عصیاں ہمارے ہاتھ میں

کس طرح ڈوبیگا اِس امت کا بیڑا حشر میں
اسکے بیڑیکا تو ہے لنگر تمہارے ہاتھ میں

عرصۂ محشر میں تھاما ہاتھ سب کا آپ نے
سب کے بیڑے آپنے لیکر اُتارے ہاتھ میں

لے خبر میری بھی میں بھی ڈوبنے والوں میں ہوں
ہاتھ لے میرا بھی اے خالق کے پیارے ہاتھ میں

کیفؔ کے یہ ہاتھ آیا آ کے دنیا میں حضور
لیچلا دنیا سے عقبیٰ کے خسارے ہاتھ میں

ہم ہند میں تم یثرب میں شہا ہم اور کہیں تم اور کہیں
کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں

گلشن سے ہے بلبل زار جدا ہم اور کہیں تم اور کہیں
افسوس کہ اے محبوب خدا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہے کشور شاہ سے دور گدا ہم اور کہیں تم اور کہیں
چاکر ہے کہیں پہ کہیں آقا ہم اور کہیں تم اور کہیں

کھوئے تھے حواس تصور نے اور کھینچا یا تھا بطحا میں
آئے جو حواس تو یہ دیکھا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہوتے نہ کبھی ہم تم سے جدا اور ہوتے بطحا میں پیدا
پر ہند میں قسمت نے رکھا ہم اور کہیں تم اور کہیں

تم کیا ہو حضور اک دریا ہو ہم کیا ہیں ایک پیاسے ہیں

ہیں تشنہ دہن دریا سے جدا ہم اور کہیں تم اور کہیں

کیونکر ہو علاجِ دردِ جگر جب درد جگر کی دوا نہ ملے
بیمار کہیں ہے کہیں عیسٰی ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہر وقت تمہارا دم ہوتا اور عاشقِ زار کا سر ہوتا
لیکن یہ لکھا ہے مقدر کا ہم اور کہیں تم اور کہیں

ہر وقت اجل سے قریب ہوئیں اور کیفؔ وہ ہجر نصیب ہوئیں
مر جاؤں گا یوں کہتا کہتا ہم اور کہیں تم اور کہیں

شہِ دین ہو گے جس نے عمر کاٹی خاکساروں میں
وہی بندہ خدا کا ہے خدا کے رازداروں میں

گنی ہے عرش نے جان اپنی اُنکے خاکساروں میں
اسی باعث سے وہ ذی مرتبہ ہے ذی وقاروں میں

تصور میں درِ اقدس کے جن کی جان نکلے گی
کھلیں گی کھڑکیاں فردوس کی اُن کے مزاروں میں

تجھے گر ڈھونڈنا منظور ہے اُس کا کرم زاہد
تو آ کر ڈھونڈ لینا حشر کے دن جرم کاروں میں

خدائی کیا ہے خود خلّاق عالم تجھ پہ شیدا ہے
بشر کیا ہے ملایک ہیں ترے خدمتگذاروں میں

غش آتا مثلِ موسٰی کس طرح معراج میں تم کو
تمہارا نور تھا پہلے ہی سے کامل نظاروں میں

گنہگارو نہ گھبراؤ ذرا آنے تو دو اُن کو
چلی آئے گی دوڑی مغفرت عصیاں شعاروں میں

ازل سے روح اسکی ساقیِ کوثر کی عاشق ہے
یہ کیفؔ بادہ کش نکلا پرانے بادہ خواروں میں

تو صورتِ گل میں رنگ تیرا تو اور نہیں میں اور نہیں
گلشن ہی میں ہے گلشن کی فضا تو اور نہیں میں اور نہیں

قطرہ تو جبھی تک تھا قطرہ جب تک نہ ملا تھا دریا سے
دریا سے ملا تو یہ بول اٹھا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے عکس ترا دل میں بخدا میں تجھسے الگ نہ تو مجھسے جدا
باعث ہے دوئی کا آئینہ تو اور نہیں میں اور نہیں

ہستی ہے مری پردا تیرا پردا ہے لفظاہر صورت کا
پردہ کو اٹھا صورت تو دکھا تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے دل میں خون اور خون میں دل تو مجھ میں ہی میں تجھ میں ہوں
جو رنگ حنا ہے وہی ہے حنا تو اور نہیں میں اور نہیں

کہنے کو بظاہر دو ہیں مگر باطن میں دوئی کا نام نہیں
تو مہر فلک ہے میں تیری ضیا تو اور نہیں میں اور نہیں

یہ کیفؔ ترا ہی مطلب ہے اور تو معنی ہی مطلب کا
معنی سے کب مطلب ہے جدا تو اور نہیں میں اور نہیں

جو مصطفےٰ ہیں شافع محشر وہی تو ہیں
جو ہیں شفیع اپنے پیمبر وہی تو ہیں

کھایا نہ پیٹ بھر کے جنہوں نے تمام عمر
غمخوار عاصیوں کے مقرر وہی تو ہیں

کلمہ ہے جن کا پڑھتے ہو امت ہیں جنکی ہو
اے اہل جرم شافع محشر وہی تو ہیں

ہے جنکے پاس ملک کے بدلے خدا کا نام
اے بادشاہو دین کے سرور وہی تو ہیں

بھولے نہ اپنی امت عاصی کو جو کبھی
تقدیر سے ہمارے پیمبر وہی تو ہیں

حلقہ میں لیں گے اپنے جو ہر روسیاہ کو
یہ اُنکے لمبے بالوں میں گھونگر وہی تو ہیں

بے مثل جن کا حسنِ محمد ؐ ہے جن کا نام
حق کے حبیب خلق کے رہبر وہی تو ہیں

افلاس میں جو دولت کونین بانٹ دیں
ہو کر غریب ایسے تونگر وہی تو ہیں

ثابت قدم ہیں جو کہ شریعت کی راہ میں
کھائے ہوئے حضور کی ٹھوکر وہی تو ہیں

میزانِ حشر تل گئی جن کی نگاہ میں
پلہ پہ میرے اے دل مضطر وہی تو ہیں

تیغ غضب کی روک اُنہیں کا سبب تو ہے
ہر روسیہ کی ڈھال سراسر وہی تو ہیں

احمد ؐ ہے جن کا نام مدینہ دیار ہے
اے کیف مست ساقیِ کوثر وہی تو ہیں

تمہارا نام لیوا یا شہِ ابرار میں بھی ہوں
کرم مجھ پر بھی فرمانا کہ اک ناچار میں بھی ہوں

کہوں میں یوں تو کس منہ سے کہ اُمت میں گنا جاؤں
مگر ہاں آپ ہی کا اک ذلیل و خوار میں بھی ہوں

اُڑا کر اے صبا لے چل مجھے بھی جانب طیبہ
کہ خار و خس کی صورت ایک نحیف و زار میں بھی ہوں

لب بخشش طلب ہلنے سے پہلے بول اُٹھی رحمت
کہ تم چاہو تو بخشش فضل پر تیار میں بھی ہوں

کریں گر ناخدائی آپ میری بحر عصیاں میں
تو یا حضرت ابھی اس پار سے اُس پار میں بھی ہوں

کہوں گا یوں وہ جب اُمت کو لیجائیں گے جنت میں
مجھے بھی ساتھ لو یا احمد مختار میں بھی ہوں

سُنا ہے یوں تری رحمت گنہگاروں کا حصہ ہے
مرا حصہ مجھے بھی دے کہ عصیاں کار میں بھی ہوں

درِ والا پہ یوں تو بار یابی ہو نہیں سکتی
اگر ہو حکم تو حاضر سرِ دربار میں بھی ہوں

ادہر اس کی دوا کیجئے ادھر میری خبر لیجیے
مریضِ دردِ عصیاں دل بھی ہے بیمار میں بھی ہوں

خدا نے بیکسوں کا تم کو اک حامی بنایا ہے
خبر لو یا محمد مصطفےٰ ناچار میں بھی ہوں

ہوا منظور جب تم کو چھپانا عیب اُمت کا
تو بولی شانِ ستاری کہ پردہ دار میں بھی ہوں

مرا بھی بخشوانا حشر میں تیرا ہی ذمہ ہے
تری اُمت میں اے اُمت کے ذمہ دار میں بھی ہوں

چلا اے کیفؔ میں جس وقت سوئے ساقیِ کوثر
تو بولی آنکھ ان کی تشنۂ دیدار میں بھی ہوں

جو عرش پر گئے وہ قدم آپ ہی کے ہیں
برحق ہے دین آپکا برحق نبی ہیں آپ
ہم عاصیوں کی شرم وحیا آپ ہی کو ہے
اوروں کے عہد میں تو بہت کم تھے حق پرست
ہے آپ ہی کے نور سے کونین کا وجود
گو بے ستوں کھڑے ہیں زمیں پہ سب آسماں

یہ مرتبے خدا کی قسم آپ ہی کے ہیں
شاہد خدا ہے دین پہ ہم آپ ہی کے ہیں
ہم لوگ یا شفیع اُمم آپ ہی کے ہیں
پر رب پرست عہد میں کم آپ ہی کے ہیں
کرسی وعرش ولوح قلم آپ ہی کے ہیں
لیکن سر انکے سامنے خم آپ ہی کے ہیں

عاصی ہیں یا بُرے ہیں جو کچھ ہیں سو ہیں حضور
لیکن یہ ہے ضرور کہ ہم آپ ہی کے ہیں

ہے آسماں پہ مہرِ عرب آپ ہی کی دھوم
چرچے زمیں پہ ماہِ عجم آپ ہی کے ہیں

تعریف آپ ہی کی خدا کر رہا ہے آپ
قرآں میں صفات و صفت رقم آپ ہی کے ہیں

یا ہو لوائے حمد کہ جھنڈا ہو دین کا
ای شاہ دو جہاں یہ علم آپ ہی کے ہیں

فضلِ خدا سے رحمتِ عالم ہیں آپ ہی
دونوں جہاں پہ لطف و کرم آپ ہی کے ہیں

عبدِ خدا ہیں اور ہیں رحیم و کریم بھی
اسمائے حق سے نام بہم آپ ہی کے ہیں

اے کیفؔ چل مدینہ جو رہنا ہے خلد میں
کوچے تو رشکِ باغِ ارم آپ ہی کے ہیں

محمد محمد پکارا کروں
یوں ہی زندگانی گذارا کروں

خدا خود تمہارا تو وصّاف ہے
بیاں وصف کیا میں تمہارا کروں

کیا جس نبی نے نظارا ترا
الٰہی میں اُس کا نظارا کروں

جو لوں نام بھی تو تمہارا ہی لوں
کروں ذکر بھی تو تمہارا کروں

وہ بازی خطا کی جتا یا کریں
میں اونکے بھروسہ پہ ہارا کروں

سُنے کون بیکس کی تیرے سوا
سوا تیرے کس کو پکارا کروں

مرے حال سے خوب واقف ہو تم
میں کیا دردِ دل آشکارا کروں

الٰہی عطا کر وہ طاقت مجھے
کہ میں نفس کو اپنے مارا کروں

اگر ہو میسّر زبانِ خدا
تو پھر وصف بیشک تمہارا کروں

تمہیں تم ہر اک شے میں ہو جلوہ گر
کسے دیکھوں کس کا نظارا کروں

سمائے مری آنکھ میں یوں کہ میں
تمہیں دیکھوں جسکا نظارا کروں

میں اے کیفؔ گھبرا گیا ہوں بہت
کہاں تک الم کو گوارا کروں

ذات اُن کی شمع وحدت کثرت کی انجمن میں
قد اُن کا ایک بوٹا کونین کے چمن میں

رحمت ہوئی نمایاں حضرت کے پیرہن سے
آئی عروس بخشش خلوت سے انجمن میں

وہ جس گلی میں جاتے ہوتی تھی یوں معطر
آتی ہے جیسے خوشبو مہکی ہوئی دُلہن میں

اللہ نے بناکر محبوبیت کا جامہ
پہنا دیا پھر اپنے محبوب کے بدن میں

تاحشر دین اُن کا روشن یوں ہی رہے گا
یہ چاند وہ نہیں ہے آجائے جو گہن میں

اپنا ہی نور حق نے ٹھیرا کے اپنا مطلب
احمدؐ بنا کے بھیجا خلوت سے انجمن میں

ہم کو تو وہ دلائیں حق سے لباسِ جنت
اور آپ خود لگائیں پیوند پیرہن میں

وہ معدنِ رسالت کل مرسلوں کے سرور
دین اُن کا ایک سکّہ اسلام کے چلن میں

ہر شے میں ہر جگہ پر ضو اُن کے نور کی ہے
اک پھول کی مہک ہے ہر گل میں ہر چمن میں

آنچ اُن کے دوستوں پر ہرگز نہ آسکے گی
جل جل کے خاک ہونگے دشمن اسی جلن میں

بخشش ہے خاص ایسا مرضیٔ مصطفےٰ کا

ہیں مغفرت کی موجیں اس بحرِ جوش زن میں
یوں حشر میں کہے گا اُن کا لبِ شفاعت
لے جاؤ عاصیوں کو فردوس کے چمن میں

اے کیفؔ شمع جیسے فانوس میں ہو پنہاں
یوں ہے وہ نورِ خالقِ انسان کے پیرہن میں

یہ مجھ میں جانے کیا ہے میں نہیں ہوں
فقط دھوکا مرا ہے میں نہیں ہوں
تو ہی مجھ میں چھپا ہے میں نہیں ہوں
تری خلوت سرا ہے میں نہیں ہوں
سوائے روح مجھ میں کیا دھرا ہے
یہ کوئی دوسرا ہے میں نہیں ہوں
مرے دل کی صفائی کہہ رہی ہے
کسی کا آئینہ ہے میں نہیں ہوں
بشر سے کہہ رہا ہے جوہرِ جاں
یہ پتلا خاک کا ہے میں نہیں ہوں
ہے سب کچھ دم سے دم کیا جانے کیا ہے
مجھے یہ دم دیا ہے میں نہیں ہوں
یہ سب جلوہ ترا ہے تو نہیں ہے
یہ اک ہونا مرا ہے میں نہیں ہوں
بہارِ باغِ ہستی کہہ رہی ہے
کہ یہ اگلی قضا ہے میں نہیں ہوں
مری ہستی دلیلِ نیستی ہے
نہ ہونا میری جا ہے میں نہیں ہوں
وہی ہے صورتِ جاں دل میں میرے
وہ ہی خود بولتا ہے میں نہیں ہوں
جمالِ یار نے کھویا ہے ایسا
کہ گم ہونا مرا ہے میں نہیں ہوں

حقیقت میں وہی سب کچھ ہے اے کیفؔ
حقیقت میری کیا ہے میں نہیں ہوں

طاعت نہ خوفِ انجام کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
جز آپ کے اور آسرا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
ارماں نہ دل میں خلد کا حسرت نہ حوروں کی ذرا

عاشق کا ترے مدعا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

دیر و حرم کس کا ہے گھر وہ ہر جگہہ ہے جلوہ گر

مسکن ہمارے یار کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیوں خواب میں آتے نہیں کیوں جلوہ دکھلاتے نہیں

الفت کے مجرم کی سزا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

نیکی نہ تسلیم و رضا خوبی نہ زہد و اتقا

پاس اپنے جز جرم و خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکسیر شاہا خاک ہے آب بقا بیکار ہے

درماں ہمارے درد کا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

کیفؔ ضعیف و ناتواں کس طرح سے پہنچے وہاں

پر ہیں نہ چلتی ہے ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں ؏

نہ تھی وہ اور حق طالب تھا چاہت اسکو کہتے ہیں

خدا سے اپنی امت بخشوائی حشر سے پہلے

ہوئے پیدا تو پہلے امتی کا لفظ فرمایا

ہمارے سامنے آئینہ روئے محمدؐ ہے

ثبوت کیا ہے اک جاگیر ہے ختمِ رسالت کی

نظر تک بھی نہ جھپکی اور خدا کو آنکھ سے دیکھا

شفاعت کو وہ اٹھے تھے کہ بیٹھا فتنۂ محشر

جو دامانِ نبیؐ ہاتھ آگیا تو ہم بتا دیں گے

بلائے دیکھنے کو حق جگا کر اور وہ سوتے ہوں

زمیں بطحا میں بہرِ دفن گر پائی تو ہم اے دل

نہ ہونے پر بھی تھی اک شکل صورت اسکو کہتے ہیں

شفاعت نام ہی اسکا شفاعت اسکو کہتے ہیں

نثار اس جاہ پر شیدائے امت اسکو کہتے ہیں

یہ قسمت ہی سکندر دیکھ قسمت اسکو کہتے ہیں

سند مہر نبوت ہے نبوت اسکو کہتے ہیں

نثار اس چشمِ حق بیں پر بصارت اسکو کہتے ہیں

قیامت کا مٹایا نام قامت اسکو کہتے ہیں

کہ دیکھو عاصیو دامانِ رحمت اسکو کہتے ہیں

اسے کہتے ہیں دلبر خواب راحت اسکو کہتے ہیں

کہیں گے اہل جنت ہے کہ جنت اسکو کہتے ہیں

مئے عشقِ نبی پی پی کے یوں اے کیف کہتا ہوں
کہ اے رند و شراب پاک طینت اسکو کہتے ہیں

پیامِ رحمت حبیبؐ حق نے سُنا دیا اور سنا رہے ہیں
خدا کی بخشش کا سب خزانہ لٹا دیا اور لٹا رہے ہیں
حضورؐ نے آتشِ غضب کو بجھا دیا اور بجھا رہے ہیں
عذاب دوزخ سے عاصیوں کو بچا دیا اور بچا رہے ہیں
رہِ شریعت پہ ٹھیک ہم کو لگا دیا اور لگا رہے ہیں
ہر امتی کو خدا کا رستہ بتا دیا اور بتا رہے ہیں
ہر ایک کافر کا کفر اے دل مٹا دیا اور مٹا رہے ہیں
نبیؐ بر حق نے حق کا ڈنکا بجا دیا اور بجا رہے ہیں
ریاضِ عالم میں گل عطا کا کھلا دیا اور کھلا رہے ہیں
لب شفاعت نے باغ رحمت لگا دیا اور لگا رہے ہیں
حضورؐ نے عاصیوں کے حق میں بھلائی کی اور یونہی کرینگے
ہماری ساری بُرائیوں کو مٹا دیا اور مٹا رہے ہیں
دعائے بخشش ہمارے حق میں کرینگے وہ اور مدام کی ہے
خطا کے فتنوں کو ہاتھ اُٹھا کر بٹھا دیا اور بٹھا رہے ہیں
تمہارے دین خدا طلب کو تمام مانیں گے اور مانا
تمہارے آگے سروں کو سب نے جھکا دیا اور جھکا رہے ہیں
وہ نور خالق ہیں اُن کا جلوہ چھپا ہے ہر گز نہ چھپ سکے گا
انہوں نے خلقت کو حق کا جلوہ دکھا دیا اور دکھا رہے ہیں
گناہگاروں کا فاش پردہ ہوا نہ ہوگا کرم سے اُن کے

ہمارے عیبوں کو صاف اُنھوں نے چھادیا اور چھپا رہے ہیں

قسیم کوثر ہے نام جن کا یہ کیفؔ دریا دلی ہے اُن کی
کہ مجھکو جامِ شرابِ وحدت پلادیا اور پلا رہے ہیں

میں بشر ہوں نعتِ حضرت کیا کہوں کیونکر کہوں
اور سے کہنا گوارا ہی نہیں تیرے سوا
ہو سکیں مجھسے بیاں اوصافِ حضرت کسطرح
غیر ممکن ہے تری تعریف اے نورِ خدا
معنیٔ وحدت کے معنی کیا کروں کیوں کر کروں
ہر طرفسے ہر طرح ٹوٹے ہیں ہو نمیں ایحضور
یا محمد نام ہے تیرا تری تعریف سے ہے
کر دیا ششدر ترے آئینہ اوصاف نے

ہے کہاں کہنے کی طاقت کیا کہوں کیونکر کہوں
غیر سے اپنی مصیبت کیا کہوں کیونکر کہوں
رتبہ ہائے شان و شوکت کیا کہوں کیونکر کہوں
ماجرائے ذاتِ وحدت کیا کہوں کیونکر کہوں
ہیں حقیقت کی حقیقت کیا کہوں کیونکر کہوں
اس سے بڑھکر اپنی حالت کیا کہوں کیونکر کہوں
اور تو کیا ہے یہ حالت کیا کہوں کیونکر کہوں
حیرتی ہوں حالِ حیرت کیا کہوں کیونکر کہوں

منہ میرا کہنے کے قابل ہے نہ وہ ہیں بے خبر
اُن سے پھر کیفؔ اپنی حالت کیا کہوں کیونکر کہوں

سفیدی کیوں نہ آئیگی ہماری روسیاہی میں
سوا تیرے لقب ہے رحمت اللعالمیں کسکا
شہادت کیوں نہ دے ہر جزو و کل تیری نبوت کی
سوائے بخشش امت نہ مانگا اور کچھ تمنے
اسی کا نا خدا تجھکو بنا کر حق نے بھیجا ہے
حقیقت میں تمہاری ذات تھی کن سے کہیں پہلے

شفاعت کا ہے غازہ دستِ محبوبِ الٰہی میں
وہ مرتد ہے جسے شک ہے تری عالم پناہی میں
کہ پہلے کر چکا ہے سب کو حق کا مِل گواہی میں
دعا تھی اک یہی دن رات درگاہِ الٰہی میں
تری اُمت کا بیڑا آ نہیں سکتا تباہی میں
کہ ہونا تھا تمہارا پیشتر علمِ الٰہی میں

رہی ہر حال میں مدِّ نظر آمرزش اُمت — گذاری عمر ساری عاصیوں کی خیر خواہی میں

وہ تم ہو جو کہ ہر مشکل میں ہر بیکس کے کام آؤ — وہ میں ہوں جو کہ ہر طوفاں سے ہوں بحرِ تباہی میں

وہ بندہ کیا خدا کی بندگی جس سے نہیں ہوتی — سیاہی کیا ہے وہ جرأت نہیں ہے جس سپاہی میں

ہوا سچا چلن سچا تمہارے حکم حق گو سے — ہوئے جھوٹے خدا جھوٹے تمہاری بادشاہی میں

جو مانگے گا وہی پائیگا لیکن مانگنا دل سے — کمی کس شے کی ہے اے کیف درگاہِ الٰہی میں

ردیف واو

طفیلِ احمدؐ نہ کر پریشاں جہاں میں دردر پھرا کے مجھکو
یہ ہی دعا ہے کہ یا الٰہی رکھ اپنا بندہ بنا کے مجھکو

بلا کے دشمن ہیں دونوں میرے ہیں نفس ابلیس مجھکو گھیرے
حضور لوٹیں گے یہ لٹیرے خراب رستہ لگا کے مجھکو

حضور مجرم ہوں میں سراپا خدا سے محشر میں کیا کہوں گا
وہ مجھ سے پوچھے گا حال میرا خود اپنے آگے بلا کے مجھکو

یہ لوگ عصیاں شعار سارے ہیں سب کے سب اُمتی تمہارے
ہر ایک کہتا ہے حق کے پیارے نہ بھولنا دن جزا کے مجھکو

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھوڑا خطا کا رکھا
الگ الگ ہو گئے سب اعضا مصیبتوں میں پھنسا کے مجھکو

امیدوار کرم ہوں یارب نہ کوئی ہمدم نہ یار ہے اب
عزیز میرے چلے گئے سب تلے زمیں کے دبا کے مجھکو

زباں پہ نام حضور آئے نگاہ میں نور حق سمائے
یہ ہی دعا ہے خدا اُٹھائے تمہاری صورت دکھا کے مجھکو

کرم تو اس کا بہانہ جو ہے بہاؤ آنسو بھی جرم کارو
وہ خود کہے گا پسند آئے یہ عجز اہل خطا کے مجھکو

جو کیف پہنچا دے رہنی پر تو یوں کہیگا نثار ہو کر
بنا دو بیخود قسیم کوثر شراب الفت پلا کے مجھکو

بزم جہاں کے انجمن آرا تمہیں تو ہو — اس قدرتی برات کے دولہا تمہیں تو ہو

سب مانتے ہیں جسکو وہ حکم حضور ہے — کہنے میں جسکے حق ہے وہ گویا تمہیں تو ہو

جو کچھ ہے دو جہاں میں تمہارے سبب سے ہے — دونوں جہاں کا ایک نتیجا تمہیں تو ہو

کہتی ہے جسکو خلق شفیع گناہگار — ہاں ہاں وہ بیکسوں کا سہارا تمہیں تو ہو

ہے جو کہ لطف جود وہ تمہاری ہی ذات ہے — ہے جو کہ عیب پوش وہ پردا تمہیں تو ہو

امی بھی ہو تو علم لدنی تمہیں کو ہے — انسان ہو کے نور خدا کا تمہیں تو ہو

جو دستگیر ہے وہ تمہارا ہی ہاتھ ہے — جو ڈوبنے نہ دے وہ سہارا تمہیں تو ہو

ظاہر تمہاری شکل سے رحمت خدا کی ہے — اللہ کی کریمی کا نقشا تمہیں تو ہو

تم سا کوئی ہوا نہ کہیں ہے نہ ہو کبھی — کونین میں جواب خود اپنا تمہیں تو ہو

مجھ پر خطا کی شرم تمہارے ہی ہاتھ ہے — مجھ ننگِ دو جہاں کا وسیلہ تمہیں تو ہو

مٹایا تمہیں نے کفر کی ظلمت کو دہر سے — ہاں اس اندھیرے گھر کا اجالا تمہیں تو ہو

غمخوار جنکے تم ہو وہ بیکس ہمیں تو ہیں — ہم جنکے ہیں غلام وہ آقا تمہیں تو ہو

جس سے بچے ارم وہ قدم ہیں حضور کے — جس سے بجھے جحیم وہ دریا تمہیں تو ہو

سمجھا جسے نہ ایک بھی دونوں جہاں میں — وہ سر ذاتِ حق و معما تمہیں تو ہو

مانگوں گا میں تمہیں کو خدا سے بروز حشر — میری مراد میری تمنا تمہیں تو ہو

ہاں ہاں تمہیں سے خلوتِ حق دو بدو رہی — ہاں راز دار راز فاوحیٰ تمہیں تو ہو

آرام اہل فرش زمیں کو تمہیں سے ہے — تسکین قلب عرش معلیٰ تمہیں تو ہو

پیاری ہی جسپہ ساری خدائی خدا قسمیت
اعجاز عیسوی ہی تمھاری ہی ایکبات

کونین میں وہ دلبر رعنا تمہیں تو ہو
موسیٰ کے واسطے ید بیضا تمہیں تو ہو

کیف غزل سرا کو بھی مل جائے کوئی جام
مختار کوثر اے شہ والا تمہیں تو ہو

رہبر ہو حقیقت آشنا ہو
بندے ہو مگر خدا نما ہو
تم مظہر ذات کبریا ہو
تم دونوں جہاں کی ابتدا ہو
جس سمت ہو تم اُدھر خدا ہو
حق بیں جو ہو تو اے نگا ہو
آفت سے وہ کیوں اماں نہ پائے
کس طرح وہ ڈوب جائے بیڑا
ظاہر میں تو ہو بشر کی صورت
اُس ہادیٔ دو جہاں کے آگے
ہونا ہو جسے خدا کا اے دل
دریائے عطا کا جوش ہو تم
رحمت کا وجود ہو سراپا
آنکھوں میں ہے آپ کا تصور
اسلام کا دل ہو دین کی جاں
بھولی ہوئی خلق کے ہو رہبر
بگڑی ہوئی بات کی ہو بنا مش

اللہ کے ملنے کا پتا ہو
تم صاف خدا کا آئینہ ہو
تم مصدر جملہ انبیا ہو
تم رحمت حق کی انتہا ہو
ہو جائے وہی جو بات چاہو
چشمان نبی پہ مبتلا ہو
جس چیز پہ ہاتھ آپ کا ہو
جس بیڑے کا ایسا ناخدا ہو
باطن میں خدا ہی جانے کیا ہو
جو آئے بُرا وہی بھلا ہو
وہ دل سے مرے حضور کا ہو
کشتیٔ خطا کے ناخدا ہو
بخشش کا ظہور بر ملا ہو
لو دیکھ لو آؤ اے نگا ہو
ایمان کے نور کی ضیا ہو
گرتے ہوئے لوگوں کا عصا ہو
بنتے ہوئے کام کی بنا ہو

ڈوبے ہوئے بیڑے کا ہو لنگر
ٹوٹے ہوئے دل کا آسرا ہو

کوثر پہ تو ہو قسیم کوثر
اور لطف میں لطف کبریا ہو

اے اہلِ نظر نبی کو دیکھو
منظور رخ حق کا دیکھنا ہو

ہاں ہو وہ تمہیں بلند پایا
سر عرش کا جن کا فرش پا ہو

جب نزع کا وقت ہو تو یارب
لب پر مرے نام مصطفیٰ ہو

بھر بھر کے وہ دے رہے ہوں ساغر
پی پی کے یہ کیفؔ جھومتا ہو

ردیف ہا ہوز

اعمال ہم تو سونپ چکے ہیں خطا کے ہاتھ
اب ہے ہماری شرم حبیب خدا کے ہاتھ

کشتی ہے عاصیوں کی تو اُس ناخدا کے ہاتھ
جو پار ہی لگائے گا آخر لگا کے ہاتھ

آدم علیٰ حبیب حق کا نہ دیتے جو واسطہ
آتا اثر نہ تا بقیامت دعا کے ہاتھ

ہاں راکب سمند شفاعت وہی تو ہیں
میدان روزِ حشر ہے خیرالوریٰ کے ہاتھ

پھنچا ہے جب زمین شہ دیں پناہ میں
آیا ہے دست غیب فلک سے گدا کے ہاتھ

اللہ کا ہے نور حبیب خدا کا نور
اللہ کے ہیں ہاتھ حبیب خدا کے ہاتھ

اللہ رے نصیب ہمارا کہ یا رسول
دامن ترا اور امت بیدست و پا کے ہاتھ

گرداب معصیت ہی میں چکرا رہی ہے یہ
کشتی ہماری پار لگا دو لگا کے ہاتھ

جبتک ہوئی نہ اُمت عاصی کی مغفرت
اُٹھے رہے دعا کو حبیب خدا کے ہاتھ

اسکی تو التجائیں تمہارے ہی ہاتھ میں
پھیلے رہیں کہیں نہ مری التجا کے ہاتھ

پھیلا کے ہاتھ کیفؔ کہے گا حضور سے
دینا اِدھر بھی ساقیٔ کوثر بڑھا کے ہاتھ

حبیب حق والیٔ ولایت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ
یم کرم معدنِ کرامت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

فروغ کثرت فروغ وحدت فروغ دنیا فروغ عقبیٰ
فروغ مذہب فروغ ملت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

گدا کو دیتے ہیں بادشاہت ولی کو دیتے ہیں وہ ولایت
لٹاتے ہیں دو جہاں کی دولت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

امینِ دیں رہبر شریعت مہ شرف مظہر حقیقت
وسیلۂ عرصۂ قیامت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

چنے ہوئے کاملوں کے کامل کھلے ہوئے مرشدوں کے مرشد
بڑے ہے ہوئے عزتوں کی عزت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

خدا کے بندے خدا کے مطلب خدا کے طالب خدا سے واصل
خدا کی قدرت بشر کی صورت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

یہ کیف بے خود بنا ہوا ہے پیالہ منہ سے لگا ہوا ہے
پلا رہے ہیں مئے محبت وہ کون یعنی جناب خواجہؒ

ہو کیوں نہ دو جہاں میں عزت و وقار خواجہؒ
کشور کرامتوں کا نکلا دیار خواجہؒ
مقبول اُن کے در پر کرتا ہے حق دعا کو
قربان جان و دل سے خواجہؒ کے نام پر ہوں

خواجہؒ پہ مہرباں ہے پروردگار خواجہؒ
ہر اولیا ہے دل سے خدمتگذار خواجہؒ
باب قبولیت ہے گویا مزار خواجہؒ
جاں ہے فدائے خواجہؒ دل ہے نثار خواجہؒ

خواجہؒ کا میں تو بردہ دل سے بنا ہوا ہوں
لے مول یا نہ لے اب ہے اختیار خواجہؒ

ردیف ی

جو ہیں الفت میں کامل ان کی صورت ایسی ہوتی ہے
تمہارے عاشق صادق کی صورت ایسی ہوتی ہے

نہ ہو دیدار تو ظاہر نہ ہو محبوب کا لیکن
ذرا پردہ نہیں رہتا محبت ایسی ہوتی ہے

خدائی کیا خدا ہے شیفتہ خود اُن کی صورت پر
یہ کہہ دو حُسن یوسفؑ سے کہ صورت ایسی ہوتی ہے

اگر اے دل بہار گلشن کوئے نبیؐ دیکھیں
تو سمجھیں ساکن جنت کہ جنت ایسی ہوتی ہے

نہ بھولے وہ کسی حالت میں اپنی اُمت عاصی
عنایت اس کو کہتے ہیں عنایت ایسی ہوتی ہے

خدا کو امت محبوب بھی محبوب ہے حد کی
محبت اس کو کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے

مئے عشق نبیؐ پی پی کے میں اے کیف کہتا ہوں
کہ اے رندو شراب پاک طینت ایسی ہوتی ہے

بخشش ہوئی ازل سے ہے امت رسولؐ کی
ہر دل میں بس رہی ہے محبت رسولؐ کی
رضواں یہ کہہ رہا ہے کہ جانے دو خلد میں
مانگے گی رونمائی میں اُمت کی مغفرت
دیکھا رسول ہی نے خدا کو بچشم خود

امانی ہوئی ہے بات شفاعت رسولؐ کی
دیکھو ہر آئینہ میں ہے صورت رسولؐ کی
جو لوگ لیکے آئیں حمایت رسولؐ کی
ہوگی ... بے نقاب شفاعت رسولؐ کی
دیکھی فقط خدا ہی نے صورت رسولؐ کی

اے جرم حشر میں تری بنیاد رہ چکی
حقدار یہ کرم کی نہیں ہے تو کون ہے

بخشش ادہر ادہر سے شفاعت رسول کی
وہ حق کے ہیں رسول یہ امت رسول کی

اے کیف میں شراب تصور میں مست ہوں
ساقی نہیں ہوئی ہے محبت رسول کی

جنت کا راستہ ہے شریعت رسول کی
ہم پر اسی قدر ہے عنایت رسول کی
پڑھتا رہونگا اُن پہ لب گور سے درود
کرتا ہے خود ہی پیار جسے صورت آفریں
ایک ایک جرم کار کو میدان حشر میں
پشت پناہِ امت عصیاں شعار ہے
معشوق کی تو چیز بھی معشوق خاص ہے
جب کی دعا تو بخشش امت کیواسطے
سابقت نہ پائی قہر پہ رحمت کسی طرح
ہر چند بے نقاب رہی مہرساں مگر

آئینۂ خدا ہے حقیقت رسول کی
ہے جس قدر خدا کو محبت رسول کی
شاکر بھی جانے گی نہ محبت رسول کی
کیا جانئے کہ کیا ہے وہ صورت رسول کی
آ آ کے ڈھونڈھ لیگی شفاعت رسول کی
کیا چیز ہے وہ مہر نبوت رسول کی
پیاری خدا کو کیوں نہو امت رسول کی
اللہ رے عاصیوں پہ عنایت رسول کی
ہوتی اگر خدا کو نہ الفت رسول کی
دیکھی کبھی کسی نے نہ صورت رسول کی

گر بیخودی خاص کا درکار ہے مزا
تو کیف پی شراب محبت رسول کی

جستجو بخشش امت میں ذرا پھر ہوگی
پھر کبھی اور کوئی آپ سا ہوگا ہی نہیں
اب بھی جو کچھ تجھے کرنا ہے وہ کرلے غافل
لوٹتے وقت یہ کہتے ہیں تمہارے زائر
روسیاہی مری جائیگی تمہارے منہ سے

اسمیں کوشش تمہیں کچھ روز جزا پھر ہوگی
مٹ کے سو بار جو دنیا کی بنا پھر ہوگی
موت آئے گی تو مہلت نہ ذرا پھر ہوگی
پھر بھی آئیں گے جو مرضی خدا پھر ہوگی
دُہل کے اُجلی نئے سر سے یہ قبا پھر ہوگی

جرم کاروں کی شفاعت وہ کرینگے پھر بھی
ان مریضوں کی سر حشر دوا پھر ہوگی

کام ہر بار عطا سے تجھے لینا ہوگا
ہوں بشر مجھ سے تو سو بار خطا پھر ہوگی

مانگنے والے کو لازم ہے کہ مانگے جائے
اب نہیں ہوگی تو مقبول دعا پھر ہوگی

جو کہ فرمان نبی جلد بجالائے گا
اسکی بخشش میں نہ تاخیر ذرا پھر ہوگی

انکی امت میں ہیں ہم لوگ تو بیشک اے دل
ہوگی اور خلد میں ایک ایک جگہ پھر ہوگی

مے پلائیں گے جسے ساقی کوثر اے کیف
پیاس اس شخص کو ہرگز نہ ذرا پھر ہوگی

امت تری مجرم بھی دوزخ سے بری نکلی
رحمت کی کسوٹی پہ کھوٹی بھی کھری نکلی

آگے مرے مالک کے مجرم مجھے ٹھہرایا
اے نفس یہ سب تیری بیدادگری نکلی

ہر شے میں ترا جلوہ اے نور خدا دیکھا
کونین میں سب تیری یہ جلوہ گری نکلی

واقف نہوا کوئی بیہوشی کی حالت سے
واقف مری حالت سے کچھ بیخبری نکلی

کب دیکھ سکا کوئی حضرت کی حقیقت کو
بینائی بھی آنکھوں کی ایک بے بصری نکلی

جو شے ہے خدائی میں ایک نور کا پردہ ہے
ہر نور کے پردہ سے شان بشری نکلی

محشر میں ہر اک مجرم بخشش سے پھلا پھولا
کھیتی تری امت کی جل بجھ کے ہری نکلی

امت تری جنت کو جاتی ہے اڑی کیسی
صورت میں تو انساں تھی سیرت میں پری نکلی

جوش الفت احمد کا دل سے نہ گیا دم بھر
مے کیف کے پیالے میں ہر وقت بھری نکلی

پھر شفاعت کی وہاں کونسی صورت ہوتی
تم جو محشر میں نہوتے تو قیامت ہوتی

گلشن کوئے محمد میں گذر ہے جنکا
انکی جاگیر میں کس طرح نہ جنت ہوتی

تو ہے اک نور خدا اور اسے نسبت تجھسے
کس طرح نار کے قابل تری امت ہوتی

ہے تمہارے ہی تو ہونیسے جہاں کا ہونا
تم نہوتے تو نہ کونین کی خلقت ہوتی

حق تو یوں ہے کہ شب گور بھی ہوتی روشن
نور حق آپ ہیں اور نور بنائے خلقت
جاگتے ہیں نظر آ جاتا خدا کا جلوہ
آپ کی نعمتِ دیدار اگر مل جاتی
جانتا جان سے بڑھ کر کہیں اپنے دل کو
ذات والا ہی تو ہے پشت پناہِ امت
مجھ سیاہ رو پہ جو الطاف وہ عارض کرتے

میرے آگے جو تری چاند سی صورت ہوتی
ختم کس طرح نہ حضرت پہ رسالت ہوتی
خواب میں گر مجھے حضرت کی زیارت ہوتی
پھر تو حاصل مجھے کونین کی نعمت ہوتی
دل میں گر جاں کے بدلے تری الفت ہوتی
دوش اقدس پہ نہ کیوں مہر نبوت ہوتی
حق کے آگے ابھی اوجلی مری صورت ہوتی

مدحتِ ساقی کوثر جو یہ لکھتا دل سے
کیفؔ میکش کی گناہوں سے برّیت ہوتی

ہم عاصیوں کو حق نے بخشا تمہارے منہ سے
ڈوبا ہوا یہ بیڑا نکلا تمہارے منہ سے

وہ حکم حق ہے جو کچھ نکلا تمہارے منہ سے
کی ہیں خدا نے باتیں گویا تمہارے منہ سے

نوبت تمہارے دم سے اسلام کی بجی ہے
حق گوئی کا بجا ہے ڈنکا تمہارے منہ سے

ابر کرم بنا ہے پھیلاؤ گفتگو کا
رحمت برس رہی ہے گویا تمہارے منہ سے

اللہ یوں کہے گا تم سے بروز محشر
ہم نے قصور امت بخشا تمہارے منہ سے

کہتے نہ تم تو کیوں کر ہم راہِ حق پہ آتے
اللہ کو بھی ہم نے جانا تمہارے منہ سے

پیارے کی شے بھی پیاری ہوتی ہے سب کو بیشک
حق نے ہمارا اچھا چاہا تمہارے منہ سے

کھو دیں گے رو سیاہی سب کی لب شفاعت
منہ ہوگا عاصیوں کا اُجلا تمہارے منہ سے

کون و مکاں میں خلقت خلقت میں صنعتیں ہیں
حق نے کیا ہے پیدا کیا کیا تمہارے منہ سے

اے کیف یوں کہیں گے مجھسے وہ حشر کے دن
لو آؤ ہم لگائیں پیالہ تمہارے منہ سے

کچھ بھی گر چشم محمد کا اشارہ ہو جائے
تم پہ پیارا ہو تو اللہ کا پیارا ہو جائے

وہ بھی موسیٰ کی طرح محو نظارا ہو جائے
میں بھی ہوں آپ کی اُمت ہیں سزاوار کرم

آپ کے ذکر سے ہر غنچہ دل کھل جائے
لطف فرما ہو اگر نیم نگاہی اون کی

کون ایسا ہے سوا آپ کے یا شافع حشر
کچھ بھی ہو لطف تو بخشش ہو گنہگار ردنکی

بارہ بیڑا ابھی پل بھر میں ہمارا ہو جائے
جس کو ہونا ہو خدا کا وہ تمہارا ہو جائے

یا محمد جسے دیدار تمہارا ہو جائے
کچھ کرم آپکا مجھپر بھی خدارا ہو جائے

آپ کا نام نسیم چمن آرا ہو جائے
تو یم جرم یہ سمٹے کہ کنارا ہو جائے

حشر کے دن جو طرفدار ہمارا ہو جائے
کچھ بھی دیدو تو غریبوں کا گذارا ہو جائے

کیف میخوار ہے اور ساقی کوثر تم ہو
بس عنایت اسے اک جام خدارا ہو جائے

تم جو آئے تو نظر فضل کی صورت آئی
مجھسا بے شرم نہ اللہ سا غیرت والا

ہم تو اُمت میں ہیں پر خاص رسولوں کے بھی
تم نہیں آئے یہ اللہ کی رحمت آئی

جرم تو میں نے کیا اور اسے غیرت آئی
کام محشر میں محمد کی شفاعت آئی

گل کھلائے جو شفاعت نے تو روزِ محشر
عاصیو گیسوئے احمد کا سبب تو دیکھو
منہ ہوئے چاند کی مانند سیہ کاروں کے
حق تو یہ ہے کہ وہ صنعت ہے تری ہی صورت
دوستوں کو تری بخشش کی خبر دی حق نے

ہر گنہگار کی جاگیر میں جنت میں آئی
ٹل گئی سر پہ اس امت کے جو آفت آئی
لیکے غازہ سرِ محشر جو شفاعت آئی
جس پہ خود صانع مطلق کو محبت آئی
دشمنوں کی ترے قرآں میں مذمت آئی

مغفرت دوڑی ہوئی آئی گنہگاروں میں
کیفؔ محشر میں محمدؐ کی جو امت میں

شفیع ہیں جو شہِ دوجہاں تو غم کیا ہے
ہیں آسمانِ شفاعت کے آفتاب حضور
خدا کا لطف تو جو کچھ ہے وہ حضور پہ ہے
عطا سے نفع وہ بازارِ حشر میں دیں گے
تمہارا ذکر ہے لب پر تو پھر خطر کیسا
ہمیں تو خطرۂ میزانِ حشر کچھ بھی نہیں
خدا کے فضل سے قوت بھی آ ہی جائیگی
وہ آنچ آنے نہ دیں گے کچھ اپنی امت پر
کسی طرح سے مدینہ تو جا ہی لوں گا میں
کسی درخت میں طیبہ کے جا رہوں گا میں

بڑھی ہوئی ہیں گنہگاریاں تو غم کیا ہے
شب خطا کی ہیں تاریکیاں تو غم کیا ہے
حضور رحم پہ ہیں گر مہرباں تو غم کیا ہے
خطا کے سودے میں ہے بھی زیاں تو غم کیا ہے
تمہارا نام ہے وردِ زباں تو غم کیا ہے
ہمارے پلہ پہ تم ہو وہاں تو غم کیا ہے
مریضِ جرم ہے گر ناتواں تو غم کیا ہے
اگر جحیم ہے آتش فشاں تو غم کیا ہے
جو ہو گیا ہے رواں کارواں تو غم کیا ہے
اُجڑ گیا جو مرا آشیاں تو غم کیا ہے

بنے کوئی مرا دشمن تو ہاں بنے اے کیفؔ
خدا ہے مجھ پہ اگر مہرباں تو غم کیا ہے

مضمون فضل دفتر محبوب حق میں ہے
جو کچھ دعا ہے امت عاصی کے حق میں ہے

بخشش کا پہلا باب تو پچھلے ورق میں ہے
اللہ کا حبیبؐ ہمارے قلق میں ہے

ہے اُنکی سُرخ روئی سیاہ کاروں کے لئے
وہ شب کے واسطے ہے جو سُرخی شفق میں ہے

روشن ہے دوجہان میں نورِ محمدی
یہ ایک آفتاب تو چودہ طبق میں ہے

ہر دل میں ہر زباں پہ ہے کلمہ حضور کا
یہ مُہر ہر کتاب میں ہے ہر ورق میں ہے

جو بات ہے حضور کی بالکل بھلائی ہے
جو ہے بھلائی ساری وہ امت کے حق میں ہے

ایماں ازل ہی سے مجھے تعلیم کر دیا
مطلب اخیر کا مُرے پہلے سبق میں ہے

خالق نے علم اول و آخر دیا تمہیں
تمیرِ وہ آئینہ ہے جو چودہ طبق میں ہے

اسرارِ حق ہے مطلعِ ابروئے مصطفٰے
مضمونِ دوجہاں اسی بیتِ ادق میں ہے

ہر روسیہ کا نامۂ اعمال دھوئے گی
تر اس سبب سے زلفِ محمدؐ عرق میں ہے

میں مستحق ہوں بادۂ عشقِ رسولؐ کا
اے کیفؔ یہ شراب تو میرے ہی حق میں ہے

غلامی میں نے پائی ہے معین الدینؒ چشتی کی
یہ خدمت ہاتھ آئی ہے معین الدینؒ چشتی کی

تصور میں نگاہوں میں دلِ شیدا میں آنکھوں میں
عجب صورت سمائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

محمد کو خدا چاہے محمد آپ کو چاہیں
فدا ساری خدائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

جواب تختِ شاہی کیوں نہ ہو پھر بوریا میرا
مجھے حاصل گدائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

دعا کو باریابی جس جگہ حاصل نہیں ہوتی
وہاں اے دل رسائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

گدائے خاندانِ چشت بھٹکا ہے نہ بھٹکے گا

کہ رہ بر رہنمائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

وصال خاص حاصل ہے رہے گا وصل محشر تک

خدا سے کب جدائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

میں اپنے مرشد کامل کے صدقے کیفؔ یوں جسنے

مئے الفت پلائی ہے معین الدینؒ چشتی کی

عطا خصلت کرم گستر معین الدینؒ اجمیریؒ

شہنشاہ گدا پرور معین الدینؒ اجمیری

سر تسلیم کے افسر معین الدینؒ اجمیری

رہ توحید کے رہبر معین الدینؒ اجمیری

خودی کھو کر خدا سے مل گیا آخر خدائی میں

وہ کون اولاد پیغمبر معین الدینؒ اجمیری

سر محشر مریدوں کو ذرا اس میں چھپا لینا

کہ رحمت ہے تری چادر معین الدینؒ اجمیری

مئے توحید کا ہر گھونٹ میں اُس نے مزہ پایا

پیا جس نے ترا لنگر معین الدینؒ اجمیری

جسے ملتا ہے جو کچھ فیض حضرت ہی سے ملتا ہے

جہاں میں ہے جہاں پرور معین الدینؒ اجمیری

جسے چاہا اُسی کا کاملوں میں نام لکھ ڈالا

ولایت ہے ترا دفتر معین الدینؒ اجمیری

زمیں والے تجھے مانیں فلک والے تجھے جانیں

یہ شہرت ہے تری گھر گھر معین الدینؒ اجمیری

بنایا ہے تجھے حاجت روائے خلق خالق نے
خدائی ہے ترے در پر معین الدینؒ اجمیری

بُرا ہوں یا بھلا ہوں پر سگِ دربارِ عالی ہوں
ترا سگ اور پھرے در در معین الدینؒ اجمیری

قیامت تک کبھی شیطاں کی چالوں میں نہ آئے گا
جو کھائے گا تری ٹھوکر معین الدینؒ اجمیری

گُلِ گلزارِ محبوبی ضیائے مہرِ زیبائی
چراغِ دینِ پیغمبرؐ معین الدینؒ اجمیری

یہ کیفِ بادہ کش اس دور میں خالی نہ رہ جائے
ادھر بھی بھر کے ایک ساغر معین الدینؒ اجمیری

ہیں احسانِ خیر الوریٰ کیسے کیسے
ہوئے با خطا بے خطا کیسے کیسے

روا ہم پہ فردوس کرنے کو تم نے
سہے ہیں غمِ نا روا کیسے کیسے

خدا کے تم ایسے ہو بندہ کہ تم سے
مٹے مشرکوں کے خدا کیسے کیسے

فراقِ نبی میں ہے اشک کیا کیا
لُٹے گوہرِ بے بہا کیسے کیسے

نکموں کی خاطر شہِ انبیاؐ نے
کئے کام روزِ جزا کیسے کیسے

خدائی تو کیا ہے خدا نے تمہارے
سہے نازِ بے انتہا کیسے کیسے

پھرے عضوِ تن مجھ سے محشر میں کیا کیا
عدو ہو گئے آشنا کیسے کیسے

درِ دولتِ شاہِ کون و مکاں پر
غنی ہو گئے ہیں گدا کیسے کیسے

غمِ ہجرِ احمدؐ میں اے کیفؔ مجھ پر
کئے دل نے محشر بپا کیسے کیسے

پتہ فلک سے ملے یا ترا زمیں سے ملے
غرض تو بھید کے ملنے سے ہے کہیں سے ملے

ملے نہ بھید فلک سے نہ کچھ زمیں سے ملے
پتہ ملے بھی خدا کا تو کچھ تمہیں سے ملے

اشارہ ہو جو ذرا چشم لطف کا تیری
لپٹ لپٹ کے گنہگار حور عیں سے ملے

ہمیں تو حشر سے پہلے ہی بخشوا لیجے
حضور خلد کا پٹہ ہمیں ہمیں سے ملے

یہ کہدو صاف کہ جس کو خدا سے ملنا ہو
وہ شخص جا کے مدینہ میں شاہ دیں سے ملے

ہمیں بُرے ہیں ہمیں پر اگر ہو لطف انکا
تو دوڑ دوڑ کے فضل خدا ہمیں سے ملے

مزا تو جب ہے کہ ہر وقت لب پئے اے کیف
شراب کا سا مزا عشق شاہ دین سے ملے

کھڑے ہیں در پہ تجھ سے حق نما کے دیکھنے والے
دکھا صورت خدا را اے خدا کے دیکھنے والے

کہیں گے اہل محشر دیکھکر اُن کے صحابہؓ کو
وہ لوگ آئے حبیب کبریا کے دیکھنے والے

اگر دیکھو تو تم کے معجزے سے صاف ظاہر ہے
ہیں عیسیٰؑ اُس لب معجز نما کے دیکھنے والے

اگر باطل کو دیکھا سامنے حق کے تو کیا دیکھا
کرم دیکھیں ترا میری خطا کے دیکھنے والے

ضیا ہوتی نہ مہر و ماہ میں پھر دیکھنے کو بھی
نہ ہوتے گر یہ تیرے نقش پا کے دیکھنے والے

جھلک موسیٰؑ کی دیکھی تھی سو وہ بھی لاکھ پردوں میں
خدا کو آنکھ سے دیکھ آئے جا کے دیکھنے والے

حقیقت آئینہ ہو جاتی ہے نور محمدؐ سے
خدا کو دیکھتے ہیں مصطفےٰؐ کے دیکھنے والے

خدا کے خاص پیارے ہو گئے پیارے محمدؐ کے
ہوئے لطف آشنا تو آشنا کے دیکھنے والے

بلائے شامتِ اعمال وہ ہرگز نہ دیکھیں گے
جو ہیں زلفِ شہِ ہر دو سرا کے دیکھنے والے

ملایک اُن کے پاؤں کے تلے آنکھیں بچھاتے ہیں
جو ہیں اے کیفؔ اُنکے نقشِ پا کے دیکھنے والے

کیا کہوں کیفؔ کہ محبوبِ خدا کا کیا ہے
جز خدا اور کو اس علم سے بہرا کیا ہے

دیکھئے نورِ محمدؐ تو کبھی ہوش نہ آئے
آپ نے حضرت موسیٰ ابھی دیکھا کیا ہے

بات بھی یوں تو بنانے کو نہیں ہے لیکن
تم بنا دو مری بگڑی کو تو بگڑا کیا ہے

جان سے مال سے ایمان سے بڑھکر تم ہو
دین و دنیا میں مجھے تم سے پیارا کیا ہے

سیکڑوں پردۂ قدرت تھے رُخِ انور پہ
دیکھنے والوں نے حُسن آپکا دیکھا کیا ہے

تو رحیم اور محمدؐ ہیں شفیعِ محشر
فکرِ امروز ہے کیا شے غمِ فردا کیا ہے

ناخنِ دستِ شفاعت سے نکالیں گے حضورؐ
خارِ عصیاں ہیں جو پیوست تو کھٹکا کیا ہے

تیرہ بختوں کا سہارا ہیں تمہارے گیسو
باغِ رحمت ہے تمہارا رخِ زیبا کیا ہے

مستحقِ رحمتِ حق کا ہوں گناہوں کے سبب
کھوٹے داموں جو نہ ہاتھ آئے وہ سودا کیا ہے

یادِ احمدؐ میں ہوئے کیوں خلل انداز آکر
اے نکیرین کہو بھی تمہیں کہنا کیا ہے

یہ سمجھتا ہے بلائیں گے مجھی کو پہلے
کیفؔ کو ساقیٔ کوثر کا بھروسا کیا ہے

چرچے ہیں عاصیوں میں رسالت پناہ کے
فریاد رس وہی ہیں ہر اک داد خواہ کے

روئیں نہیں بدن پہ یہ مجھ روسیاہ کے
پیدا ہوئے ہیں جسم پہ کانٹے گناہ کے

جلوے دکھائی دیں جو تری جلوہ گاہ کے
ہوں عرش پہ دماغ پھر اپنی نگاہ کے

وہ گیسوئے حضور شفاعت پہ کھل گئے
لو اُٹھ گئے دھوئیں وہ ہمارے گناہ کے
ہر شے میں دیکھتی ہے محمد کے نور کو
پردے اُٹھے ہوئے ہیں ہماری نگاہ کے
پرتو فگن نہ ہو جو رُخ پاک آپ کا
روشن نہوں چراغ کبھی مہر و ماہ کے
رحمت خدا کی تم بھی تو ہو سر سے پاؤں تک
ہم امتی اگرچہ ہیں پتلے گناہ کے

اے کیفؔ کیا مزہ ہو کہ میدان حشر میں
ہوں ساتھ ساتھ میں بھی رسالت پناہ کے

گدائے کوئے احمد ہوں مرے آگے غنی کیا ہے
خزانہ ہے دو عالم کا مدینہ کی گلی کیا ہے
ترے افضال سے مایوس ہونا کفر ہے بالکل
مجھے پھر بے گناہی سے گنہگاری بری کیا ہے
نہ کہہ محتاج دنیا میں کسی کا اپنے بندوں کو
خداوندِ جہاں تیرے خزانہ میں کمی کیا ہے
عجب نیرنگیاں دیکھیں جمال یار کی ہر سو
کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے کبھی کیا کبھی کیا ہے
نظارہ آنکھ سے چھپ کر مجھے منظور ہے اس کا
جمالِ یار کا پردہ ہے میری بے خودی کیا ہے
مٹی جاتی ہے تڑپی جاتی ہے گھبرائی جاتی ہے
خدا جانے مری اُمید کے دم پر بنی کیا ہے
چلا ہوں ہاتھ خالی سر جھکائے یوں سوئے آقا
کہ پاس اے دل مرے جز حسرت و شرمندگی کیا ہے
سب امت کے وہ گاہک ہیں تو پھر اچھا بُرا کیسا

کسوٹی جب کہ پاس ہے تو پھر کھوٹی کھری کیا ہے

شراب عشق وہ ہے جو دو عالم کو بھلا دے گی
بڑھیگی اور بھی اے **کیفؔ** بیہوشی ابھی کیا ہے

ابر رحمت چار سو دریا بہا دے تو سہی
جُرم کی مٹی کو مٹی میں ملا دے تو سہی

اینٹ سے اینٹ اسکی محشر میں بجا دے تو سہی
فضل قصر جرم کی بنیاد ڈھا دے تو سہی

جرم امت دیکھکر وہ مسکرائیں تو ذرا
برق اس خرمن کے خرمن کو جلا دے تو سہی

تم ذرا روئے منور سے اُٹھا تو دو نقاب
رخ تمہارا مہر کو ذرّہ بنا دے تو سہی

اے مسیحا ذکر تک بھی ان کا تو جاں بخش ہے
حسرت مردہ کو نام اُن کا جلا دے تو سہی

واقف راہ شریعت تو نہ بھٹکے گا کبھی
خضر کو یہ راہ رو رستہ بتا دے تو سہی

نام لیکر آپ کا پھر نام لو اے عاشقو
نام یہ قند مکرر کا مزا دے تو سہی

تم قدم رنجہ تو فرماؤ ذرا افلاک پر
عرش اپنے سر کو فرش پا بنا دے تو سہی

ہے وہ دینے ہی کی خاطر دلسے مانگو تو ذرا
مانگ سے ایک ایک سائل کو سوا دے تو سہی

کیفؔ بادہ کش سر کوثر مجھے جانے تو دو
جام میرے منہ سے خود ساقی لگا دے تو سہی

وہ نبیؐ محشر میں ہم کو بخشوا دے تو سہی
بڑھ کے رحمت قہر کو بالکل گھٹا دے تو سہی

عرش پر اے حضرت موسیٰؑ انہیں جانے تو دو
آشنا سے آشنا پردہ اُٹھا دے تو سہی

انکی مژگاں کا اشارہ اسطرف ہونے تو دو
گر نہ دوزخ کو یہ خسخانہ بنا دے تو سہی

حشر میں اُن کے لب بخشش طلب ہلنے تو دو
خاص رحمت عام بخشش کی صدا دے تو سہی

ذکر احمدؐ گلشن آفاق میں کرنے تو دو
پتہ پتہ یا محمدؐ کی صدا دے تو سہی

جائیں تو وہ جرم کاروں کیلیے سوئے جحیم
آتش دوزخ کو خود خالق بجھا دے تو سہی

ناخدا ہو آپ جس بیڑے کے وہ اور ڈوب جائے
بار اُس بیڑے کو خود دریا لگا دے تو سہی

زلف احمدؐ اے سیہ کارو ذرا کھلنے تو دو
ابرِ عصیاں کے دھوئیں بالکل اڑا دے تو سہی

بادۂ الفت کی اتنی حرص اے کیفؔ حریص
ایک ہی ساغر نہ گر تجھکو چھکا دے تو سہی

گردِ رہ پاؤں کو اے کیفؔ بنالے تو بھی
بیٹھتے اُٹھتے مدینہ کہیں جالے تو بھی
عندلیب چمن نعتِ محمدؐ ہوں میں
سیکھ لے بلبل نالاں مرے نالے تو بھی
شعلۂ طور کا جلوہ ہے جمالِ احمدؐ
جل نہ جائے کہیں اے دیکھنے والے تو بھی
نفس کا ساتھ نہ دے بحرِ خطا میں اے دل
ڈوب ہی جائیگا اے پیرنے والے تو بھی
بہہ رہا ہے یم رحمت تو بگڑ اے مجرم
شرم عصیاں سے کچھ آنسو تو بہالے تو بھی
اپنے احکام کئے حق نے حوالے جسکے
اپنے سب کام کر ایسے کے حوالے تو بھی
مزرع دین ہے دنیا نہ سمجھ اے غافل
کچھ کمانا ہے جو عقبیٰ تو کمالے تو بھی
آج اللہ کو میں نے تجھے سونپا اے روح
اب یہ کردے مجھے اللہ کے حوالے تو بھی

بھیڑ کوثر پہ ہے ساقی ہیں محمدؐ اے کیفؔ
کوئی ساغر تجھے لینا ہے تو جالے تو بھی

کروں وصفِ محمدؐ کس زباں سے
زبانِ کبریا لاؤں کہاں سے
وہ آئے پھر کے حضرتؑ لامکاں سے
زمیں اونچی ہوئی پھر آسماں سے
جو لیتا ہوں زمیں پر نام اُن کا
برس پڑتی ہے رحمت آسماں سے
خدا ہی جانتا ہے شان اُن کی
سنو یہ داستاں حق کی زباں سے
بجز اُن کے خدا کو کس نے دیکھا
وہی واقف ہیں اس رازِ نہاں سے
تمہاری بزم میں صلِّ علیٰ کی
صدائیں آ رہی ہیں آسماں سے
درِ قصرِ نبیؐ بابِ کرم ہے
درِ رحمت کھلا اس آستاں سے
مجھے رستہ مدینہ کا بتادو
بچھڑ کر رہگیا ہوں کارواں سے

اگر پیکِ صبا جانا ہو تیرا مدینہ کی طرف ہندوستاں سے

وہ **کیفؔ** بادہ کشِ عاصی بہت ہے
یہ کہدینا شفیعِ عاصیاں سے

تمہارے مُنہ سے ہماری سنجات ہوکے رہی
جو ہونے والی تھی آخر وہ بات ہوکے رہی

حضورؐ کفر کو تم پائمال کرکے رہے
خرابِ عزتِ لات و منات ہوکے رہی

خدا کے حکم سے حاکم رہے خدائی کے
مطیع آپ کی کل کائنات ہوکے رہی

کہا جو تم نے وہی کردیا خدا نے بھی
تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہوکے رہی

بغیر حکم نبیؐ آسکی نہ موت قریب
یہاں اجل بھی مطیعِ حیات ہوکے رہی

ہر اُمتی کے ہر ایک حال میں سرِ محشر
شریکِ حال محمدؐ کی ذات ہوکے رہی

کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا
کہا جو دن کو کہ شب ہے تو رات ہوکے رہی

نہ سر کی سد ہے نہ ہے پاؤں کی خبر اے **کیفؔ**
شرابِ یادشہ خوش صفات ہوکے رہی

منفعل حشر میں اُلٹی ہو خطا ہی میری
حد کو پہنچی ہے بہر حال تباہی میری

بیچ کریں کچھ بھی جو محبوبؐ الٰہی میری
اب یہ بگڑی تو بنائیگا خدا ہی میری

وصفِ خالِ رُخِ پر نور لکھا کرتا ہوں
بخشندہ بنا ہے ترا کام کہ غفّار ہے تو
کوچۂ نعتِ محمد کا وہ ماہر ہوں کہ آج
آستانہ پہ محمد کے پڑا رہتا ہوں
دیکھتے ہی مری حالت پہ ترس کھائینگے وہ
حشر میں دستِ شفاعت نے کیا منہ اُجلا
چاہے گا مجھسے گنہگار کی بخشش پھر کون

مہر کی طرح سے روشن ہے سیاہی میری
میں گنہگار ہوں توبہ ہے الٰہی میری
پیروی کرتے ہیں اس راہ میں راہی میری
میں گدا وہ ہوں کہ محتاج ہے شاہی میری
اُنسے دیکھی نہیں جائیگی تباہی میری
مٹ گئی اُسکی سفیدی سے سیاہی میری
مغفرت مٹتے جو محشر میں نہ چاہی میری

یوں تو کہنے کو بہت قافئے باقی ہیں ابھی
لیکن اے **کیف** طبیعت ہی نہ چاہی میری

محرومِ دید طالب دیدار رہ نہ جائے
پرسانِ حال وہ ہیں تو ایک ایک عرض کو
محشر میں بخشوا ابھی رہے ہیں وہ خلق کو
گن گن کے بخشدے مے ایک ایک جرم کو
بخشانہ سبکو اسلئے حق نے کہ کل کے دن
جنت یہ کہہ رہی ہے کہ رضوان خیال کر
یہ چاہتی ہے اُنکی شفاعت کہ حشر میں
میں جب کبھی مروں تو مدینہ ہی میں مروں
طیبہ مریضِ غم کو بلانا ضرور ہے

یہ آرزو مری مُرے سرکار رہ نہ جائے
اب کوئی بات دیکھ دلِ زار رہ نہ جائے
اور یہ بھی دیکھیاں ہے کوئی ناچار رہ نہ جائے
رحمت کی شان کا کوئی اظہار رہ نہ جائے
شانِ شفاعتِ شہ ابرار رہ نہ جائے
کوئی غلامِ احمدِ مختار رہ نہ جائے
خالی کرم سے کوئی گنہگار رہ نہ جائے
یارب یہ آرزوئے دلِ زار رہ نہ جائے
مرکھپ کے ہند میں ہی یہ بیمار رہ نہ جائے

تھوڑی بہت اسے بھی پلانا بروزِ حشر
اس دور میں یہ **کیف** قدح خوار رہ نہ جائے

ملی خیرات جس کو اُس شہِ عادل کے ہاتھوں سے

غنی ہو ہو گئی مخلوق اُس سائل کے ہاتھوں سے

خطا کی تیغ سے زخمی ہے دل میں دل کے ہاتھوں سے
خبر لینا کہ میں بسمل ہوا بسمل کے ہاتھوں سے

تمنا ہے تمہیں دیکھوں تمہارا تھام لوں دامن
میں اپنے دل کی آنکھوں سے میرا اپنے دل کے ہاتھوں سے

بنا ہے دشمن جانی مرا یہ نفس امّارہ
بچانا یا محمد مجھکو اس قاتل کے ہاتھوں سے

خطا کا بوجھ سر سے تم اُتارو گے تو اُترے گا
یہ ایسا جن نہیں اُترے جو ہر عامل کے ہاتھوں سے

سر محشر کھلیں گے ہتکنڈے دست شفاعت کے
بآسانی چھڑائے گا ہمیں مشکل کے ہاتھوں سے

دعا کر کے آخر بخشوایا اپنی امت کو
کئے طے مرحلے سب تم نے اس منزل کے ہاتھوں سے

کریں گے سرخرو محشر میں ہم کو شافع محشر
ملیں گے پان گویا بانیٔ محفل کے ہاتھوں سے

وہ سب امت کا دل اسواسطے ہاتھوں میں رکھتے ہیں
کہ یہ غنچے ہیں گل ہو جائیں گے کھل کھل کے ہاتھوں سے

دبے گی کس طرح میرے گناہوں سے تری رحمت
نہیں ہوگا کبھی پامال حق باطل کے ہاتھوں سے

بنا ہے چشمۂ تسنیم جس ساقی کا میخانہ
پیئونگا کیف بس اُس ساقی کامل کے ہاتھوں سے

نہ کچھ اور اُس کے سوا چاہیئے — تجھے کیفؔ فضلِ خدا چاہیئے

یہ الطافِ خیر الوریٰ چاہیئے — یہ گفت و شنید اک ذرا چاہیئے

کہیں وہ بتا تجھکو کیا چاہیئے — کہوں میں کرم آپ کا چاہیئے

زلیخا کو یوسفؑ کی ہے آرزو — سکندر کو آبِ بقا چاہیئے

ہوس کو ہے کیمیا کی تلاش — مجھے آپکی خاکِ پا چاہیئے

خدا ہی سبھوں کا مددگار ہے — خدا ہی سے سب التجا چاہیئے

کسی کا نہیں کوئی حاجت روا — بھروسہ اُسی پہ کیا چاہیئے

ملا ہے جو اللہ سے بے حجاب — بس اے دل اُسی سے ملا چاہیئے

خدا سے ملائی ہے جس نے نظر — اُسے اے نظر دیکھنا چاہیئے

کسی حال میں ہو خوشی ہو کہ غم — بہرحال شکرِ خدا چاہیئے

جو مرضیٔ خالق ہے مدِ نظر — تو راضی رضا پر رہا چاہیئے

ق

خدا خود ہے مصروف جس کام میں — وہی کام ایدل کیا چاہیئے

کہ خود بھیجتا ہے وہ جس پر درود — درود اُس نبیؐ پر پڑھا چاہیئے

بتائیں تمہیں اک شرابِ لطیف — اگر بیخودی کا مزا چاہیئے

سنو کیفؔ وہ کون سی ہے شراب
مئے عشقِ احمدؐ پیا چاہیئے

رکھتی ہے تارِ نفس سے رشتہ داری زندگی
بندھ رہی ہے ایک دھاگے سے ہماری زندگی

ساتھ لاکر عالمِ ارواح سے آفاق میں
دے گئی دھوکا ہمیں آخر ہماری زندگی

تیری خاطر ہمنے او دمساز کیا کیا کچھ کیا

پر نہ کی تو نے وفا دو دن بھی ہماری زندگی

بیخبر ہی آئے تھے اور بیخبر ہی جائیں گے
کیا کہیں ہم کیا ہیں اور کیا ہے ہماری زندگی

زندگی کے نام پر مرتا ہے کیسا دیکھنا
کس قدر انسان کو ہوتی ہے پیاری زندگی

یہ فلک پر ہوگی بعدِ مرگ ہم زیر زمیں
ہم کہیں ہوں گے کہیں ہوگی ہماری زندگی

بازیٔ لہو و لعب میں دل لگا کر ہر نفس
کوئی دولت ہارتا ہے ہم نے ہاری زندگی

لگ رہی ہے گھات میں ظالم بشر کی رات دن
کر رہی ہے چپکے چپکے دم شماری زندگی

سب کچھ انساں کر رہا ہے زیست کی اُمید پر
کر رہی ہے موت کی امیدواری زندگی

خاک میں اک دن دبا کر ہی رہی آخر مجھے
کوہ کی صورت مرے سر پر تھی بھاری زندگی

موت بھی مجھکو اُٹھا سکتی نہیں مانند کوہ
ہے گناہوں کی گرانباری سے بھاری زندگی

گر کوئی پوچھے گا یوں تم سے تو کیا دو گے جواب
کیف کن اوقات میں تم نے گذاری زندگی

جبینِ الذر کا حُسن ہو کر ضیائے بخشش چمک رہی ہے
تمہارے رخ سے خدا کی رحمت شباب بنکر ٹپک رہی ہے

جدہر ذرا بھی ہو کچھ اشارہ اوسی کا ہو جائے پار بیڑا
نگاہ چشم کرم خدا کی تمہاری صورت کو تک رہی ہے

نبی کی الفت بھری ہوئی ہے خدا کے فضل و کرم سے دلمیں
میرے پیالے میں بادہ خوار و شراب کوثر جھلک رہی ہے

کہو تو مجھ سے بھی حشر والو یہ بھید کیا ہے یہ بات کیا ہے
کہ خلق ساری خدا کے آگے نبی کی صورت کو تک رہی ہے

تمہاری امت میں ہم نہوتے تو ہم پہ حق مہرباں نہ ہوتا
تمہارے صدقے میں یا محمدؐ ہماری قسمت چمک رہی ہے

علاج دردِ خطائے بیحد تمہیں سے ہوگا تمہیں سے ہوگا
تمہیں نکالو گے یا محمدؐ جو پھانس دل میں کھٹک رہی ہے

کرو شفاعت کی آج صورت کہ یہ قیامت کا دن ہے آفت
حضور دیکھو تمام خلقت تمہاری صورت کو تک رہی ہے

ہو کوئی زاہد کہ مجھسا فاسق ہے بوئے ایماں ہر اک کے دلمیں
تمہارے خوشبوئے عطر دیں سے تمام امت مہک رہی ہے

نہ جاؤ باتوں پہ کیفؔ میری کہ ہوش بالکل بجا نہیں ہے
مئے محبت پیئے ہوئے ہوں زباں میری بہک رہی ہے

ہو گیا اون کی شفاعت سے تو دفتر خالی
رہ گیا نامۂ عصیاں تحشر خالی

اونکی امت میں ہیں اسواسطے اتراتے ہیں
جانور اوڑ نہیں سکتا کبھی بے پر خالی

رہ کے دریا میں تو پیاسا نہیں رہتا کوئی
پھر شفاعت سے میں رہجاؤں گا کیونکر خالی

بخشش عام سے رحمت میں کمی کیا ہوگی
نہر بٹنے سے تو ہوگا نہ سمندر خالی

اونکی امت میں ہر اک صاحب ایماں یوں ہے
جیسے خوشبو سے نہیں کوئی گل تر خالی

فیض تو ہر شے پہ برستا ہے بُری ہو کہ بھلی
تیری رحمت سے رہیگا کوئی کیوں کر خالی

سختیٔ کفر ہٹی دین محمد سے تمام
بت خدا بن رہے تھے رہ گئے پتھر خالی

کسطرح نعمت ایماں نہ ملے اوس در سے
پھیرتا ہی نہیں سائل کو تونگر خالی

پیکے مانگونگا پھر اون سے سر کوثر اے کیف
پھر وہ بھر دینگے جو ہوگا میرا ساغر خالی

راہ میخانہ بتا دینا مجھے
کوئی رستہ پر لگا دینا مجھے

کوچۂ اقدس میں جا دینا مجھے
خلد محبوب خدا دینا مجھے

درد دل سے کہکے سوتا ہوں مدام
آنکھ لگتے ہی جگا دینا مجھے

کچھ کمی تیرے خزانہ میں نہیں
غیب سے تو اے خدا دینا مجھے

تیرے میخانے کا صدقہ ساقیا
ایک دو ساغر پلا دینا مجھے

تاکہ آجائے میری آنکھوں میں نور
اک ذرا جلوہ دکھا دینا مجھے

کھو دیا ہے جلوہ گاہ یار نے
کون ہوں میرا پتہ دینا مجھے

کہہ رہا ہے حشر میں ہر جرم کار
شان غفاری دکھا دینا مجھے

اوسکی بزم خاص سے جائے ادب
بیٹھنے والو اوٹھا دینا مجھے

بڑھکے اے بیماری شوق وصال
درد کا پتلہ بنا دینا مجھے

پوچھتا ہوں آتے جاتوں سے یہی
یار کے گھر کا پتا دینا مجھے

غم بھی تو نے ہی دیا جو کچھ دیا
صبر بھی کچھ اے خدا دینا مجھے

معصیت کا روگ جاتا ہی نہیں
اے طبیب دل دوا دینا مجھے

غیر کے آگے نہ پھیلاؤں میں ہاتھ
تو ہی سب کچھ اے خدا دینا مجھے

کوچۂ بطحا سے گر اوٹھوں کبھی
درد دل اوٹھکر بٹھا دینا مجھے

کوئی گھر ہو ہے مجھے گھر یار کا
کوئی در ہو سر جھکا دینا مجھے

کیف میخانہ میں گر جاؤ کبھی
لا کے تھوڑی سی پلا دینا مجھے

جو کہو گے تم وہ کرے گا حق نہیں جا یہ ردو بدل کی ہے
اسے کس طرح نہ نبا ہے گا کہ یہ چاہ پہلے پہل کی ہے

جسے خلق کہتی ہے زندگی یہ ہی وجہ خاص اجل کی ہے
نہیں وقت موت کا غافلو خبر آج کی ہے نہ کل کی ہے

یہ سُنا ہے میں نے وہ آئیں گے دم نزع جلوہ دکھائینگے
وہ بتاؤں کیا تجھے زندگی جو خوشی کہ مجھکو اجل کی ہے

تجھے نازِ زہد ہے زاہد اب مجھے شرم جرم و گناہ ہے
مجھے اُس کے فضل کی آس ہے تجھے آس حسنِ عمل کی ہے

جو ملا ہے ایسا نبیؐ ہمیں تو ملے گا گلشن خلد بھی
یہ ہوا تو ہوگی نجات بھی کہ امید پھول سے پھل کی ہے

نہیں اسکے فضل سے دور کچھ جو وہ لب سے حشر میں یوں کہے
وہی باغ خلد کی ہے سند کہ جو فرد جسکے عمل کی ہے

یہ چہار حد خدائی ہے کہ ہے جو خطہ اس در پاک کی
سر چرخ عرش عظیم ہے کہ یہ کرسی انکے محل کی ہے

غم پلصراط سے عاصیو نہ ملول ہو نہ ملول ہو
ہوئی چشم لطف نبیؐ اگر تو یہ راہ ایک ہی پل کی ہے

مئے عشق کا تو یہ لطف ہے کہ رہیں نہ ہوش و حواس کچھ
جسے تم ہو کیفؔ پیئے ہوئے وہ شراب نشہ میں ہلکی ہے

رہ وہیں میں ہے ضعف کمال مجھے ہے قدم بھی اٹھانا محال مجھے

نہ ڈگا دے کہیں مری چال مجھے یہ گرا وہ گرا میں سنبھال مجھے

مرے سر پہ پھرے تو یہ نہ ہو سکے مرے منہ پہ چڑھی تو نظر سے گرے
غمِ تیغ گناہ ذرا نہ رہے جو ملے ترے لطف کی ڈھال مجھے

نہ بڑھے گا کلام فرشتوں سے ترا ذکر سنیں گے تو چپ ہونگے
یہی یاد ہے ایک جواب مجھے یہی کافی ہے وقت سوال مجھے

وہ خدا یکتا تو بشر یکتا نہ جواب ترا نہ جواب اُس کا
کہیں دونوں جہاں میں حبیبِ خدا نظر آئی نہ تیری مثال مجھے

یم جرم و خطا ہے قیامت زا ترے ہاتھ ہے بیڑا امت کا
مرے حال پہ لطف ہو بہر خدا کہ میں ڈوب رہا ہوں نکال مجھے

مرے سر پہ دھرا ہے وہ بارِ خطا جو ہے بوجھ میں کوہ گراں سے سوا
نہ اُٹھانیکی طاقت و تاب ذرا نہ گرانے کی سر سے مجال مجھے

لب کوثر ساقیِ کوثر کا جب دور بروز جزا ہوگا
تو میں ساغر عشق ہی مانگونگا یہی یاد ہے کیف سوال مجھے

ہے بخششِ امت فقط اک بات تمہاری
کیا بات ہے اے قبلۂ حاجات تمہاری

کل دفتر عصیاں کو ڈبو دیگی ہمارے
دریا ہے مگر چشم عنایات تمہاری

جو سبکو دیا حق نے وہ صدقہ ہے تمہارا
کونین میں بانٹی گئی خیرات تمہاری

جو تم نے کہا کہتے ہیں اللہ نے مانا
کہنے کو بھی خالی نہ گئی بات تمہاری

عاشق کی بسر ہوتی ہے معشوق کی دھن میں
چاہت رہے کیوں حق کو نہ دنرات تمہاری

تم جلوتِ عالم میں بظاہر رہے لیکن
خلوت رہی اللہ سے دنرات تمہاری

موسیٰ تو ذرا تاب تجلی بھی نہ لائے
بے پردہ ہوئی حق سے ملاقات تمہاری

تم معجزہ ٹھوکر کا دکھاؤ جو بتوں کو
اقرار نبوت کا کرے لات تمہاری

ترا ابر شفاعت ہی سے ہے کشت تمنا / دل سب کے ہرے رکھتی ہے برسات تمہاری

لائے تمہیں امت کیلئے مژدۂ بخشش / ہے خلد کا سامان ہمیں سوغات تمہاری

کرتا رہوں نظارۂ رخسار تمہارا / صورت مرے آگے رہی دن رات تمہاری

اُس رات کو سمجھوں میں شب قدر سے بڑھکر / ہوجائے زیارت مجھے جس رات تمہاری

ہے راحت دل راحت جاں کعبۂ ایمان / تربت ہمیں اے قبلۂ حاجات تمہاری

ہرگز نہ تمہیں دیکھ سکا دیکھنے والا / حاصل نہوئی ہوکے ملاقات تمہاری

ایماہ عرب ہم سے سیہ کاروں کی خاطر / روتے ہی کٹی رنج میں ہر رات تمہاری

چھوڑا ہے نچھوڑیگی کسی حال میں ہم کو / بھولی ہے نہ بھولے گی عنایات تمہاری

اے کیف بہت خوب ہے دھن نعت نبیؐ کی
اس شغل میں کٹتی رہے اوقات تمہاری

جانا اگر ہے تجھکو منظور جانے والے / تو سیکھ لے وہاں کے دستور جانیوالے

ہے زاد راہ ہونا لازم مسافرت میں / کچھ پاس بھی ہے تیرے اے دور جانیوالے

بزم جہاں سے اکدن اُٹھنا پڑیگا آخر / جانا پڑیگا تجھکو مجبور جانے والے

یہ کہہ گئی بدن سے آخر کو روح اپنی / تم پاس رہنے والے ہم دور جانے والے

بار خطا سروں پر اور ہے عدم کی منزل / آآکے بن گئے ہیں مزدور جانیوالے

دنیا ہے کیا سرا ہے تو کیا ہے اک مسافر / رہنے پہ کیوں ہوا ہے مغرور جانیوالے

ملک عدم تو آخر جانا پڑے گا سب کو
ہوتے ہیں کیف ناحق رنجور جانیوالے

خود اللہ جس پہ پیارا ہوا ہے / وہ اللہ والا ہمارا ہوا ہے

تمہاری خوشی میں خوشی ہے خدا کی / تم اُس کے ہوئے وہ تمہارا ہوا ہے

نظر ملک رحمت میں رہتی ہے دنیا / محمدؐ کا جب سے اجارا ہوا ہے

لیا کب اِسی امت سے بدلا خطا کا ‎ یہ کس دن خدا کو گوارا ہوا ہے

مٹی ظلمت کفر دنیا سے بالکل ‎ عجب مہر دیں آشکارا ہوا ہے

ہمیں بخشوا بھی چکے تم خدا سے ‎ تمہارا یہ میدان مارا ہوا ہے

بڑا شافع حشر پایا ہے ہمنے ‎ بڑا بیکسوں کا سہارا ہوا ہے

محمدؐ کی صورت کے پردہ میں اے دل ‎ خدا کا کرم آشکارا ہوا ہے

کھلیں گے نہ عیب اُمت مصطفےٰ کے ‎ ازل سے یہ پردہ پکارا ہوا ہے

ملے ہر بلا سے اماں کیوں نہ سب کو ‎ یہ صدقہ تمہارا اُتارا ہوا ہے

نہیں جز خدا کوئی دنیا میں جس کا ‎ وہی کیفؔ بیکس تمہارا ہوا ہے

یہ صدقہ ہے اے کیفؔ نعت نبیؐ کا ‎ جو ہر سمت شہرہ تمہارا ہوا ہے

شفاعت پہ دامن جو گرداں لینگے ‎ تو بڑھکر وہ بخشش کا میدان لیں گے

سر حشر اے عاصیو دیکھہ لینا ‎ غلاموں کو اپنے وہ پہچان لیں گے

نہ لیں گے کبھی باغ خلد اُن کے وحشی ‎ لیا تو عرب کا بیابان لیں گے

فرشتے دکھائیں گے مدفن میں جس دم ‎ تو ہم اپنے آقا کو پہچان لیں گے

در دولت اُن کو ہے دولت سے بڑھکر ‎ نہ شاہی ترے در کے دربان لیں گے

کریں گے وہ جس دم شفاعت تو اے دل ‎ بجز بخشوائے بھی کیا مان لیں گے

تسلی اگر دل کو دیں گے وہ گیسو ‎ بلائیں مرے دل کے ارمان لیں گے

خدا اور نبیؐ کا ہے احسان ہم پر ‎ کسی اور کا ہم نہ احسان لیں گے

خدا کی قسم میرا ایمان تم ہو ‎ شیاطین کیا میرا ایمان لیں گے

ہم اُن کے ہیں جنت ہمارا ہی حق ہے ‎ ہمیں باغ جنت کے سامان لیں گے

ملے گر شراب محبت نبیؐ کی

تو اے کیفؔ ہم بیچکر جان لیں گے

السّلام اے شہِ ابرار رسولِؐ مدنی
السّلام امتِ بیکس کی حمایت والے
السّلام اے چمن آرائے گلستانِ ازل
السّلام اے شہِ کونین شفاعت والے
السّلام اے یمِ اسرارِ خداوندِ جہاں
السّلام امن و اماں آگ سے دینے والے

السّلام احمدِ مختار رسولِؐ مدنی
السّلام ایمیرے غمخوار رسولِؐ مدنی
السّلام اے گلِ بیخار رسولِؐ مدنی
السّلام اے میرے سرکار رسولِؐ مدنی
السّلام اے دُرِ شہسوار رسولِؐ مدنی
السّلام ایمیرے داتار رسولِؐ مدنی

لیجئے کیفؔ ثنا گر کا بھی للہ سلام
میرے آقا میرے سرکار رسولؐ مدنی

مدینہ کو نکل جائیں سفر یوں ہو تو بہتر ہے
کہیں وہ کون ہی تو میں کہوں شیدائے احمدؐ ہوں
تپِ غم سے وہ سوزاں اور یہ تیغِ عشق کی گھائل
غمِ احمدؐ میں اپنا چلتے پھرتے دم نکلجائے
کمر میں ہو عریضہ اور دہن میں ہو زباں میری
غمِ عشقِ محمدؐ سے گرہ پڑنے لگی دل میں
سحر تک سوزِ غم سے شمع ساں ہو خاک جل جلکر

کریں ہر گام پر سجدہ اگر یوں ہو تو بہتر ہے
میری محبت فرشتوں سے اگر یوں ہو تو بہتر ہے
جو دل یوں ہو تو اچھا ہے جگر یوں ہو تو بہتر ہے
کہانی زندگی کی مختصر یوں ہو تو بہتر ہے
رواں سوئے مدینہ نامہ بر یوں ہو تو بہتر ہے
نہالِ عشق میں پیدا اثر یوں ہو تو بہتر ہے
شبِ ہجرِ محمدؐ کی سحر یوں ہو تو بہتر ہے

پلائیں ساقیٔ کوثر بلا کر جامِ کوثر کا
سر روزِ جزا اے کیفؔ گر یوں ہو تو بہتر ہے

الفت اے کیفؔ جسے شاہِؐ امم سے ہوگی
ٹکڑے زنجیرِ خطا میں قدم سے ہوگی
تم دکھا دو گے اگر عارضِ گلگوں اپنا

دونوں عالم میں رہائی اوسے غم سے ہوگی
تیری امت کی رہائی ترے دم سے ہوگی
قبر بھی بڑھکے مجھے باغِ ارم سے ہوگی

نیکیوں کی ہے جو سوکھی ہوئی کھیتی میری — یہ بھی سرسبز ترے ابرِ کرم سے ہو گی
کونسا ہے وہ کرم جو کہ نہ ہوگا تم سے — کونسی ہے وہ خطا جو کہ نہ ہم سے ہو گی
سرفرازی تو امت کی کھلے گی سرِ حشر — کہ یہ لپٹی ہوئی حضرت کے قدم سے ہو گی

چاہیئے کیفؔ مئے عشقِ محمدؐ مجھکو
میری سیری یہ کبھی ساغرِ جم سے ہو گی

ہے تو ہی باعثِ اسلام مدینے والے — اور شفاعت ہے تیرا کام مدینے والے
لب زبان کو زبانِ نطق کو خود چومتی ہے — کیا پیارا ہے تیرا نام مدینے والے
بج رہا ہے تیرے اسلام کا ڈنکا گھر گھر — دو جہاں میں ہے تیرا نام مدینے والے
پہلے اللہ کا جبریلؑ نے بھیجا ہے سلام — پھر دیا ہے تجھے پیغام مدینے والے
مجھپہ بھی خاص عنایت کی نظر ہو جائے — سب پہ رحمت ہے تیری عام مدینے والے
آئینگے امتِ عاصی کی مہم سر کرنے — زلف کا باندھے ہوئے لام مدینے والے
تیرہ بختو نہ شبِ گور کی ظلمت سے ڈرو — صبح کر دینگے یہی شام مدینے والے
گو ہیں بگڑے ہوئے بگڑے ہوئے رہنے کے نہیں — سب بنا دینگے میرے کام مدینے والے
کھوٹی چاندی ہی گناہوں کی تو پروا کیا ہے — دینگے اسکے بھی کھرے دام مدینے والے

کیفؔ کو بھی تو کوئی جامِ مئے عشق ملے
اے مرے ساقیِ اسلام مدینے والے

تمہیں لامکاں کی خبر لانے والے — تمہیں بھید آدھر کا ادھر لانے والے
خریدارِ خوشبوئے زلفِ نبیؐ ہوں — یہ سودا بھی لائے اگر لانے والے
وہ کیوں دل میں لانے لگے خوفِ محشر — جو ایمان ہیں آپ پر لانے والے
نہ مایوس ہو اس کی رحمت سے اے دل — ذرا خوف کر اے خطر لانے والے
ترے ہاتھ اور خاکِ پائے محمدؐ — خوشا قسمت اے خاک در لانے والے

عدو ہیں مرے نفس و ابلیس دونوں — یہی ہیں بلا میرے سر لانے والے
خدائی رہِ حق سے بھٹکی ہوئی تھی — تصدق ترے راہ پر لانے والے
مری مشکلیں بھی تو آساں کر دے — مرادیں زمانے کی بر لانے والے
وہ خیر البشر ہیں وہ نورِ خدا ہیں — زمیں پر فلک کی خبر لانے والے
کہا حال معراج حضرت نے جس دم — یقیں دل میں لائے مگر لانے والے

کہیں چھوڑ دیں کیفؔ دشتِ عرب میں
نہ لائیں مجھے میرے گھر لانے والے

مجھے حشر میں بخشوائے بنے گی — کہ بگڑی تمہارے بنائے بنے گی
چھڑانا ہے دامن تو غمخوارِ اُمت — مجھے قیدِ غم سے چھڑائے بنے گی
بجز دیدہ ہرگز نہ مانیں گی آنکھیں — تمہیں اپنا جلوہ دکھائے بنے گی
جو آئے گی محشر کی نوبت تو اُن کو — شفاعت کا ڈنکا بجائے بنے گی
نہیں مانتا ضعف کی جوششِ وحشت — ابھی دشتِ طیبہ کو جائے بنے گی
بُرا یا بھلا ہوں مگر آپ کا ہوں — مرے حال پر رحم کھائے بنے گی
یمِ معصیت کے تمہیں ناخدا ہو — مرا پار بیڑا لگائے بنے گی
دم اٹکے گا آنکھوں میں بہرِ نظارہ — دمِ نزع تشریف لائے بنے گی
چھپے گا نہ یوں تو کبھی مہرِ محشر — تمہیں رُخ سے پردہ اُٹھائے بنے گی

سرِ کوثر اے کیفؔ مجھ بادہ کش کو
اُنہیں رحم کھا کر پلائے بنے گی

نہ اب سے پھیلیں گے ہاتھ میرے جہاں میں اغنیا کے آگے
خدائی سے ہاتھ اُٹھا کے میں نے جھکائی گردن خدا کے آگے
اُنہیں کو شرم و حیا ہے میری وہیں مٹے گی یہ روسیاہی

چھپا کے منہ لے چلو مجھے بھی شفیع روز جزا کے آگے

یہ نفس عصیاں میں یوں پھنسا ہے ادھر ہیں گویا پڑا ہوا ہے
خطا کا پتلا کھڑا ہوا ہے جھکائے گردن عطا کے آگے

ہے اس کی گاہک تو رحمت اُسکی اسی کے ہاتھوں ہی اُسکی بگڑی ہی
یوں ہی تو بیٹھے ہوئے ہیں عاصی دُکانِ عصیاں لگا کے آگے

یہاں جو عصیاں کی حد نہیں ہے تو تیری رحمت میں کیا کمی ہے
یہ بات ایسی بڑی نہیں ہے کریم تیری عطا کے آگے

عجب کرم کی گھٹا چڑھی ہے کہ رحمت اُسکی برس پڑی ہے
گناہ گاروں کی صف کھڑی ہے کہیں صفِ بخطا کے آگے

قمر کے آگے ہوں جیسے تارے حضورِ خورشید ہوں شرارے
اسی طرح ہیں رسول سارے جناب خیر الوریٰ کے آگے

جو لوگ اُنکے بُرے بھلے ہیں سب ابر الطاف کے تلے ہیں
وہ اپنی اُمت کو لیچلے ہیں کریم سے بخشوا کے آگے

کھڑا ہوں گو کیفؔ سب سے پیچھے مگر سمجھتا ہوں دل میں اپنے
کہ اب پلاتے ہیں بھر کے ساغر قسیم کوثر بلا کے آگے

مجھ کو وہ پردہ بنایا یار نے
دل کو گھر اپنا بنایا یار نے
جام الفت کا پلایا یار نے
اپنے قابل جس کو پایا یار نے
اپنی صورت ہی پہ ہو کر شیفتہ
کون ہے کیا ہے کہاں ہے کس جگہ

جس سے منہ اپنا چھپایا یار نے
اور مجھے در در پھرایا یار نے
ظرف کیا میرا بنایا یار نے
اُس کی ہستی کو مٹایا یار نے
مجھ کو اپنا سا بنایا یار نے
کچھ نہ بھید اپنا بتایا یار نے

یہ سمجھتا ہوں کہ ہوں میں ہی کتاب
ہو کے اک صورت کے پردے میں نہاں
یار کا جلوہ ہی پردہ ہو گیا
بھول جاؤں میں تو ہے میری خطا
چاہنے والے کی ہے مٹی خراب
خاص اپنے جاننے کے واسطے

کیا سبق مجکو پڑھایا یار نے
سو طرح جلوہ دکھایا یار نے
رخ سے جب پردہ اٹھایا یار نے
پر مجھے کس دن بھلایا یار نے
مجھکو مٹی میں ملایا یار نے
مجھکو دیوانہ بنایا یار نے

بادۂ الفت پلا کر اے کیفؔ
کیف کو بیخود بنایا یار نے

ہو گئی مقبول دعا میری دعا سے پہلے
بخشدے مجکو بھیں روزِ جزا سے پہلے
ہوگا دیدارِ خدا روزِ جزا سے پہلے
کر چکے سب کی شفاعت شب معراج میں آپ
خلق میں اول مخلوق ہے وہ نورِ خدا
نام لیتا ہے دمِ مرگ جو مجرم اُن کا
غیر ممکن ہے گذر بام پہ بے زینہ کے
جو کہ ہیں تشنۂ دیدار قسیم کوثر
اے فرشتو مجھے دوزخ میں تو پھر لیجانا
پھر بس مرگ نہ آئے کوئی آفت مجھ پر
منفعل جرم پہ ہوتی ہے جو امت انکی

یہ سنا ہے کہ وہ سنتا ہے صدا سے پہلے
عفو کر دے مری تقصیر خطا سے پہلے
وہ مرے خواب میں آئیں گے قضا سے پہلے
ہو گیا ہے ہمیں آرام دوا سے پہلے
ہے خدا ہی فقط اُس نورِ خدا سے پہلے
مغفرت دوڑ کے آتی ہے قضا سے پہلے
چاہئے حُبِ نبی عشقِ خدا سے پہلے
شربت دید پئیں گے وہ پیاسے پہلے
پوچھ تو لو مرے آقا کی رضا سے پہلے
یا نبی تم اگر آجاؤ قضا سے پہلے
رحم اللہ کو آتا ہے حیا سے پہلے

اپنے ساقی سے کہونگا سرِ کوثر اے کیفؔ
دستِ الطاف سے بھر دو مرے کاسے پہلے

بتاتی ہے بوجہ معصیت کا دبال سر سے اُتارتی ہے
گناہگار و کدھر کدھر ہو چلو شفاعت پکارتی ہے

بلندی و پستیِ خدائی سمجھ میں اپنی ذرا نہ آئی
جو خلق کا ندے ہے چڑھا کے لائی دہی گھڑے میں اُتارتی ہے

اُنہیں کا رٹتی ہے نام ہر دم اُنہیں سے رکھتی ہی کام ہر دم
اُنہیں کا کلمہ کلام ہر دم اُنہیں کو اُمت پکارتی ہے

بنائے گی بیکسوں کی بگڑی کرے گی محشر میں سرپرستی
سیاہ کارو وہ خاص کنگھی جو اون کی زلفیں سنوارتی ہے

تجھی سے مہر کرم ہے روشن پھلا تجھی سے عطا کا گلشن
عروس رحمت کا خاص جوبن تری شفاعت اُبھارتی ہے

جو روئے آنسو بہا کے منہ پر ڈرے جو توبہ کو لا کے منہ پر
تو رحمت اسکی خطا کے منہ پر طمانچے بخشش کے مارتی ہے

چڑھاؤ پر رحمت نبیؐ ہے ہر ایک کی ہر جا حمایتی ہے
کسی کے پلہ پہ تل رہی ہے کسی کو پل سے اُتارتی ہے

مقیم تھے جسم ناتواں میں پلے تھے آبادی جہاں میں
لگا کے دل اس بھرے مکاں میں وہ روح تنہا سدھارتی ہے

کہے یہ دوزخ سے کیف کوئی کہ اُنکی اُمت سے کیسی گرمی
یہاں گلے گی نہ دال اُس کی عبث وہ شیخی بگھارتی ہے

رحمت ہے عام خاص گنہگار کے لئے
درکار خاک پا ہے دل زار کے لئے
دیدار حق ہے طالب دیدار کے لئے

یہ جیت ہے ازل سے اسی ہار کیلئے
اکسیر چاہیئے ترے بیمار کے لئے
جنت ہی تیرے عاشقِ رخسار کے لئے

دونوں جہاں ہیں احمدؐ مختار کے لئے
کل کائنات ہے مری سرکار کے لئے

دریا بنا ہے چشمۂ دینِ محمدی
دوزخ کی آگ بجھ گئی دیندار کے لئے

عشقِ خدا کے واسطے حسنِ رسولؐ ہو
ایسی ہی گل چاہئے اس پیار کے لئے

ہو دل میں درد ورد میں یادِ رسولؐ ہو
یہ چاشنی ہے لذت آزار کے لئے

رحمت یہ کہہ رہی ہے خدائے کریم سے
جنت سجائی جائے گنہگار کے لئے

آنکھوں میں بھر کے اشک کی صورت پئیں گے ہم
پیالے یہی ہیں شربت دیدار کے لئے

اللہ رے رسول کی روشن بیانیاں
ہر بات آفتاب ہے گفتار کے لئے

سامانِ خلد بخشش خلقت ہجوم حشر
یہ سب جلوس ہیں ترے دیدار کے لئے

حورانِ عین تو کیا ہیں جناب مسیحؑ تک
آنکھیں بچھائیں گے ترے بیمار کے لئے

نورِ کرم بھی ظلمت عصیاں کے ساتھ ہے
یہ چاندنی ہے میری شب تار کے لئے

واں منتظر کلیمؑ لقائے خدا کے تھے
مشتاق یاں خدا ترے دیدار کے لئے

بیچین ہیں وہ امت عاصی کے واسطے
رحمت تڑپ رہی ہے گنہگار کے لئے

ہو کر گناہگار جو مایوس فضل ہو
بڑھ کر خطا سے ہے یہ خطاوار کے لئے

کیا نام مصطفیٰؐ کا مزہ لب پہ رہ گیا
بوسے زباں نے کیوں لب اظہار کے لئے

پی کر شراب عشق نبی کہہ رہا ہے کیف
یہ مے بہت مفید ہے میخوار کے لئے

ہے چشم حق تو سوئے پیمبرؐ لگی ہوئی
اور انکی چشم لطف ہے امت پہ لگی ہوئی

ہے عاصیوں پہ چشم پیمبرؐ لگی ہوئی
رحمت بھی ہے خطا کے برابر لگی ہوئی

ہے سب کو یاد روئے پیمبرؐ لگی ہوئی
لو ایک شمع کی ہے یہ گھر گھر لگی ہوئی

ہر دم زباں پہ ساقی کوثر کا نام ہے
تسنیم ہے لبوں سے برابر لگی ہوئی

میں بھی گدا ہوں مجکو بھی ملجائے کچھ حضورؐ
نیت ہے میری خوانِ کرم پر لگی ہوئی

پایا ہے مرسلوں نے شرف تیری ذات سے
وہ اُنکی زلف بہر شفاعت بکھر گئی
دلمیں کسک کسک ہیں چمک ہو تو لطف ہے
سینے میں دلمیں جانمیں جگر میں ہو سوز عشق
ہر اک کے دل پہ نقش ہے کلمہ رسولؐ کا
آنسو بہا رہے ہیں وہ امت کیواسطے
آتے نہ راہ حق پہ مسلمان کس طرح

کرسی ہے تیری عرش کے اوپر لگی ہوئی
رکھے گی اب نہ بال برابر لگی ہوئی
ہو چوٹ اور چوٹ کے اندر لگی ہوئی
چاروں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی
اس مہر کی تو چھاپ ہے گھر گھر لگی ہوئی
رحمت کی اک جھڑی ہے برابر لگی ہوئی
اُن کو ازل سے تھی تری ٹھوکر لگی ہوئی

گو چُپ ہے کیف ساقی کوثر کے سامنے
لیکن نظر ہے جانب ساغر لگی ہوئی

سب امتی تمھارے تمھیں جان جائینگے
جو لوگ ذات شاہ اُمم جان جائینگے
ذات رسولؐ پاک تو گنج مراد ہے
ملتا ہے جسکے نام سے سامانِ مغفرت
اس آفتاب چرخ ہدایت کے سامنے
پردہ رہا تو خاک اڑانے کا لطف کیا
گردن جھکا کے پھر دم تسلیم ورنہ پھر
خضوان کہے گا یوں تری امت کو دیکھکر
لے گی بلائیں نام محمدؐ کی تو اگر
انکار دیں سے کچھ شہ دیں کا نجائے گا
مہر خطا کی دہوپ اس امت پہ دیکھکر
اُس رُخ کی یاد بعد فنا بھی نہ جائیگی

ذرے سب آفتاب کو پہچان جائیں گے
حق تو یہ ہے کہ حق کو وہ پہچان جائیں گے
بیکار کس طرح مرے ارمان جائیں گے
ہم اُسکے در پہ لینے یہ سامان جائیں گے
کافر بھی آئیں گے تو مسلمان جائیں گے
ہم اس گلی میں چاک گریبان جائیں گے
خالی نماز عشق کے ارکان جائیں گے
پہلے بہشت میں یہ مسلمان جائیں گے
تو اے زبان ہم ترے قربان جائیں گے
اے منکرو تمہارے ہی ایمان جائیں گے
رحمت کے شامیانے ملک تان جائیں گے
ہم ساتھ لیکے قبر میں قرآن جائیں گے

جبتک کہ جا نہ لیگی سب امت بہشت میں
تب تک نہ خلد میں شہِ ذیشان جائیں گے

سوئے مدینہ کوئی نہ کوئی تو جائے گا
گر میں نہ جاؤنگا تو مرے دھیان جائیں گے

اے کیفؔ جاؤں گا سر کوثر تو دیکھنا
اس بھیڑ میں بھی وہ مجھے پہچان جائیں گے

حق بنائے دو جہاں جسکی خوشی کے واسطے
وہ نبی اور غم ہے ہر امتی کے واسطے

تو نے یہ سب کچھ بنایا جس نبیؐ کے واسطے
یا الٰہی دے مجھے سب کچھ اسی کے واسطے

امت عصیاں کی خاطر یوں ہے وہ نور خدا
مہر ہے جیسے فلک پر روشنی کے واسطے

رحمت عالم کو بھیجا جرم کاروں کے لئے
حق نے بھیجی غیب سے نیکی بدی کے واسطے

گلشنِ شانِ شفاعت ہو کہ گلزارِ کرم
ہیں یہ گلشن تیرے دامن کی کلی کے واسطے

دیکھنا اے عاصیو ہمدرد ہی خیر الوریٰ
عمر بھر روتے رہے ہر امتی کے واسطے

ہو گئی راحت مری میرے لئے ایذا حضورؐ
درد دل اٹھتا ہے امید دلی کیواسطے

مجرموں کو سرخرو اُنکی شفاعت نے کیا
بن گئی غازہ رخِ شرمندگی کے واسطے

پا کے بد مجکو دعائے نیک کرتے ہیں حضورؐ
خوش نصیبی ہے مری بد قسمتی کے واسطے

کیا عجب ہے گر تری شانِ کریمی یوں کہے
خلد ہو ایک ایک ہر ہر دوزخی کے واسطے

دل مرا بھرتا ہے ہر دم دم تری یکتائی کا
ہے مئے وحدت اسی ظرف تنگی کے واسطے

آنکھ اس بحرِ کرم کی تشنۂ دیدار ہے
ایک دریا چاہیئے اس تشنگی کے واسطے

خلد حوریں بخششِ امت زمین و آسماں
حق نے کیا کیا کچھ کیا تیری خوشی کے واسطے

کیفؔ کیا پینا شرابِ عشق کا آسان ہے
ظرف عالی چاہیئے اس میکشی کے واسطے

مرحبا سرورِ دیں نیک خو کملی والے
مجھ سے یہ رو کی ہے شرم آپکو کملی والے

نگہ لطف دو عالم میں مجھے کافی ہے
ایک نظر بہر خدا دیکھ لو کملی والے

بال بال امت عاصی کا جو مجرم ہے تو ہو
بخشوائیں گے اسی کو تو وہ کملی والے

مجھسے بڑھکر کوئی دنیا میں سیہ کار نہیں
مری محشر میں خبر لیجیو کملی والے

میں سیہ کار دم حشر جو عریاں اُٹھوں
اپنی کملی میں چھپا لیجیو کملی والے

خلق کیا اُن پہ تو خلاق بھی پڑھتا ہے درود
وہ محمدؐ ہیں مدینہ میں جو کملی والے

ظلمت کفر مٹائی ہے جہاں سے جس نے
وہ تمہیں باعثِ اسلام ہو کملی والے

انکی کملی نہیں رحمت کی گھٹا ہے کالی
اور سراپا یم رحمت ہیں وہ کملی والے

ہر سیہ رو کو ہے اُمید شفاعت اُن سے
شافع روز قیامت ہیں جو کملی والے

تیرہ بختی نے بلاؤں میں پھنسا رکھا ہے
جلد پہنچو مری امداد کو کملی والے

یہ سیہ مست ہے اور تم ہو قسیم کوثر
کیفؔ کو بھی تو کوئی جام دو کملی والے

حضورؐ اس شکل اس جسم مبارک سے وہاں پہونچے
کسی صورت نہ شرکت کا جہاں نام ونشاں پہونچے

زمیں سے آسماں پر اور مکاں سے لامکاں پہونچے
شب اسرا کہاں سے آپ دم بھر میں کہاں پہونچے

نکل کر جسم سے طیبہ کو جانِ ناتواں پہونچے
قفس سے چھوٹ کر بلبل الٰہی بوستاں پہونچے

تمہارے جلوۂ ذاتی کو کب مخلوق نے دیکھا
تمہاری شانِ والا تک کہاں وہم وگماں پہونچے

ارادہ سے کہیں پہلے مکاں پر لوٹ کر آئے
تصور سے کہیں پہلے میانِ لامکاں پہونچے

خیال اُس چاند سے رُخ کا سوا ہے ماہ کامل سے

دلِ صد چاک کے رتبہ کو کس صورت کتاں پہونچے
جب آتے تھے یہی کہتے ہوئے جبریلؑ آتے تھے
سلام اللہ کا تجھ پر شفیعِ عاصیاں پہونچے
بری ہے سختیِ قہرِ الٰہی سے تری اُمت
یہ آئینہ نہیں وہ جس کو پتھر سے زیاں پہونچے
ہمارا نفع ٹھیرایا خدا نے اُن کی صورت کو
جو پہونچے بھی تو کس صورت سے پھر ہمکو زیاں پہونچے
رہے تیری طرح چکر میں گو دن رات جیتے جی
مگر افسوس طیبہ تک نہ ہم اسے آسماں پہونچے
کہاں تو اور کہاں نعتِ نبیؐ اے کیفؔ دیوانے
خدا کی مدح کو انسان کی مدحت کہاں پہونچے

جو کام آپ کی بے رضا ہو رہا ہے
بُرا کر رہا ہوں بُرا ہو رہا ہے
فدا جس نبیؐ پر خدا ہو رہا ہے
وہ امت پر اپنی فدا ہو رہا ہے
دو عالم میں یہ غلغلہ ہو رہا ہے
محمدؐ پہ پیارا خدا ہو رہا ہے
کہیں ذکرِ خیر البشر بزم میں ہے
کہیں شورِ صلِّ علیٰ ہو رہا ہے
طبیبِ مریضانِ عصیاں ہیں احمد
درِ پاک دار الشفا ہو رہا ہے
مدد کر مدد اے طبیبِ دو عالم
مرا درد دل لا دوا ہو رہا ہے
ادھر امتی امتی کی صدا ہے
اُدھر مرحبا مرحبا ہو رہا ہے
گنہگار ہر سمت خوش ہو رہے ہیں
شفاعت کا غل جا بجا ہو رہا ہے
کیا تھا جو معراج کی شب نبیؐ سے
وہ محشر میں وعدہ وفا ہو رہا ہے
جو کہتے ہو تم وہ ہی کرتا ہے خالق
جہاں میں تمہارا کہا ہو رہا ہے

ملایک یہ کہتے تھے معراج کی شب | خدا جانے خلوت میں کیا ہو رہا ہے

مئے معصیت سے ہو کس طرح تائب
ابھی کیف تم کو نشہ ہو رہا ہے

خدا کی شان اُس کو عاصیوں پر پیار آتا ہے
کہ جس پر پیار خود خالق کو سو سو بار آتا ہے

بشر کیا ہے خدا کو اُس بشر پر پیار آتا ہے
لبوں پر جس کے نامِ احمدِ مختار آتا ہے

سرِ محشر شفاعت کے لئے میدانِ محشر میں
جو آتا ہے وہ سوئے احمدِ مختار آتا ہے

شفاعت کو وہ یوں روتے ہوئے آئیں گے محشر میں
اُمنڈ کر جس طرح سے ابرِ دریا بار آتا ہے

دوائے دردِ عصیاں آپ ہی کے در سے ملتی ہے
کہ اچھا ہو کے وہ جاتا ہے جو بیمار آتا ہے

کسی کی فہم میں شانِ محمد آ نہیں سکتی
بشر کے ہاتھ کب گنجینۂ اسرار آتا ہے

بندھا تا ہے سیہ کاروں کو کیا کیا آس جنت کی
لٹک کر رُخ پہ جب وہ گیسوئے خمدار آتا ہے

ہوائے شوق طیبہ میں اُڑا جاتا ہے دیوانہ
پری بن کر تمہارا طالب دیدار آتا ہے

نگاہِ شوق اُس رخ کی طرف جاتی ہے رہ رہ کر
تڑپ کر شمع پر پروانہ سو سو بار آتا ہے

ازل ہی سے خطائیں بخشدیں حق نے اس اُمت کی
یہاں بخشش کا پٹہ لیکے عصیاں کار آتا ہے
بدل دیتے ہو تم سب کی بُرائی کو بھلائی سے
کہ ہو کر نیک وہ جاتا ہے جو بدکار آتا ہے
یہ کیف اس طرح سے جائے گا سوئے ساقی کوثر
خوشی سے میکدے میں جس طرح میخوار آتا ہے

ڈال رکھی ہے شفاعت نے بنا بخشش کی
ہے سراپائے محمد کہ وجود رحمت
بیٹھتے ہیں تو بٹھا دیتے ہیں گرد عصیاں
سربلندی محمد ہے کہ اوج وحدت
ہر گنہگار کا کیوں کر نہ کھلے غنچۂ دل
رات دن امت عاصی کا قلق رہتا تھا
دردمندان خطا کیوں نہ مدینہ جائیں
خود گناہوں کے نکرنے سے پشیماں ہونگے

بانغ تقصیر میں چلتی ہے ہوا بخشش کی
ہے یہ مرضیٔ شفاعت کہ رضا بخشش کی
اور جو اُٹھتے ہیں تو اٹھتی ہے گھٹا بخشش کی
نیچی نیچی ہیں نگاہیں کہ حیا بخشش کی
آتی ہے باغ شفاعت سے ہوا بخشش کی
رات دن مانگتے رہتے تھے دعا بخشش کی
اس شفاخانہ سے ملتی ہے دوا بخشش کی
شان دیکھیں گے اگر اہل خطا بخشش کی

کان دھر کر جو سُنے گا کوئی ذکر احمد
آئے گی غیب سے اے کیف صدا بخشش کی

تعظیم جس نے کی ہے محمد کے نام کی
کرسی ہے عرش اک ترے ادنیٰ مقام کی
کھاتا ہوں دھوم سنکے ترے لطف عام کی
بھیجوں گا نذر اُس شہِ عالی مقام کی
دیدار حق تو ختم رسل کے لئے ہی تھا

حق نے اُسی پہ آتشِ دوزخ حرام کی
کونین دو صفیں ترے دربار عام کی
یہ شے ہے خاص مجھسے نکموں کی کام کی
ڈالی لگا رہا ہوں درود و سلام کی
تھی تم کو اے کلیم اجازت کلام کی

جو اُن کا نام لے وہی جنت خدا سے لے
خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی

سچا ہے تو رسولؐ ہے شاہد کلامِ حق
شاہد تری زباں ہے خدا کے کلام کی

بھیجا کبھی خدا نے نہ پیغام بے سلام
کیا شان ہے رسول علیہ السلام کی

پہلے شروع کر کے تمہارے ہی نور سے
اور حق نے پھر تمہیں پہ نبوت تمام کی

خلقت تو تیرے نام پہ دیتی ہے جان و مال
تو دے مجھے بہشت محمدؐ کے نام کی

تیرے مقام کا تو خدا ہی کو علم ہے
جنت تو ہے جگہ ترے ادنیٰ غلام کی

دوزخ میں ہم کو لے ہی چلے تھے ہمارے جرم
لیکن حضورؐ تم نے بڑی روک تھام کی

افعال پر نظر تو فرشتوں نے کی مگر
قسمت نہ دیکھی امت خیر الانام کی

لکھا گیا ہے دفترِ بخشش میں اُن کا نام
ہے جن کے پاس مہر محمدؐ کے نام کی

تا زیست یادِ ساقیِ کوثر نہ جانے پائے
اے کیفؔ دھن لگی رہی کوثر کے جام کی

سزا گناہ کی اہلِ خطا سے دور رہے
یہ آفت امت خیر الوریٰ سے دور رہے

پھرے جو سرورِ دیں سے گئے وہ دوزخ میں
ہوئے وہ غرق جو اس ناخدا سے دور رہے

خدا کے پاس ہیں وہ اور خدا ہے پاس اُنکے
وہ آشنا نہیں جو آشنا سے دور رہے

گئے جو پاس تمہارے خدا کے پاس گئے
جو تم سے دور رہے وہ خدا سے دور رہے

لیا جو نام محمدؐ تو سرد کر دیں گے
ذرا جحیم ہماری ہوا سے دور رہے

شکم پہ اس لئے باندھے حضورؐ نے پتھر
کہ خلق سختیِ روزِ جزا سے دور رہے

نہ آنے پائے کبھی اُن کے پاس کوئی بلا
اسیرِ زلفِ نبیؐ ہر بلا سے دور رہے

جو اُنکے پاس گیا میں تو یوں کروں گا عرض
کہ نیک کام مجھی پر خطا سے دور رہے

وہ ٹوٹیں پاؤں نہ جو پا ہوں جو مدینہ گئے
وہ پھوٹے سر جو درِ مصطفےٰ سے دور رہے

نہ پاس توشۂ عقبیٰ نہ آبروئے نُہم
ہم اپنے شہر سے بھوکے پیاسے دور رہے

یہ کیفؔ تم سے رہے دور دائے ناکامی

مریض عیسیٰ معجز نما سے دور ہے

ہے نبوت تو ہر نبی کے لئے
پر شفاعت ہے آپ ہی کے لئے

دونوں عالم ہوں جس نبیؐ کے لئے
وہ سہے غم ہر اُمتی کے لئے

جو کہ شیدائے روئے احمدؐ ہے
باغ فردوس ہے اسی کے لئے

عیب امت چھپائے جاتے ہو
تم ہو پردہ برہنگی کے لئے

نور احمد ملا تو آدمؑ کو
یہ امانت بھی آدمی کے لئے

ظلمت کفر کھوتے آئے ہو تم
چاند نکلا ہے روشنی کے لئے

رتبے سارے سوا نبوت کے
سب ہیں اس امت نبیؐ کے لئے

بخشوا لوگے جُرم امت کے
تم ہو نیکی ہر اک بدی کے لئے

بادۂ الفت نبیؐ بیکر ڈ
کیف نے لطف بیخودی کے لئے

یہی اول یہی آخر یہی یوں بھی ہے اور یوں بھی
خدا کی شان ہے ذات نبیؐ یوں بھی ہے اور یوں بھی

یہی ماہ دو ہفتہ ہے یہی خورشید روشن ہے
تمہارے عارضوں کی روشنی یوں بھی ہے اور یوں بھی

محمدؐ شافع محشر خدا ہے بخشنے والا
بہر صورت یہ امت جنتی یوں بھی ہے اور یوں بھی

بُرا ہوں جب تمہارا ہوں بھلا ہوں جب تمہارا ہوں
غرض شرم و حیا تم کو مری یوں بھی ہے اور یوں بھی

ہر اک پردہ میں ہر جا پر نہاں بھی ہے عیاں بھی ہے
خدائی بھر میں نور احمدی یوں بھی ہے اور یوں بھی

یہی ہے زینتِ کثرت یہی ہے مظہرِ وحدت
یہی حسن حبیب ایزدی یوں بھی ہے اور یوں بھی

اگر ہو نیک یا بد ہو مگر تم ہو تو حضرت کے
مسلمانوں تمہاری بہتری یوں بھی ہے اور یوں بھی

شفاعت کام حضرت کا ترا لاتقنطوا فرماں
ہمیں تو آس بخشش کی قوی یوں بھی ہے اور یوں بھی

یہ اُن کے ساتھ جائے خلد میں یا نام سے اُن کے
اس امت کی صدا پروانگی یوں بھی ہے اور یوں بھی

گنہگاروں کے ہیں غمخوار اور خوش بیگناہوں سے
غرض ہم پر عنایت آپ کی یوں بھی ہے اور یوں بھی

غضب سے بھی ڈرو اور فضل کی امید بھی رکھو
کلام اللہ میں حکم ایزدی یوں بھی ہے اور یوں بھی

نہ در کا ہے نہ گھر کا ہے نہ دُنیا کا نہ عقبیٰ کا
حضور اس کیف کی قسمت بڑی یوں بھی ہے اور یوں بھی

رضائے خدا بھی اُدھر ہو گئی
محمدؐ کی مرضی جدھر ہو گئی

عیاں ہو کے بخشش اُدھر ہو گئی
تمہاری شفاعت جدھر ہو گئی

کیا کفر کو دین سے تم نے دور
خدائی ادہر سے اُدھر ہو گئی

نگاہِ کرم پر وہی چڑھ گیا
عنایت کی جس پر نظر ہو گئی

بچاتی ہے قہرِ خدا سے ہمیں
تمہاری شفاعت سپر ہو گئی

محمدؐ کے رخ سے نقاب اُٹھ گیا
ضیا پر کرم جلوہ گر ہو گئی

اس آئینہ رخ کا آیا جو دھیان
تو قلعی خود ایمان پر ہو گئی

وہ مہرِ کرم مہرباں ہو گیا | شب معصیت کی سحر ہو گئی

میں اے کیفؔ کیا ہوں مری روح بھی
فدا آپ کے نام پر ہو گئی

خدا ہونا خدا کا جسطرح جانا خدائی نے
خدا کو جس طرح سے اپنا گردنا خدائی نے
کلام حق کو جس صورت سے حق جانا خدائی نے
نہ دیکھا پر خدا کو بالیقیں جانا خدائی نے
سلامی ہے ترا کونین تو شاہِ دو عالم ہے
خدا ہے جاننے والا خدائی ماننے والی
ہر اک جا دیکھلے لکھا ہوا کلمہ محمدؐ کا
تمہیں دیکھا خدائی نے تو بس اللہ کو دیکھا
حصارِ عافیت کُل کیلئے ہے دم قدم تیرا
نہ ہوتے تم تو حق کو بھی نہیں پہچانتا کوئی

نبی کی بھی نبوت کو یوں ہی مانا خدائی نے
نبیؐ کو بھی یوں ہی سمجھا نہ بیگانا خدائی نے
اسی صورت سے سمجھا اُن کا فرمانا خدائی نے
تمہیں آنکھوں سے دیکھا اور نہ پہچانا خدائی نے
کہاں دیکھا ترا دربار شاہانا خدائی نے
تمہیں جانا خدا نے اور تمہیں مانا خدائی نے
نہ دیکھا ہوا گر بخشش کا پروانہ خدائی نے
تمہیں مانا تو بس اللہ کو مانا خدائی نے
عجب پایا ترا الطف کریمانہ خدائی نے
خدا کو بھی تمہارے مُنہ سے پہچانا خدائی نے

خدا کے نور کو انساں اگر سمجھا تو کیا سمجھا
اُنہیں اے کیفؔ یہ جانا تو کیا جانا خدائی نے

مکان ولامکاں دونوں مکانِ مصطفےٰ نکلے
کبھی اُس گھر میں جا ٹھیرے کبھی اس گھر میں آ نکلے
زباں سے یا محمدؐ یا محمدؐ مصطفےٰ نکلے
بدن کے رونگٹوں سے دمبدم صل علیٰ نکلے
عدیم المثل کس صورت نہ ذاتِ مصطفےٰ نکلے
خدائی دوسری پھر ہو تو اُن سا دوسرا نکلے

جلا سکتا نہیں دوزخ دل پر داغ امت کا
یہی وہ باغ ہے جو آگ میں رہکر ہرا نکلے

خدا کی مغفرت محشر میں استقبال کو آئی
شفاعت کے لئے جب شافع روز جزا نکلے

اگر کلمہ پڑھے ہے اُن کا تو کافر بھی مسلماں ہو
یہی تو ہے وہ گھر جس میں بُرا آئے بھلا نکلے

اُنہیں ہر شکل میں پایا اُنہیں ہر رنگ میں دیکھا
ہر ایک پردہ میں حضرت ہی کے جلوے جا بجا نکلے

حقیقت میں مسلمانوں یہ حضرت ہی کا صدقہ ہے
کہ واں مقبول ہو جائے یہاں مُنہ سے دعا نکلے

سُنوں جو ذکر یارب اُس کو ذکرِ مصطفےٰ سمجھوں
کہوں جو بات مُنہ سے خود بخود صل علیٰ نکلے

وہ رب ہے جو خدا ہو کر تمہارا شیفتہ نکلا
وہ تم ہو جو بشر ہو کر خدا کا مدعا نکلے

رسولوں میں رسول ایسے کہ فخر انبیا ٹھیرے
جمیلوں میں جمیل ایسے کہ محبوب خدا نکلے

سمجھ میں کچھ نہیں آتا تمہیں سمجھوں تو کیا سمجھوں
تمہیں عبد خدا ٹھیرے تمہیں نور خدا نکلے

نہ جائے دل سے عشق مصطفےٰ ای کیف جیتے جی
شراب پاک سے ہر وقت یہ ساغر بھرا نکلے

فروغ نور سے کونین غش ابھی ہو جائے
جو بے نقاب جمال محمدی ہو جائے

الٰہی دین کو دنیا میں یہ ترقی ہو
کہ سب خدائی میں دینِ محمدی ہو جائے

ہوئی ہے ختم نبوت مرے حضور پہ یوں
کہ بیحد اوج پہ حلقہ پیمبری ہو جائے

اُس آفتاب کرم کے ظہور سے حق کی
غرض یہ تھی کہ دو عالم میں روشنی ہو جائے

تمہارے ذکر میں ہو زندگی اگر پوری
تو خاتمہ مرا بالخیر یا نبی ہو جائے

جو ہو کرم تو سیاہ کار ابھی پھلیں پھولیں
جو مینھ پڑے تو یہ کھیتی ابھی ہری ہو جائے

یہ آ رہی ہے صدا کشورِ محمد سے
جو اس دیار میں آئے وہ جنتی ہو جائے

الٰہی دے مجھے توفیق نیک کاموں کی
کہیں نہ مجھ پہ مسلط مری بدی ہو جائے

نہ کیوں ہو اپنی حقیقت پہ ناز آدم کو
کہ ربِ خلق کا محبوب آدمی ہو جائے

رہا وہ ماہِ عرب یوں زمیں میں بعد وفات
کہ تیرہ کاروں کی قبروں میں روشنی ہو جائے

تمہارے دین سے کافر بھی مرد مومن ہو
تمہارے نام سے ناری بھی جنتی ہو جائے

پلِ صراط پہ عاصی اُڑے ہوئے جائیں
الٰہی امتِ خیر الوریٰ بری ہو جائے

کرم کر امتِ خیر الوریٰ پہ کیف سمیت
دعا الٰہی یہ مقبول آج ہی ہو جائے

جائیں گے ہم یوں سوئے خیر البشر دوڑے ہوئے
جیسے آتے ہیں پتنگے شمع پر دوڑے ہوئے

منکرو دیکھو کہ اقرار نبوت کے لئے
حکم پاتے تھے تو آتے تھے شجر دوڑے ہوئے

پاؤں کیسے تیز اُٹھتے ہیں برائی کی طرف
دیکھنا ہم لوگ جاتے ہیں کدھر دوڑے ہوئے

آپ کی امت پہ رحمت کیوں نہ برسے ہر طرف
پھر رہے ہیں چار جانب ابر تر دوڑے ہوئے

جیسے ماں بیٹے کو ڈھونڈھے یوں ہی اس امت کیلئے
خود پھریں گے حشر میں خیر البشر دوڑے ہوئے

اُن کی چشم لطف کا ہوگا اگر ایما تو پھر
پل پہ عاصی جائیں گے مثل نظر دوڑے ہوئے

پاس اُن کے رات دن لیلے کے پیغام خدا
آتے تھے روح الامیں شام و سحر دوڑے ہوئے

کھا گئے چکر تمہارے عارض پر نور پر
رات دن پھرتے ہیں یوں شمس و قمر دوڑے ہوئے

ذکر ہوتا ہے جد ہر اے دل میں پڑا پکا
آدمی کی طرح سے فریاد کو پاس آپ گئے

آتے ہیں افلاک سے قدسی اُدھر دوڑے ہوئے
دور سے آتے تھے اکثر جانور دوڑے ہوئے

دم نہ لیں گے اب کہیں اے کیف جز ملک عدم
دھیرے دھیرے آئے تھے جاتے ہیں گھر دوڑے ہوئے

ہو گئے امّت میں ہوئے ہیں جو پیمبر والے
سچ تو یوں ہے کہ بڑے ہیں وہ مقدر والے

بال بھر بل نہ رہے حضرت امت میں ڈھ
اس لئے بال محمدؐ کے ہیں گھونگر والے

دو گھٹائیں ہیں کرم کی تیرے دونوں گیسو
دونوں عارض ترے دو مہر برابر والے

حشر میں پار لگائیں گے ہمارا بیڑا
وہ رسولؐ مدنی سات سمندر والے

اُن کی غربت بھی دو عالم کی شہنشاہ رہی
وہ ہی بے ملک رہے اور وہی کشور والے

حشر میں چاہے گا ایک ایک ہماری بخشش
شافع روز جزا ہیں ترے سب گھر والے

حکم ہوگا یہ خدا کا سرِ کوثر اے کیف
پیشتر سب سے پئیں ساقیؐ کوثر والے

الٰہی سر میں سمائے ہوا مدینے کی
سوا بدی کے نہ کی میں نے ایک بھی نیکی
پسند اسکو تو محبوب ایزدی لئے کی

دعا یہ ہے مجھے وحشت بھی ہو قرینے کی
حضور شرم تمہیں کو ہے مجھ کمینے کی
فلک سے کیوں نہو اونچی زمیں مدینے کی

تمہارے دم سے ہے اسلام کو شرف حاصل
تمہارے نام سے عزت ہے اس نگینے کی

جو تم نہ چاہو تو یاں کچھ نہیں بدی کے سوا
جو چاہو تم تو بنے میری ہر بدی نیکی

وہی گلی مہک اوٹھتی جدھر وہ جاتے تھے
تھی نہ بوئے عطرت قدرت مہک پسینے کی

تمام علم خدا ہے تمہارے سینہ میں
بیاں کیا ہو حقیقت تمہارے سینے کی

تمہارا بام تو اونچا ہے عرش سے بجد
ہے یہ تو پہلی ہی سیڑھی تمہارے زینے کی

تمہارے ذکر میں مر جاؤں یہ تمنا ہے
تمہاری یاد میں پوری ہو عمر جینے کی

سیاہ کار فقط زندہ دل تمہیں سے ہیں
ہوا ہے حضور تمہیں جان اس نگینے کی

اُس امتی کی ہوا خواہ ہو گئی جنت
جسے ذرا بھی ہوا چھو گئی مدینے کی

عزیز رکھتے ہیں عشاق کوچۂ معشوق
خدا کو کیوں نہ ہو پیاری گلی مدینے کی

ظہور حضرت آدمؑ سے بھی کہیں پہلے
نبوت آپ ہی نورِ محمدؐی لینے کی

ہے جن کا نام دو عالم میں دین اور ایماں
یہ رسمیں ہیں ترے دربار کے قرینے کی

ہے جزو جزو پہ تیرا جدا جدا سکہ
ہے مہر کل پہ ترے نام کے نگینے کی

ہے تار تار مرا رختِ بندگی مولا
رفو کی اسمیں جگہ ہے کہیں نہ سینے کی

بشر مدینے کے عطرِ سہاگ کے بدلے
دُلہن کے ملتے تھے خوشبو ترے پسینے کی

ور حضور پہ مرنا ہے زندگی سے سوا
مروں وہاں تو نکل آئے شکل جینے کی

مرے خمیر میں ہے عشقِ احمدی ہی کیف
ازل سے ہے مری عادت شراب پینے کی

یہ لازم ہے رکھے دلمیں بشر الفت محمدؐ کی
کہ دلوا دیتی ہے جنت میں گھر الفت محمدؐ کی

وہی انسان مومن ہے وہی ایمان والا ہے
جسے ہے جان سے افزود تر الفت محمدؐ کی

یہی دونوں ہر اک کے دو جہانیں کام آتے ہیں
ادہر کلمہ محمدؐ کا ادہر الفت محمدؐ کی

خدا بھی خود ہوا ظاہر محمدؐ ہی کی خاطر سے
یہ دیکھو ہے خدا کو کس قدر الفت محمدؐ کی

عبادت سے جو بڑھکر ہو ریاضت سے جو افضل ہو
نہیں ہے کوئی شے ایسی مگر الفت محمدؐ کی

محمدؐ تھے ازل سے پیشتر محبوب خالق کے
خدا کو تھی ازل سے پیشتر الفت محمدؐ کی

دیا پھل حق نے بخشش کا محبان محمدؐ کو
شجر کی طرح یہ لائی ثمر الفت محمدؐ کی

بنا ہے مرہم زخم خطا صدقہ محمدؐ کا
نبی ہے داروئے درد جگر الفت محمدؐ کی

خوشا وہ سر کہ جس سر میں ہے سودا محمدؐ کا
خوشا وہ دل کرے جس دل میں گھر الفت محمدؐ کی

جو اے لوگو دعا مانگو تو حق سے یہ دعا مانگو
نہ نکلے دل سے یارب عمر بھر الفت محمدؐ کی

کبھی اسکو خدا اے کیفؔ دوزخ میں ڈالیگا
ذرا بھی کر گئی جس دل میں گھر الفت محمدؐ کی

کس جرم کار کے لئے تم نے دعا نہ کی
وہ کونسا مریض ہے جس کی دوا نہ کی

مفلس رہا وہ سرور دنیا و دیں مگر
دنیا کے مال و زر پہ توجہ ذرا نہ کی

کس امتی کی حشر میں آکر خبر نہ لی
امداد کس کی آپ نے روز جزا نہ کی

مایوس فضل سے نہ ہوا ہو کے جرم کار
لاکھوں کئے قصور مگر یہ خطا نہ کی

ڈوبا ہے مجھ سے آپکی امت کا نام بھی
اے بحر فضل کونسی میں نے خطا نہ کی

جو کچھ کہا خدا نے وہی تم نے کہدیا
اک بات بے اجازت حکم خدا نہ کی

ہیں ختم دو جہاں کی تمہیں پر فضیلتیں
تم کو خدا نے کون سی نعمت عطا نہ کی

ظاہر نہ کی بغیر شفاعت کرم کی شان
حق نے نجات خلق کی بے مصطفےٰ نہ کی

ستار خود رہا تری امت کا عیب پوش
ظاہر کہیں کسی پہ کسی کی خطا نہ کی

ق

اک روز کا ہے ذکر کہ مسجد میں تھے حضور
اور اک لعین نے یہ حرکت غائبانہ کی

اک اوجھلا کے پشت مقدس پہ رکھدیا
اس بے حیا نے حرمت خیر الوریٰ نہ کی

غلاظت سے گو کہ پیرہن پاک بھر گیا
جنبش مگر نماز خدا میں ذرا نہ کی

اللہ رے خلق واہ رے حلم محمدی
بعد نماز بھوں بھی تو میلی ذرا نہ کی

کیا کیا کئے نہ آپ پہ کفار نے ستم ‏— لیکن کسی کے حق میں کبھی بد دعا نہ کی

کس امتی کو کیا نہ دیا مغفرت کے بعد
اے **کیف** حق نے خاطر محبوب کیا نہ کی

ناجی کیا امت کو ترے دست دعا نے — کھولے ہیں اسی ہاتھ نے بخشش کے خزانے
وہ ہم ہیں کہ بیحد ہے کرم جن پہ تمہارا — وہ تم ہو کہ بیحد جسے چاہا ہے خدا نے
اسلام خدائی میں ترے آنے سے آیا — نقشہ یہ جمایا ترے نقشِ کفِ پا نے
رحمت سے سیہ کاروں کے چہرے ہوئے اوجلے — کایا سی مریضوں کی پلٹ دی ہے دوا نے
بخشش ہوئی امت کی شفاعت سے تمہاری — سرسبز کئے کھیت اسی ابرِ عطا نے
اللہ رے کرم شکل محمدؐ کی بنا کر — رحمت کی ہمیں شکل دکھائی ہے خدا نے
عاصی ہیں بہت ہاتھ تو خالی ہے ہمارا — پر حد سے ہیں بیحد تری رحمت کے خزانے
بخشش میں خطاؤں نے جو بل ڈالدئے تھے — وہ کھولدئے سب ترے گیسوئے رسا نے
بیشک وہی مردود ہے جو تم سے پھرا ہے — مومن ہے وہی جو تمہیں جانے تمہیں مانے
پایا نہ کسی کو تری تعریف کے قابل — کی اسلئے خود ہی تری تعریف خدا نے

اے **کیف** مئے عشقِ نبیؐ دلمیں بھری ہے
لبریز کیا ہے مرے ساغر کو خدا نے

ہوکے مجرم بھی بہشتی تری امت نکلی — غرق ہو کر بھی یہ کشتی تو سلامت نکلی
مظہرِ فضلِ خدا اُن کی شفاعت نکلی — اِسلئے فضل کی حقدار یہ اُمت نکلی
حق نے بھیجا ہے تمہیں رحمتِ عالم کر کے — خلق کے حال پہ اللہ کی رحمت نکلی
یوں تو اس اُمتِ عاصی کا ٹھکانہ ہی نہ تھا — اس کی حامی تو مگر اُن کی شفاعت نکلی
بخششِ اُمتِ عاصی کی سند تھی درکار — فردِ بخشش کی سند مہرِ نبوت نکلی
ہے اسی سے تو تری شانِ کریمی کی نمود — مری تقصیر ترے فضل کی شہرت نکلی

دب گیا زورِ شب کفر کی تاریکی کا
چاند بن کر جو ترے دین کی شوکت نکلی

دونوں عالم پہ اسی نام کا سکہ نکلا
دونوں عالم پہ محمد کی حکومت نکلی

کوئی کشتی نہ ہوئی پار ترے نام بغیر
تجھ سے بچ کر جو چلی کب وہ سلامت نکلی

ہم تو سنتے تھے کہ جنت فقط افلاک پہ ہے
اب جو دیکھا تو گلی بھی تری جنت نکلی

جو کہ لینے سے سوا ہو وہ خزانہ ہے یہی
بے زوال آپ کے اسلام کی دولت نکلی

نورِ احمد کو جو دیکھا تو ہر ایک چیز میں ہے
کل کی بنیاد محمد کی حقیقت نکلی

ہے سراپا ترا اللہ کی رحمت کا وجود
ہو بہو فضل کا نقشہ تری صورت نکلی

پھر گیا دفترِ عصیاں پہ سراسر پانی
بن کے دریا جو محمد کی شفاعت نکلی

چاند بن کر ترا کلمہ پسِ مردن آیا
چاندنی قبر میں کلمے کی بدولت نکلی

تجھ سے دولہا کو کہاں چھوڑ کے جاتی یہ برات
ساتھ ہی حشر میں تیرے تری امت نکلی

کیف جب خود سرِ کوثر وہ پلائیں گے شراب
تو کہوں گا کہ حضور اب مری حسرت نکلی

تمہاری امت میں ہم ہوئے ہیں ہماری بیشک نجات ہوگی
تمہیں وہ دولہا ہو ساتھ جس کے تمام امت برات ہوگی

وہ روزِ محشر شفیع ہوں گے تو عاصیوں کی نجات ہوگی
جو مہرِ رحمت طلوع ہوگا تو دن گناہوں کی رات ہوگی

شفیعِ روزِ جزا تمہیں ہو تمہارے منہ سے نجات ہوگی
جو تم کروگے وہ کام ہوگا جو تم کہوگے وہ بات ہوگی

لحد پہ میری کرم سے اپنے ذرا مدینہ کے چاند آنا
کہ چاندنی ہو تمہارے دم سے اندھیری مدفن کی رات ہوگی

خدا بھی کتنا ہے اُن پہ پیارا کہ یوں محمد سے کہہ دیا ہے

جو میرا بندہ تمہارا ہوگا اُسی کی بیشک نجات ہوگی

جہاں میں آکر تمہارے دم سے بڑا نبوت نے فخر پایا
سرِ قیامت تمہارے منہ سے بڑی شفاعت کی بات ہوگی

جو بخشوائے گا عاصیوں کو وہ کون ہوگا تمہیں تو ہوگے
جو کام آئے گی روزِ محشر وہ اک تمہاری ہی ذات ہوگی

یہی نجومی پکارتے تھے یہ ہی کتابوں میں مندرج تھا
کہ عہدِ اسلامِ احمدیؐ میں شکستِ لات و منات ہوگی

جو شخص پڑھ کے درود اُن کا نام لیتا ہے
وہ حق سے خلد میں عالی مقام لیتا ہے

جو گرنے والا محمدؐ کا نام لیتا ہے
تو گرتے گرتے خدا اُس کو تھام لیتا ہے

فقط تمہاری غلامی ہی اس کی قیمت ہے
بہشت مول تمہارا غلام لیتا ہے

متاعِ جرم چھری ہے اسے نہ لے ایدل
حلال ہونے کو مالِ حرام لیتا ہے

ہر اُمتی کا سہارا ہے پیرہن تیرا
ہر اُمتی ترے دامن کو تھام لیتا ہے

اُسی کے نام زد اللہ خلد کرتا ہے
جو صدق دل سے محمدؐ کا نام لیتا ہے

تسلیاں ہمیں دیتی ہے ذاتِ خاص تری
خبر تمہاری ترا لطفِ عام لیتا ہے

وہ ایک خدا ہے جو دیتا ہے نعمتیں بیدام
وگرنہ داد و ستد والا دام لیتا ہے

کہے تو کوئی کہ یا مصطفےٰؐ سلام علیک
خدا خود اُن کی طرف سے سلام لیتا ہے

حصارِ فضل میں مجھ سے سیاہ کاروں کو
تمہاری زلفِ مسلسل کا لام لیتا ہے

ہے اُن کی چاہ میں مینارِ سائی رفعت
بس اس کوئیں میں جو گرتا ہی نام لیتا ہے

خدا کے فضل سے محشر میں دیکھنا یہ بھی
کہ خود وہ دیتے ہیں اور کیف جام لیتا ہے

وہ شہِ کونین وہ عالی جناب آئینگو ہے
جسکی شان ہے بن کے خود حق کی کتاب آئینگو ہے

رحمتِ حق آج ہو کر بے نقاب آنیکو ہے
اب عروسِ فضل پر کامل شباب آنیکو ہے

جس کے ہونے سے ہوئی چودہ طبق میں روشنی
برجِ وحدت سے یہاں وہ آفتاب آنیکو ہے

قدِ بے سایہ ہمارا ہم پہ ہے سایہ فگن
آئے گرچہ قدِ آدم آفتاب آنیکو ہے

آرہے ہیں وہ زرِ بخشش لٹانے کے لئے
عاصیوں کے ہاتھ اب نقدِ ثواب آنیکو ہے

اُن کے آنے سے ہماری بت مٹیں گے مشرکو
یہ خدا کیسے ہیں جن پر انقلاب آنیکو ہے

آمد آمد اُس شہِ کون و مکاں کی ہے یہاں
حق نما اسلام جس کے ہم رکاب آنیکو ہے

اُن کی صورت صاف ہے صورت خدا کے فضل کی
لطفِ حق آنیکو ہے اور بے نقاب آنیکو ہے

حسرت اے کفار مژدہ اے گروہ حق پرست
کفر جانیکو ہے دینِ مستجاب آنیکو ہے

یوں کہے گی عاشقِ چشمِ نبیؐ کی شامِ گور یہ
اے نکیرین اسکو سونے دو کہ خواب آنیکو ہے

بخشش ہی دیگا خدا ان کے سبب سے بیحساب
کیفؔ آنے دو اگر روزِ حساب آنیکو ہے

کریں حمد و ثنا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
پرستش ہے روا جسکی وہ ایسا کون ہے تو ہے

نہیں ہے ابتدا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے
نہیں کچھ انتہا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

خطائیں تو کرے مخلوق اور تجھ کو حیا آئے
ہے اس درجہ حیا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

خطائیں دیکھکر ڈھانکے بروں پہ رحم فرمائے
بنے پردہ عطا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

وہ مالک کون ہے تو ہے جو مالک ہے دو عالم کا
حکومت ہے بجا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

وہ ایسا کون ہے تو ہے خبر جو سب کی رکھتا ہے
نظر ہے جا بجا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

جو بخشے **کیفؔ** کو بھی امت احمدؐ کے صدقے سے
خطا بخشی عطا جس کی وہ ایسا کون ہے تو ہے

امت کا خیر خواہ خدا کا حبیب ہے — ہم اُس کے امتی یہ ہمارا نصیب ہے
ہر امتی کی ہے انہیں محشر میں جستجو — پیاسوں کو ڈھونڈھتا ہے یہ دریا عجیب ہے
کچھ غم نہیں جو بڑھ گئی بیماری خطا — جس کا کرم شفا ہے وہ میرا طبیب ہے
ہر صاحب خزانہ ہے محتاج آپ کا — ہر بادشاہ آپ کے آگے غریب ہے
ہم اُسمیں ہیں جو دین مقرب ہے فضل کا — گھر سے ہمارے منزل مقصد قریب ہے
رکھا ہے جس کا نام مؤذن خدائی نے — یا شاہِ انبیا وہ تمہارا نقیب ہے
بخشش نے اسکو چن بھی لیا پھول کیطرح — اُمت تری ازل ہی سے جنت نصیب ہے

اے **کیفؔ** سچ تو یہ ہے کہ مجرم بھی ہے تو ہو
جو اُن کا امتی ہے بڑا خوش نصیب ہے

تمہیں حشر میں بخشوا دینے والے — تمہیں پار بیڑا لگا دینے والے
تمہیں ہو رہِ حق بتا دینے والے — تمہیں ہو خدا سے ملا دینے والے
دوا درد عصیاں کی دیتا ہے تو ہی — مجھے بھی دوا دے دوا دینے والے
بھلا کر مجھے بھی کہ میں بھی بُرا ہوں — بروں کی بُرائی مٹا دینے والے
مجھے تو بس اپنے ہی در پر جگہ دے — کل امت کو جنت میں جا دینے والے
وہ چھینٹے ہیں تیرے ہی ابر کرم کے — جہنم کی آتش بجھا دینے والے
خدارا یہ میری بھی بگڑی بنا دے — زمانہ کی بگڑی بنا دینے والے
وہ حاتم تمہارے ہی دستِ عطا ہیں — کرم کا خزانہ لٹا دینے والے

سرِ کوثر اس کیف کو بھی پلانا
شراباً طہورا پلا دینے والے

بزمِ کونین نمائش ہے تمہاری ساری
عجز اللہ رے تمہارا کہ شکل ہو کر
پاس عاشق کے جو شے ہے وہ معشوق کی ہے
ہر نبی نورِ محمدؐ سے ہوا ہے پیدا
تم بنا دو گے قیامت میں تو بن جائیگی یہ
خلق تو جرم کرے اور خدا فضل کرے

حق نے یہ بزم تمہیں سے ہے تو سنواری ساری
زندگی تم نے غریبوں میں گذاری ساری
تم خدا کے ہو خدائی ہے تمہاری ساری
اسی دریا سے یہ نہریں ہوئیں جاری ساری
ورنہ بگڑی ہوئی باتیں ہیں ہماری ساری
حق تو یوں ہے کہ یہ خاطر ہے تمہاری ساری

اچھے اُنکے ہیں تو اے کیف بُرے کس کے ہیں
اپنی اُمت ہے محمدؐ کو پیاری ساری

میری کشتی ترے سہارے سے
مرے اُمت کے جُرم کا آسیب
پار ہو گا ہر ایک کا بیڑا
آگ عصیاں کی ہو گئی پانی
ہر نبی سے حضورؐ افضل ہیں
میرا بیڑا تو ڈوب ہی جاتا
نارِ دوزخ حرام ہوتی ہے
خود بخود مل گیا خدا اُس کو
بحرِ عصیاں ہے جوش میں مولا
لطفِ دیدارِ حق ہوا حاصل
بول بالا ہوا شفاعت کا

اب لگی اب لگی کنارے سے
اُترے گا آپ کے اُتارے سے
اک ترے نام کے سہارے سے
اُس یمِ لطف کے اشارے سے
چاند بہتر ہے ہر ستارے سے
گر نہ ہوتا ترے سہارے سے
یا محمدؐ ترے نظارے سے
جو ملا اُس خدا کے پیارے سے
اور میں دور ہوں کنارے سے
یا نبیؐ آپ کے نظارے سے
کیفؔ اُس کبریا کے پیارے سے

تضمین

یہ شرف یہ اوج یہ حق رسی بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ ضیا یہ حسن یہ روشنی کشف الدجیٰ بجمالہ
کوئی خوبی اُن سے نہ بچ سکی حسنت جمیع خصالہ
ہے درود پڑھنے کی جا یہی صلوا علیہ وآلہ

دیگر

زہے شانِ رفعتِ احمدی بلغ العلےٰ بکمالہ
زہے حسن صورتِ احمدی کشف الدجیٰ بجمالہ
زہے خلق و عادتِ احمدی حسنت جمیع خصالہ
زہے ذکر مدحتِ احمدی صلوا علیہ وآلہ

دیگر

زہے انتہا زہے منتہی بلغ العلےٰ بکمالہ
زہے حُسن رُخ زہے روشنی کشف الدجیٰ بجمالہ
زہے خوئے خوش زہے خوشدلی حسنت جمیع خصالہ
زہے اقتدار زہے نبی صلوا علیہ وآلہ

دیگر

یہ کمال شانِ پیمبری بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ جمالِ غیرتِ یوسفی کشف الدجیٰ بجمالہ
جو روش تھی ان کی وہ خوب تھی حسنت جمیع خصالہ
پئے نذر تحفہ یہی ہے یہی صلوا علیہ وآلہ

دیگرہ

یہ ہے آبروئے محمدی بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ ہے وصف روئے محمدی کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ ہے ذکر خوئے محمدی حسنت جمیع خصالہ
یہ ہے نذر سوئے محمدی صلو علیہ وآلہٖ

دیگرہ

وہی اوج اوجِ نشاں وہی بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی حسن حسن کی جاں وہی کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی نیک نیک گماں وہی حسنت جمیع خصالہ
وہی لطف لطفِ بیاں وہی صلو علیہ وآلہٖ

دیگرہ

وہی مہر چرخِ کمال ہیں بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی ماہ حسن جمال ہیں کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی خوبیوں کا مآل ہیں حسنت جمیع خصالہ
وہی اپنی آپ مثال ہیں صلو علیہ وآلہٖ

دیگرہ

یہ انہیں کی رفعتِ ذات ہے بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ انہیں کے حسن کی بات ہے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ انہیں کی شانِ صفات ہے حسنت جمیع خصالہ
یہ انہیں کا ذکر صلوٰت ہے صلو علیہ وآلہٖ

دیگرہ

وہی ہر کمال کی شان ہیں بلغ العلےٰ بکمالہ

وہی ہر جمال کی جان ہیں کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی ہر بھلائی کی کان ہیں حسنت جمیع خصالہ
وہی فخر جملہ جہان ہیں صلّوا علیہ وآلہ

دیگر

بکمال عرش نشیں وہی بلغ العلےٰ بکمالہ
دل وجاں میں نور یقیں وہی کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی حسن ذات حسیں وہی حسنت جمیع خصالہ
وہی کعبہ دیں وہی صلّوا علیہ وآلہ

معراج شریف

یہ ہے شان اُن کے کمال کی بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ ہے بہج اُن کے جمال کی کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ صفت ہے حسن خصال کی حسنت جمیع خصالہ
یہ پڑھو کہ شب ہے وصال کی صلّوا علیہ وآلہ

دیگر

گئے گھر سے چڑھکے براق پر بلغ العلےٰ بکمالہ
شب وصل رُخ سے ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہ
ہے سفر بھی خوب کا خوب تر۔ حسنت جمیع خصالہ
یہی تھا ہر ایک کی زبان پر صلّوا علیہ وآلہ

دیگر

جو ملے مقام وہ طے کئے بلغ العلےٰ بکمالہ

جو نہاں تھے راز وہ کھل گئے کشف الدجیٰ بجمالہ
جو ملے جہاں وہ یہ بول اُٹھے حسنت جمیع خصالہ
یہ صدا بلند تھی عرش سے صلوا علیہ وآلہ

دیگر

گئے عرش پر تو یہ غل ہوا بلغ العلےٰ بکمالہ
جو بڑھے وہاں سے تو یہ سنا کشف الدجیٰ بجمالہ
ملے قدسی آگے تو یوں کہا حسنت جمیع خصالہ
جو حجاب اُٹھے تو خدا ملا صلوا علیہ وآلہ

دیگر

تھے نظارے جلوۂ ذات کے بلغ العلےٰ بکمالہ
کھلے عقدے وصل کی رات کے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ ہیں وصف حُسنِ صفات کے حسنت جمیع خصالہ
یہ سخن ہیں طور نجات کے صلوا علیہ وآلہ

دیگر

نہ کوئی حجاب نہ فرق تھا بلغ العلےٰ بکمالہ
نہ رہا نشاں شب قہر کا کشف الدجیٰ بجمالہ
تھے بھلے تو سب کا بھلا کیا حسنت جمیع خصالہ
جو کہا جو شنا صلوا علیہ وآلہ

دیگر

جو ملے تو حق سے وہی ملے بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی کل کے عقدہ کشا ہوئے کشف الدجیٰ بجمالہ

صفت اُن کی کیا کوئی کر سکے حسنت جمیع خصالہ
کہ درود اُن پہ خدا پڑھے صلوا علیہ آلہ

دیگر

وہ جہاں تھے وہم سے دور تھے بلغ العلے بکمالہ
وہ جہاں تھے لمعۂ نور تھے کشف الدجی بجمالہ
وہ جہاں تھے حسنِ شعور تھے حسنت جمیع خصالہ
کہ خدا تھا اور حضور تھے صلوا علیہ وآلہ

دیگر

وہ نبی مقیم مقامِ ہو بلغ العلے بکمالہ
یہ ضیا اُنہیں کی ہے چار سو کشف الدجی بجمالہ
وہی عاصیوں کے ہیں چارہ جو حسنت جمیع خصالہ
وہی لطفِ حق وہی عبدہٗ صلوا علیہ وآلہ

دیگر

سرِ عرش فرش اُنہیں کا تھا بلغ العلے بکمالہ
مہ و مہر جلوۂ نقشِ پا کشف الدجی بجمالہ
یہ بیاں ہے خوئے شریف کا حسنت جمیع خصالہ
یہ صلوٰۃ ہے پئے مصطفےٰ صلوا علیہ وآلہ

دیگر

وہی لامکاں کے مقیم ہیں بلغ العلے بکمالہ

وہ ہی نور شمع قدیم ہیں۔ کشف الدجی بجمالہ
وہ خدا کے بندے کریم ہیں۔ حسنت جمیع خصالہ
وہ رسول ذر یتیم ہیں۔ صلوا علیہ وآلہ

دیگر

یہ خدا ہی جانے کہاں تھے وہ۔ بلغ العلی بکمالہ
تھے خدا کا نور جہاں تھے وہ۔ کشف الدجی بجمالہ
تھے کریم نیک گماں تھے وہ۔ حسنت جمیع خصالہ
سبب زمین و زماں تھے وہ۔ صلوا علیہ وآلہ

دیگر

یہ بشر کہاں سے گیا کہاں بلغ العلی بکمالہ
مہ و مہر میں یہ ضیا کہاں کشف الدجی بجمالہ
یہ شرف کسی کو ملا کہاں حسنت جمیع خصالہ
نہ بلند تھی یہ صدا کہاں صلوا علیہ وآلہ

دیگر

کہیں کوئی ایسا رسا نہیں۔ بلغ العلی بکمالہ
کوئی ایسا عقدہ کشا نہیں۔ کشف الدجی بجمالہ
کہیں کوئی اُن سے بھلا نہیں۔ حسنت جمیع خصالہ
کہیں کوئی ایسا ہوا نہیں صلوا علیہ وآلہ

دیگر

وہ سبب ہیں خاص رسائی کے بلغ العلے بکمالہ
وہ سبب ہیں عقدہ کشائی کے کشف الدجی بجمالہ
وہ سبب ہیں کل کی بھلائی کے حسنت جمیع خصالہ
وہ سبب ہیں ساری خدائی کے صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ رسائی فکر نجات تھی بلغ العلے بکمالہ
کہیں دن سے بڑھکے یہ رات تھی کشف الدجی بجمالہ
ہمیں بخشوانے کی بات تھی حسنت جمیع خصالہ
اسی قابل آپ کی ذات تھی صلو علیہ و آلہ

دیگر

یہ کمال حد سے گذر گیا بلغ العلے بکمالہ
یہ جمال روشنی کر گیا کشف الدجی بجمالہ
یہ چلن دلوں میں اوتر گیا حسنت جمیع خصالہ
یہ سخن زباں سے کدہر گیا صلو علیہ و آلہ

دیگر

وہی مل گیا جو طلب کیا بلغ العلے بکمالہ

وہیں دو رنگ غضب کیا کشف الدجی بجمالہ
جو کیا کرم کا سبب کیا حسنت جمیع خصالہ
پئے اُمت آپ نے سب کیا صلوا علیہ و آلہ

دیگر

یہ پہنچ سبب تھی نجات کی بلغ العلےٰ بکمالہ
شب جرم خلق ہوا ہوئی کشف الدجی بجمالہ
طلب نجات کی فکر تھی حسنت جمیع خصالہ
کہے صدق دل سے ہر امتی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

چلے سوئے خلد تو غل ہوا بلغ العلےٰ بکمالہ
در خلد کھلتے ہی یہ سنا کشف الدجی بجمالہ
جہاں جس نے دیکھا یہی کہا حسنت جمیع خصالہ
یہ ہے وقت خاص درود کا صلوا علیہ و آلہ

دیگر

کہیں قدسیوں میں یہ ذکر تھا بلغ العلےٰ بکمالہ
کہیں مہ وشوں میں یہ ذکر تھا کشف الدجی بجمالہ
کہیں مرسلوں میں یہ ذکر تھا حسنت جمیع خصالہ
کہیں مجلسوں میں یہ ذکر تھا صلوا علیہ و آلہ

دیگر

جو عروج چاہو تو یہ پڑھو - بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ پڑھو تو قبر میں نور ہو - کشف الدجیٰ بجمالہ
جو یہ ورد ہو تو ہو نیک خو - حسنت جمیع خصالہ
یہ اُنھیں کا ذکر ہے عاصیو صلوا علیہ و آلہ

دیگر

اسی جسم سے گئے لامکاں بلغ العلےٰ بکمالہ
وہی مہر دیں ہے یہاں وہاں کشف الدجیٰ بجمالہ
سب اُنھیں پہ ختم ہیں خوبیاں حسنت جمیع خصالہ
یہ درود اُنھیں پہ ہے بیگماں صلوا علیہ و آلہ

دیگر

یہ عروج شاہ امم کا ہے بلغ العلےٰ بکمالہ
یہ اُجالا اُن کے کرم کا ہے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ چلن اُنھیں کے قدم کا ہے حسنت جمیع خصالہ
یہی ورد توشہ عدم کا ہے صلوا علیہ و آلہ

دیگر

وہی اوج اوج نما وہی بلغ العلےٰ بکمالہ

وہی زیب زیب عطا وہی ۔ کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی خیر خیر وریٰ وہی ۔ حسنت جمیع خصالہ
مجھے پھر سُنا وہ صدا وہی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

یہ کمال خاص ملا کسے بلغ العلیٰ بکمالہ
یہ جمال حق نے دیا کسے کشف الدجیٰ بجمالہ
یہ ہوئی بھلائی عطا کسے ۔ حسنت جمیع خصالہ
کہ یہ کہہ رہا ہے خدا کسے صلوا علیہ و آلہ

دیگر

وہ سُنی جو بات سُنی نہ تھی بلغ العلیٰ بکمالہ
وہ گرہ کھلی جو کھلی نہ تھی کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ بھلائی کی جو ہوئی نہ تھی حسنت جمیع خصالہ
وہ ہوا بلند ہی جو بلند ہی نہ تھی صلوا علیہ و آلہ

دیگر

وہی باغ قرب کا پھول ہیں بلغ العلیٰ بکمالہ
وہی نور حسن قبول ہیں ۔ کشف الدجیٰ بجمالہ
وہی نیکیوں کا حصول ہیں ۔ حسنت جمیع خصالہ
یہی تحفے بہر رسول ہیں ۔ صلوا علیہ و آلہ

شب و روز کیف یہ ذکر کر بلغ العلیٰ بجمالہ
شب معصیت کی ہوئی سحر کشف الدجیٰ بجمالہ
وہ کیا جو کام تھا خوب تر حسنت جمیع خصالہ
ہمیں بخشوا کے پھرے وہ گھر صلوا علیہ و آلہ

ترجیع بند

ہر سو نوید جشن شہ نامدار دو — ہر جا پیام آمد والا تبار دو
افلاکیوں کو رشتۂ مدحت کا تار دو — اہل زمیں کو مژدۂ رحمت شعار دو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

شمشیر حق سے کفر کی گردن کو مار دو — کفار کو ندائے ہلاکت شعار دو
شاہوں کو آج تخت سے نیچے اتار دو — کہدو کہ آگئے نذر شہ نامدار دو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

کلمہ کی چوب دین کی نوبت پہ مار دو — ڈنکے کی چوٹ مژدۂ حق بار بار دو
گاڑ دو نشان سبز پھریرا سنوار دو — جو آئے اس کو دولت دیں بیشمار دو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

انجام کار خیر کو انجام کار دو — سامان ہائے بزم معلی سنوار دو
گلہائے باغ خلد کے لوگوں کو ہار دو — اے مومنو یہ شب یونہی ساری گذار دو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو

جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

دونوں جہاں کے شاہ کی آمد کا جشن ہے
سلطان دیں پناہ کی آمد کا جشن ہے
مقبول بارگاہ کی آمد کا جشن ہے
اور کل کے خیر خواہ کی آمد کا جشن ہے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

یہ جشن ہے مگر ہے فلک بارگاہ کا
یہ ذکر ہے مگر ہے حبیب الٰہ کا
دربار خاص ہے یہ دو عالم کے شاہ کا
مولود پاک ہے یہ رسالت پناہ کا

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

حسن جمال نور خدا جلوہ گر ہے آج
دیکھو خدا کے نور کو پیش نظر ہے آج
پردے میں کل جو ذات ادھر تھی ادھر ہے آج
مخلوق کو پکارنے والا کدھر ہے آج

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

جو آئے گا وہ اہل صفا ہو کے جائے گا
جو آئے گا برا وہ بھلا ہو کے جائے گا
خاطی بھی مستحق عطا ہو کے جائیگا
قیدی بھی آئے گا تو رہا ہو کے جائیگا

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

محفل میں مومنوں کو ملائک بٹھائیں گے
رحمت کا عطر پیرہنوں پر لگائیں گے
عرشی فلک سے مژدہ بخشش سنائیں گے
جو آئیں گے یہاں وہی جنت میں جائیں گے

دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

دیدار خاص عام ہوا ہے چلو چلو
بخشش کا انتظام ہوا ہے چلو چلو
رحمت کا التزام ہوا ہے چلو چلو
ہونے کا تھا جو کام ہوا ہے چلو چلو
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

پھیلے گا دین اس شہ عالی مقام کا
اے کیف خاص دن ہی یہ دربار عام کا
سکہ چلے گا آج محمد کے نام کا
کہہ دو کہ خوب آج ہے موقعہ سلام کا
دربار عام گرم ہوا اشتہار دو
جن و بشر سلام کو آئیں پکار دو

خمسہ بر غزل رضوان علی خاں

خوش جان ہوئی آئی جو خوشبوئے محمدؐ
آنکھ اور ہوئی ہو کے رضا جوئے محمدؐ
سرپاؤں بنا پا کے رہ کوئے محمدؐ
اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوئے محمدؐ
دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روئے محمدؐ

اک شکل میں کونین کا نقشہ نظر آیا
ہر جلوہ میں کیا کیا کہوں کیا کیا نظر آیا
کونین میں ہر رنگ کا جلوہ نظر آیا
اللہ کی قدرت کا تماشہ نظر آیا
دیکھا جو کبھی آئینۂ روئے محمدؐ

موسیٰ تو پھر انسان ہیں بجلی بھی تڑپ جائے
کیا شوخی ہے شوخی کا بھی جی بھی تڑپ جائے
بجلی تو ہے کیا بجلی کی شوخی بھی تڑپ جائے
موسیٰ کی طرح برق تجلی بھی تڑپ جائے
بے پردہ اگر ہو رخ نیکوئے محمدؐ

روشن یہ ہوا صاف جو عالم میں نظر کی
رخساروں کی ضو ہے یہ ادھر کی وہ ادھر کی
کچھ شام کی حاجت نہ ضرورت ہے سحر کی
خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی

پھیلی ہوئی ہے روشنی روئے محمدؐ

اے کاش ہویدا ہو مری خفتہ نصیبی | ملجائے اگر آنکھ تو ڈھل جائے نظر بھی
سوتے میں نظر آئے اگر چہرۂ عالی | جاگے تو ملے دولتِ دیدار خدا کی

جو خواب میں دیکھے رخ نیکوئے محمدؐ

ہے آج کسی شکل میں کل اور طرح پر | اس وضع میں کامل ہو تو اس وضع میں خوشتر
اک رنگ میں دو روپ بدلتا ہے برابر | ہر ماہ میں گھٹ بڑھ کے فلک پر مہ انور

ابروئے محمدؐ ہے کبھی روئے محمدؐ

اللہ رے کس شان کا مطلع نکل آیا | لکھا جسے خود خود ہی کہا خود ہی سراہا
تھا بیت وہ عالم کا جو مضمون نرالا | اُستاد ازل نے غزل حُسن میں لکھا

کیا مطلع برجستہ ابروئے محمدؐ

اس میں وہی خم ہے وہی محراب کا نقشا | ہے اسکی شعاعوں پہ گماں صاف مژہ کا
اندھا بھی مرے قول کو تسلیم کرے گا | کہتا ہوں قرینِ مہ نو دیکھ کے تارا

یہ چشم محمدؐ ہے وہ ابروئے محمدؐ

گر خلد میں جانا ہے تو سیدھا ہی جائے | محراب کی ٹیڑھی مجھے راہیں نہ بتائے
کعبہ کو وہی قبلۂ حاجات بنائے | زاہد ہی سر اپنا طرفِ قبلہ جھکائے

عاشق ہوں مرا کعبہ ہے ابروئے محمدؐ

منظور ہے کل دفتر عصیاں کا ڈبونا | ہر وقت ہے مد نظر اُمت کا نہ رونا
اک بات ہے سو رنج کا اک بات میں کھونا | کہتی ہے گنہگاروں سے مایوس نہ ہونا

صدقے ترے اے چشم سخن گوئے محمدؐ

اُڑ جائے پری بن کے پریشانیِ سنبل | بل کرنے لگے سلسلہ جنبانیِ سنبل
جمعیت خاطر میں نہو ثانیِ سنبل | مٹ جائے ہمیشہ کو پریشانیِ سنبل

پڑجائے اگر سایۂ گیسوئے محمدؐ

بند ہو جائے ہوا رات کی چھا جائے اندھیرا
ہوں منتشر افراد سبھی دھوپ کا سایہ
ہر حرف سے منہ دفتر عصیاں کا ہو کالا
رہ جائے قیامت میں سیہ کاروں کا پردا

کھل جائے اگر دامن گیسوئے محمدؐ

یوں بدلے کہ بدلے کوئی جسطرح سے پہلو
یوں باغ سے اُڑ جائے کہ جسطرح سے خوشبو
یوں سرد گرے آنکھ سے جیسے کوئی آنسو
قمری نہ پھرے باغ میں کرتی ہوئی کوکو

گر دیکھ لے سرو قد دلجوئے محمدؐ

ہے کچھ تو سبب ربط جو ہے جانکو تن سے
حاصل ہے وگرنہ اسے کیا خاک بدن سے
کانٹوں میں اُلجھتا ہے ہر اک دل کی لگن سے
بلبل کو محبت کبھی ہوتی نہ چمن سے

پھولوں میں نہ بس جاتی اگر بوئے محمدؐ

یہ داغ یہ سینہ زہے طالع زہے قسمت
میں اور یہ الطاف یہ دل اور یہ محبت
بیشک ہے مری عمر کا حاصل یہی دولت
پژمردہ ہوں یارب نہ گلِ داغ محبت

ان پھولوں سے آتی ہے مجھے بوئے محمدؐ

باندھی ہے ہوائے صفتِ ساقیِ کوثر
کھاتے ہیں بگولے مری آہ اڑ کے چکر
ہیں وجد میں پھل پھول کلی برگ برابر
وہ بلبل خوش لہجہ ہوں نغمے سے سنکر

جھوما کئے برسوں شجر کوئے محمدؐ

عالم سے جدا ہے مرے چلنے کا قرینہ
اسطرح سے جاتا ہوں کہ جس طرح مہینہ
دن رات رواں ہے مرا خشکی میں سفینہ
زورِ کششِ سلسلۂ سیر مدینہ

کھینچے لئے جاتا ہے مجھے سوئے محمدؐ

عکسِ ید قدرت کفِ احمدؐ ہے مثالی
ثابت ہے کہ ہیں ناخن انگشت ہلالی
روشن ہے جہاں میں صفت پنجۂ عالی
ڈوبی ہوئی کیا تو رق خورشید نکالی

اللہ رے تر دستی بازوئے محمدؐ

اے کیف نہ رکھے یہ زمیں پر قدم اصلا — بے پر ہی اُڑے کچھ بھی جو ہاتھ آئے سہارا

دن آئے وہ اللہ کرے ہو کہیں ایسا — رضواں جو دم مرگ ذرا بھی ہو اشارا

اتراتی ہوئی جان چلے سوئے محمدؐ

مناجات

بیحد عیوب دارم فریاد رس الٰہی — زشت و ذلیل و خوارم فریاد رس الٰہی

ناچار و ہیچ کارم فریاد رس الٰہی — زخمی دل فگارم فریاد رس الٰہی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی

جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

در در پھرا رہی ہے حرص و ہوس الٰہی — دم دے رہا ہے شیطان ہر ہر نفس الٰہی

چلا رہا ہوں ہر دم مثل جرس الٰہی — ہے قصر جرم مجھکو مثل قفس الٰہی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی

جز تو کسے نہ دارم فریاد رس الٰہی

گو سر سے پاؤں تک ہوں پابند پر گناہی — اس پر بھی جز مدد کے نیکی کبھی نہ چاہی

ہر طرح میں تو اپنی کر ہی چکا تباہی — اب تو کرم سے اپنے کھو دے یہ روسیاہی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی

جز تو کسے نہ دارم فریاد رس الٰہی

ہر جرم چاہتا ہے کرنا تباہ مجھکو — ہے ٹھوکر لگنے والا بخت سیاہ مجھکو

گھیرے ہوئے ہے یارب فوج گناہ مجھکو — زنہ میں پھنس گیا ہوں تو دے پناہ مجھکو

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

ہے تو ہی کرنے والا امداد جزو و کل کی — ہے تو ہی دینے والا ہر داد جزو و کل کی
ہے تو ہی رکھنے والا ہر یاد جزو و کل کی — ہے تو ہی سننے والا فریاد جزو و کل کی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

سنتا ہے تو سبھی کی مالک ہے تو سبھی کا — تیرے سوا نہیں ہے کوئی کہیں کسی کا
بس ختم ہے تجھی پر جو حق ہے دوستی کا — پھر کس سے اب کہوں میں دکھ درد اپنے جی کا

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

او خاص یار سب کے او سب کے سننے والے — ہیں عام لطف تیرے او سب کے سننے والے
کہتے ہیں سب تجھی سے او سب کے سننے والے — میری بھی اب تو سن لے او سب کے سننے والے

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

کیا کیا لئے نہ میں نے الزام اس جہاں سے — کیا کیا دئے نہ مجھ کو نفس لعیں نے جہاں سے
ہر فائدہ کو میں نے بدلا ہے ہر زیاں سے — کیا دے چلا یہاں میں کیا لے چلا یہاں سے

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی

دن زندگی کے بھر کر جاتا ہوں ہاتھ خالی — مرنے کے بعد دولت پاتا ہوں ہاتھ خالی
کھو کھا کے گھر کی پونجی لاتا ہوں ہاتھ خالی — لٹ کھس کے تیرے آگے آتا ہوں ہاتھ خالی

از درد بیقرارم فریاد رس الٰہی

جُز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

کس در پہ لیکے جاؤں یہ اپنی روسیاہی
کس رنگ سے مٹاؤں یہ اپنی روسیاہی
کس چیز سے مٹاؤں یہ اپنی روسیاہی
اب کس کو میں دکھاؤں یہ اپنی روسیاہی

از درد بیقرارم فریادرس الٰہی
جُز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی

گو کیف ہے سراپا عصیاں شعار یارب
لیکن ہے نام تیرا آمرزگار یارب
کر سب پہ فضل اپنا لیل و نہار یارب
سُن لے برائے احمدؐ میری پکار یارب

از درد بیقرارم فریادرس آلہی
جُز تو کسے ندارم فریادرس آلہی

معراج شریف

بُلانا جب ہوا منظور رب کو
پئے خلوت حبیب خوش لقب کو
تو قاصد بھیجنا چاہا طلب کو
کہ ہو معراج اُس عالی نسب کو
دیا یہ حکم پیک باادب کو
ابھی لا جاکے اُس فخر ادب کو

یہ مژدہ بھی سُنا نا جاکے شب کو
سواری ہے محمد مصطفےٰؐ کی

غرض جبریلؑ نے یہ حکم پاکر
سر تسلیم پیش رب جھکا کر
کہا یارب ابھی لاتا ہوں جا کر
انہیں میں خواب راحت سے جگا کر
بلانے کا ترے مژدہ سُنا کر
نگر مقبول یہ میری دعا کر

کہ قاصد کو نیا خلعت عطا کر

سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

ملا خلعت بھی سامانِ سفر بھی
پہن کر رخت تو باندھی کمر بھی
کھلے ہر سمت ہر جنت کے در بھی
لیا جا کر براق خوش سیر بھی
ہوا شب میں عیاں رنگِ سحر بھی
حیا سے چھپ گئے شمس و قمر بھی

سنائی چار جانب یہ خبر بھی
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

سنی جب یہ خبر اہل فلک نے
تو چہروں سے لگی شادی ٹپک نے
وہ بدلیں پوششیں حور و ملک نے
جہاں مہکا دیا جن کی مہک نے
اٹھا ابر کرم سڑکیں چھڑک نے
لگے ہر راہ کے ذرے چمک نے

یہ کہہ کر لگے سب راہ تکنے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

مکاں جنت کے رضواں نے سجائے
ہر اک جا فرش نورانی بچھائے
کہیں پھولوں کے گلدستے لگائے
کہیں تو عیدر کے اکے جلائے
غرض یہ تھی کہ اک مہمان آئے
وہ سیر اس باغ کی دیکھے دکھائے

کہیں بلبل یہ کہہ کر چہچہائے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

ہوئے مہماں کی آمد کے جو شہرے
مہیا ہو گئے سامان سارے
فلک پر جابجا چرچے بھی تھے
کہ بیشک حق نما ہیں جسکے جلوے
ملے گا آ کے وہ بندہ خدا سے
سواری ہے یہ قابل دیکھنے کے

جسے ہو دیکھنا آ کر وہ دیکھے
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

غرض یہ حکمِ حق جبریلؑ پاکر
فرشتے ساتھ اپنے لے لوا کر
جلوسِ شاہ لے کر سج سجا کر

براقِ خوش سیر جنت سے لاکر
قرینے جا بجا سب کو بتا کر
مدینہ کی طرف رُخ کو اٹھا کر

چلے جبریلؑ یہ مژدہ سُنا کر
سواری ہے محمد مصطفٰے کی

در والا پہ جا کر یوں پکارے
ذرا جاگو کہ اے حق کے پیارے
چلو چل کر کرو حق کے نظارے

کہ اے تاجِ شرف کل کے سہارے
بڑھاتا ہے خدا رتبے تمہارے
ملک یوں کہہ رہے ہیں آج سارے

کہ اب خود گھر میں آنے کو ہمارے
سواری ہے محمد مصطفٰے کی

جگاناتھا جو گستاخی ندا سے
ہوا السام یہ فضلِ خدا سے
ملی سردی جو پائے خوشنما سے

ہوئے جبریلؑ چُپ شرم و حیا سے
کہ مل رخسار پائے مصطفٰے سے
تو جاگے خواب وحدت آشنا سے

بس اب جانے کو بیتِ پُرضیا سے
سواری ہے محمد مصطفٰے کی

غرض محبوبِ حق ہوتے ہی بیدار
سجی پوشاک باندھے سبز دستار
ہو مرکب نے کیا شوخی کا اظہار

ہوئے سوئے خدا جانے کو تیار
جلو میں تھے فرشتے نیک اطوار
تو یوں جبریلؑ نے کی اُس سے گفتار

ادب کر اے براق برق کردار
سواری ہے محمد مصطفٰے کی

سوار اُس پر ہوئے محبوب داور
یہ جا ہے عقل میں آنے سے باہر

گئے سب آسمانوں سے گذر کر
یہاں سے تھے یا وہاں پل بھر کے اندر
بشر اور یہ مقام اللہ اکبر
فرشتے کیوں نہوں اے کیف ششدر
خدا جانے کہاں اور کس جگہہ پر
سواری ہے محمدؐ مصطفےٰ کی

متفرقات

صاف ٹلجاتی ہے سر سے جو بلا آتی ہے
کام امت کے محمدؐ کی دعا آتی ہے
جب مدینہ کی طرف ہو کے صبا آتی ہے
میں سمجھتا ہوں وہ جنت کی ہوا آتی ہے
مرتے مرتے بھی جو لیتا ہے کوئی نام اُنکا
تو وہیں غیب سے بخشش کی صدا آتی ہے
اس قدر اپنے گناہوں سے پشیماں ہوں کریم
کوئی کہتا ہے مسلماں تو حیا آتی ہے
اُنکی آنکھوں کے تصور میں جو مرتا ہے کوئی
حور بن کر اُسے لینے کو قضا آتی ہے
کیف وہ اور ہیں منعم جنہیں دنیا ہے کٹھن
میرے داتا کو نہ دینے سے حیا آتی ہے

غزل

دل سے کرتا ہوں دُعائے دردِ دل
درد ہی نکلا دوائے دردِ دل
دردِ دل ہے یا کوئی معشوق ہے
جاں لیتی ہے ادائے دردِ دل
اُس کے دردِ دل پہ سو جانیں نثار
تم بنو جس کی دوائے دردِ دل
درد ہی رہتا ہے اسمیں رات دن
دل میں اب کیا ہے سوائے دردِ دل
درد کا پتلا بنا دے کیف کو

یہ دعا اب ہے خدا سے درد دل

غزل

دوست تھا دوست کہ دشمن یہ پیارا نہوا
نہوا اُس کا خدا بھی جو تمہارا نہ ہوا

جاگتے سوتے کسیوقت کسی حالت میں
غافل امت سے وہ اللہ کا پیارا نہ ہوا

تیرے ہی دم سے ہے گلزار نبوت کی بہار
کوئی اس باغ کا تجھسا چمن آرا نہ ہوا

کون سی بات ترے منہ سے ہماری نہ بنی
کون سا کام ترے دم سے ہمارا نہ ہوا

بخشش ہی دی تری امت سر محشر حق نے
رنج معشوق کا عاشق کو گوارا نہ ہوا

کس اہم کام میں تو کس کا وسیلہ نہ بنا
کس بُرے وقت میں تو کس کا سہارا نہ ہوا

یہ سبب کیا ہے کہ پھر خواب میں یا ختم رسل
کیف مداح کو دیدار دوبارا نہ ہوا

غزل

وہ شاہِ دو جہاں تم ہو جسے اللہ نے چاہا
وہ یہ امت ہے جس کو دو جہاں کے شاہ نے چاہا

بُرا اُس رحمتِ عالم کا ہر گمراہ نے چاہا
مگر سب کا بھلا اُس خیر خلق اللہ نے چاہا

ہمیں دنیا میں راحت سے تمہارے لطف نے دیکھا
ہمیں میدانِ محشر میں تمہاری چاہ نے چاہا

اُدھر ہی پھر گیا کعبہ کا رُخ فضلِ الٰہی سے
جدھر کعبہ کا رُخ اُس فخر بیت اللہ نے چاہا

وہ مالک کون ہے جو خود ہے عاشق اپنے بندہ پر
وہ بندہ کون ہے تم ہو جسے اللہ نے چاہا

غزل

یہاں رہنے کی خاطر ساکنِ جنت ترستے ہیں
عجب قسمت ہے اُن کی جو ترے کوچہ میں بستے ہیں
تمہارے دین میں رہنا تمہارے حکم میں چلنا
یہی دنیا میں عقبیٰ ہے یہی جنت کے رستے ہیں
بہر حال اُن کی امت پہ کرم ہو کر ہی رہتا ہے
یہ وہ کھیتی ہے جس پر فضل کے بادل برستے ہیں
تمہاری ہی روش سے منزلِ مقصود ملتی ہے
تمہارے ہی چلن اللہ کے ملنے کے رستے ہیں

ولہ

خدا جس نبیؐ پر پیارا بہت ہے
خیال اُس نبیؐ کو ہمارا بہت ہے
ذرا بھی تمہاری عنایت ہے کافی
ذرا بھی تمہارا سہارا بہت ہے
جیوں یا مروں دینِ احمدؐ پہ یا رب
کہ یہ دین مجھکو پیارا بہت ہے

ولہ

آؤ اے مومنو درود پڑھو
ذکر احمدؐ سنو درود پڑھو
خود خدا اُن پہ بھیجتا ہے درود
تم بھی لوگو پڑھو درود پڑھو

قیمت خلد ہے درود شریف
سُنتے ہی اُس خدا کے دوست کا نام

خلد لینا ہے تو درود پڑھو
دل سے اے دوستو درود پڑھو

بزم میلاد پاک میں اے کیفؔ
چُپ نہ بیٹھے رہو درود پڑھو

تمت بالخیر

سال طبع دیوان حافظ محمدؐ عالمگیر صاحب کیف

۱۹	۶	۰۶

یوں تو ہیں دنیا میں لاکھوں نعت گو
خاص کر حمد و ثنا میں اے عزیز
نعت میں شرع و ادب کا یہ لحاظ
کیا قبولیت ہے کیا تاثیر ہے
ہو گیا دیواں مرتب اُن کا اب
مستفید اس سے ہوں اہل ذوق و شوق

پر نہیں ہے کیف سا شیریں مقال
ہوتا ہے ہر قول اُن کا حسب حال
ہے کلام کیف کا اعلےٰ کمال
جھومتے ہیں سُن کے اہل حال و قال
اور ہوا شایع بصد تاب و جمال
اور ہو مقبول جناب ذو الجلال

یوں لکھی محمود نے تاریخ طبع
نعت میں ہے یہ کلام بے مثال

سال انطباع دیوان والا و نیز کیف ٹونکی در نعت اقدس نبویؐ

۱۹	۶	۰۶

بلبل کی طرح چہک رہے ہیں
انداز بیاں ہے کیف کا اور
دیکھا نہیں کیف سا ثنا خواں
یہ رنگ یہ لطف یہ اثر واہ
دیواں ہوا اُن کا طبع محمود
ہے غنچۂ سال یوں شگفتہ

گلزار ثنا میں خوب شاعر
اس طرز پہ کون ہو گا قادر
ہے انکی ثنا میں فکر قاصر
ذوق باطن سرور ظاہر
قدر اسکی کریں گے فن کے ماہر
گلدستۂ نعت ہے یہ نادر

دیگر
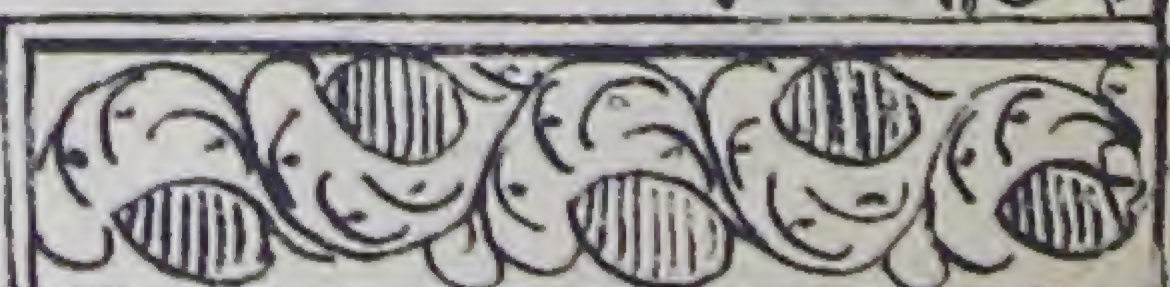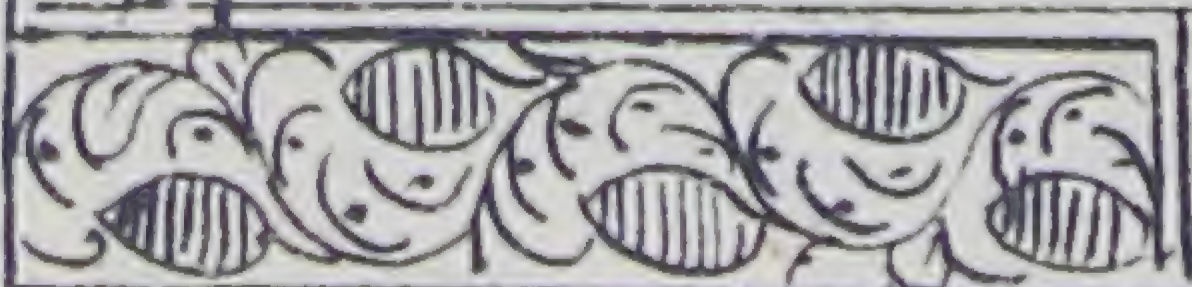
تاریخ طبع دیوان از فکرِ بے بدل کیف جادو بیان

۰۶ ۶ ۱۹

اب نہیں ملتا ہمیں شاعرانِ ہند میں
کیوں نہو رنگ قبول کرتے ہیں مدح رسول

کیف سا رنگیں بیاں کیف سا شیریں مقال
اور نعتِ مصطفےٰ ہے پسند ذوالجلال

یوں لکھا محمود نے سال دیواں کے لئے
نعت میں بیشک ہے یہ کلام بے مثال

مرقومۂ شائق نعتِ نبوی احقر محمود جان دہلوی

تقریظ در صنعت مہملہ از خامۂ نخل بند گلزار معانی طوطی شکرستان شیوا بیانی کلیم طور سخندانی نظیر عرفی ثانی فارس میدان بلاغت فرمانروائے اقلیم فصاحت ناظم نظامی خیال ہم آغوش عروس کمال محقق والا نظر سخن گستر سراپا جوہر تاثر صنائع و بدائع نگار مورخ بیمثال یادگار رموز دان غوامض غمز جناب منشی محمد ابراہیم خاں صاحب رمز خلف الصدق حضرت مولوی منشی ڈاکٹر محمد خاں صاحب مرحوم سابق دار وغہ

سائر ریاست دارالاسلام ٹونک شاگرد خرد تلمیذ سرآمد شعراء
مستند حضرت استاد اسد لکھنوی مدظلہ اللہ القوی

اعلام مدح و کمال رسم و احکام در محامد رسول ملک علام صلعم

حمد مر آلہ احد داد ار صمد مالک و ملک ممالک ار واح د ملک رسام صور سماک و سمک راکلمۂ امرا و اعلام صدر در عوالم رادر معالم اعلام اعلاد اده عدم رادر محوط سرا عدام آورد حدود معمورۂ ہر دو عالم را محدود کردہ ہمہ ہا را در محال صالحہ معمود کرد در وہم مردۂ صد سالہ را روح ورود مدد و ملحۂ روح مسلسل رادر اول ماد ارده او ے

اعلم و احکم و سلام و صمد
واسع رواحد و دود و احد

مالک کل ملوک و عدل و حکم
مالک الملک و اکرام ارحم

در احاطۂ علم او حکم ہمہ حکما محاط و محصور دورہ ادراک حکم او علم ہمہ علما مکسور لا الہ الا ہو الملک ولہ الحمد - و درود لا محدود و آلہ دود دوا احمد محمود را کہ گوہر او راس لولاک را اکلل کلاہ کمال دورہ ارکارم عالم و اولاد آدم مکرم بمراد محال ے

محمد احمد و محمود اکرم
محمد سرور اولاد آدم

محمد صاد رعمرک
محمد مورد الامر امرک

اللّٰہم صل و سلم محمد و آلہ درحمادہ - درحصر کمال مداح او کسر کمال علم علما معلوم در اکمال محامد او کمال ہمہ کملا معدوم لا آلہ الا اللہ محمد رسول اللہ در ہلاک ہر مردود مطہر د صمصام دودمہ سلام ہمہ آل اطہر او راکہ ہر واحد علم و اسلام رادر علو آورد و ہر گم کردہ راہ دار السلام اہدا کرد للہ الحمد کہ

مدح ممدوح احد محمود مراحم ملک سرمد سردار احمر و اسود محمد ؐ رسول اکرم
صلعم را ما داد مکارم را حد سر آمد و در عهد اسعد گوهر کلام موکد سراسر الہام
ما هو المرام در مدح صدر رسل اکرم کل سرور ممالک و او در هر دو عالم او حد اولاد آدم ؑ
در سلک سطور در آمد کلام او در مدح مالک کلام ممدوح آسا در سهم اسهم آهو را رم آهو دا ده
معدوم کرده مدح او را اراده محاصرهٔ مداح در طور مدح سر او در مدح ممدوح
اهل علوم موالع حصر را امر موهوم هر مسدس او مطلع مهر سلوک و هر مصرع او دل
حسا در ادراک صمصام کلام او لمعه کوه طور و سواد کلک او سرمه مردم ملک حور
مطالعه او دل دلاد اولاد اده حسود را هم دهد سماع روح را اصلاح روح و سرور
داده دل مرده را روح در دمد - الحاصل همه کلام او لا کلام ما حصل مدعا و در
مدح کلام او هر کلام مطوّل همسر سهام لا محاله احصار مدح کمال او در
کلام اگر سهام مطلع مهر گردد مسلّم دارم حالا امر اراسد که واسطه حصول مامول
مداح دو چه دعا در سهل دل کارم داده را داد او را مطلع مهر محامد احمد ؐ محمود را
که او در سلک سطور آورده همواره در دُر دُر دار دور دور طالع و لامع
دارد هر دُرِ داده او داده راح و سرور روح و دل او را آورده اعلام سال
رسم در طور مصطلح معهود که اعداد کلمه ماده را کلام مسطور کرده در اعداد آرد که
هم عدد سال مراد معمول اهل اسلام گردد ؎

مدح محمود رسولِ اکرم	کردهٔ دادهٔ وادِ آورده
سال مسعود دلم را الهم	کرد الهام مراد آورده

طور دگر سال روح الله مرسوم حکام عهد ؎

کرد مداح راحم اعدا	مدح مطهر مکرم عالم
الهم کرد سالِ او الهام	که مطهر محامد اکرم
	۱۹ ۶ ۰ ۶

دیگر تاریخ ہجری در صنعت نادر

بس کہ ز طبع کیف سخنداں طبع شدہ ایں طرفہ دیواں
با مذاق اہل عرفاں از مضمونش تازہ ہر دم
سوزن فکر بدل چو نہفتہ گوہر سال دو تا شد سفتہ
رمز خیال بر تر گفتہ زمزمۂ السال بگفتم
۱۳ ھ ۲۴ ۱۳ ھ ۲۴

دیگر معنوی بزبان اردو

کیف کا وہ نعتیہ دیواں چھپا
رمز نے لکھا یہ اُس کا سال طبع
شایقانِ دید کو تھی جس کی چاہ
بے نظیر و بے بدل دیواں ہے واہ
۱۳ ھ ۲۴

جملہ نثر۔ صاحب کمال عالمگیر خاں کیف = بدلہ کلام عالمگیر خاں صاحب کیف
۱۳ ھ ۲۴ ۱۳ ھ ۲۴

قطعہ تاریخ در صنعت نادر از طبع خجستہ خو مولوی منشی حکیم سید اصغر علی صاحب آبرو۔ شاگرد سرآمد شعرا مستند حضرت استاد اسد لکھنوی مدظلہ

زہے دیواں نعتِ پاکِ کیف خوش بیاں گفتہ
کہ یک یک نقطہ پر نور او دارد لباس شوکت

چو کردم فکر سالش آبرو در صنعت نادر
ز چرخ طبع پر نورت بگفتم نیر راحت ۱۳۲۴ھ

اے زہے دیوان شبیہ نعت پاک
آبرو گر تجھکو فکر سال ہے

اللہ اللہ شوخی تحریر نظم
صنعت نادر میں لکھ تصویر نظم ۱۳۲۴ھ

قطعہ تاریخ از طبع بلند آسمان پیوند نخل بند گلزار خوش بیانی صاحب کلام پُر درد جناب منیر محمدؐ خانصاحب فرد خلف پنجمی حضرت نواب روشن الدولہ عمدۃ الملک جناب کرنیل غوث محمدؐ خاں صاحب بہادر صمصام جنگ مرحوم جاگیر دار ریاست ٹونک شاگرد جناب منشی محمدؐ ابراہیم خاں صاحب رمز

گردید کلام کیف مطبوع
اے رمز بہ سال او بگفتم

شد قابل حیلۂ شفاعت
شایان وسیلۂ شفاعت ۱۳۲۴

دیگر اُردو

ہو گیا مطبوع اب دیوان کیف
ہے جو فکر سال تو اے فرد اب

جاں و دل سے لیں اسے برنا و پیر
کہہ کہ زیبا بے عدیل و بے نظیر

جملہ نثر۔ در صنعت صوری و معنوی۔ یک ہزار و سہ صد و بست و چہار ہجری ۱۳۲۴ھ

تقریظ ہر دلعزیز نتیجہ طبع سخن گستر معنی پرور شاعر نامور و نامجو حکیم مولوی سید محمد اصغر علی صاحب آبرو المخاطب به فخر الشعرا معتمد الملک میر پنجہ شکن جواہر رقم خان مصطفی آبادی متعینہ دفتر دار الانشائے دربار ٹونک مصنف دیوان خیابانِ خیال و تاریخ ٹونک وغیرہ خلف اصغر زبدۃ الفضلا قدوۃ الحکما مولانا حکیم سید انور علی صاحب مرحوم اُستاد و معالج خاص حضرت نواب وزیر الدولہ بہادر جنت آرام گاہ شاگرد سر آمد شعرا مستند حضرت اُستاد اسد لکھنوی مدظلہ اللہ القوی

ثنائے وافر اُس خدائے حاضر و ناظر کو سزاوار ہے کہ جس نے ہژدہ ہزار عالم کی کشتی کو بحر ناپیدا کنار عدم سے نکال کر ہستی کے ساحل پر لگایا۔ اُس کی ادنےٰ توصیف میں طبع سالم مقصور بے پایاں اُس کے بیان اوصاف میں قلم دو زبان مقطوع اللسان اُسکے بیان حمد میں عقل کامل دنگ اُسکے اظہار توحید میں سخن کا قافیہ تنگ مسدس جہات اُسکے میدان الوہیت میں ششدر اُس کے شعشعِ جلال کے روبرو تاب آفتاب فلک سریع السیر ذرہ سے کمتر ؎

صفاتش بری از صفاتِ جہاں
حدوث ست از بہر ذاتِ جہاں

عدیلے ندارد بذاتِ خودش
کہ موصوف ہست از صفاتِ خودش

اور نعت اُس کو شایاں ہے جو خاص محبوب یزداں ہے اُسی نے ہر مسلمان کو قید ضلالت سے نکالا عشرت گاہ ہدایت پر پہنچایا وہی صدر دیوان اصطفا رُکن رکین ارتضا ہے جس کا نام نامی و اسم گرامی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ہے وہی ابتدا و انتہا کا باعث وہی سریر نبوت کا وارث اُس کے بیان نعت پاک میں اوہام شعرا و زبان ضعیف اُسی کے آل عظام و اصحاب کرام کے منقبت میں افہام عقلاے دوراں خفیف

رسول خالق برحق شفیع روز جزا
بنائی دین مبین باعثِ جمیع خلائق

کبوتر حرمش بود طائر سدرہ
بر آستان معلیٰ چو اسپ بود براق

مہ سپہر نبوت کہ بہر خدمت او
ز کہکشان بکمر چرخ بستہ است نطاق

مطیع امر شریفش بود قضا و قدر
نمودہ است از و عقل کل درست سباق

حمد و نعت کے بعد یہ خاکسار ازلی سید محمد اصغر علی بطور تقریظ کے چند فقرات مختصر بمقتضائے مصرع ہذا ع

ہر چہ گیرید مختصر گیرید

معرض بیان میں لاتا ہے ناظرین باتمکین کو بکیف مژدۂ طبع دیوان کیف سناتا ہے۔ سبحان اللہ یہ انوکھا دیوان نعتیہ طبع ہوا ہے کہ جسکے پھڑکتے ہوئے مضامین سے بیساختہ کسی شوخ رعنا کا چلبلاپن یاد آتا ہے۔ کیوں نہ ہو اس میں صفت محبوب خدائے یکتا ہے اس کا نقطۂ مطلع خورشید خاوری سے چمک دمک میں بڑھا ہوا ہے اسکے حروف دائرہ دار چشمان

غزالانِ حرم سے ہم چشمی کا دعوی کرتے ہیں۔ اسکے مصرعہائے برجستہ سرو گلستان کو نیچا دکھاتے ہیں۔ اس کا ہر شعر انتخاب ہر مصرعہ لاجواب ہے یہ وہ کندن ہے جو کسوٹی پر کسنے سے زائد روپ دکھاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ رعایت لفظی وتناسب الفاظ و ترکیب بندش سے صاف شعراء لکھنوی کا رنگ ٹپک رہا ہے کیوں نہ ہو کہ صاحب دیوان کس شاعر باکمال اُستاد بے مثال کے شاگرد ہیں جو اس وقت ہندوستان میں اُستاد مسلم الثبوت یعنی بلبل گلزار سخن وحید زمن شیر بیشۂ سخنوری سرآمد شعراء مستند حضرت اُستاد مکرمی جناب نواب محمد سلیمان خاں صاحب بہادر اسد لکھنوی مدظلہ اللہ القوی ہیں الغرض یہ دیوان متانت عنوان بہمہ صفت موصوف ہے۔ اس کی داد اہل نظر کے انصاف پر موقوف ہے۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

لہذا خاکسار قطعہ تاریخ طبع دیوان ہدیہ ارباب بصیرت کرتا ہے۔

قطعہ تاریخ

گفت در نعت پاک دیوانے | بسچہا طرز کیف شیوہ بیاں
ہست وصّاف رحمتِ عالم | قائلِ رحمت خدائے جہاں
فکر تاریخ آبرو چہ کنی | سال طبعش بگو ز طبع رواں

از ہمہ رحمتِ خدا بہتر
خوش بخواں رحمت خدا دیواں
۱۳ ۲۴

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع عالی اُستاد مسلم الثبوت فخر سخنوران ماضی وحال شیر بیشۂ سخنوری سر آمد شعرا مستند حضرت نواب محمد سلیمان خاں صاحب بہادر اسد لکھنوی مد ظلہ اللہ القوی نبیرۂ مکرم الدولہ حافظ الملک نواب حافظ رحمت خاں صاحب بہادر نصیر جنگ مرحوم والئ سابق ملک روہیلکھنڈ نور اللہ مرقدہٗ اُستاد مصنف

چہ دیوانِ نعتِ شہ انبیا	رقم و کنون کیف معجز بیاں
نوشتم اسد بہر تاریخ او	زہے عزت و رفعت دو جہاں

دیگر

کیف مدّاح رسول اکرم	شد ز دیواں چو ہزار جا و ید
سال طبعش بگو از روئے اسد	بیخزاں باغ بہارِ جاوید

قطعہ تاریخ من نتائج افکار گہربار منشی صالغ و بدایع نگار نا ثر بے ہمال ناظم بے مثال مورخ یکتا سخنور بے ہمتا

شاعر اعجاز بیاں رموز داں غوامض غمز جناب منشی محمد ابراہیم خاں صاحب رمزؔ خلف الصدق حضرت مولوی منشی ڈائرکٹر محمد خاں صاحب مغفور دارو غہ سابق سائر دربار ٹونک شاگرد سر آمد شعرا مستند حضرت اسد لکھنوی مدظلہ

کیف کا دو نعتیہ دیواں چھپا
رمزؔ نے لکھا یہ اُس کا سال طبع

شائقان دید کو تھی جس کی چاہ
بے نظیر و بے بدل دیواں اہا واہ
۱۳۲۴ھ

دیگر در صنعت نادر

بسکہ ز طبع کیف سخن داں طبع شدہ این طرفہ دیواں
با مذاق اہل عصر خاں از مضمونش تازہ ہر دم
سوزن فکر بدل چو نہفتہ گوہر سال دو تا شد سُفتہ
رمزؔ خیال برتر گفتہ = زمزمۂ الہام بگفتم
۱۳۲۴ھ ۱۳۲۴ھ

دیگر جملۂ نثر در صنعت لغوی

صاحب کمال عالمگیر خاں کیف با کلام عالمگیر خاں صاحب کیف
۱۳ ھ ۲۴ ۱۳ ھ ۲۴

قطعہ تاریخ از طبع شاعر سخن آفریں نازک خیال ناظم جناب عالم شیر خاں صاحب آثم ساکن چھاؤنی ٹونک مقیم حال پرگنہ پڑاوہ ریاست ٹونک شاگرد جناب محمد منشی ابراہیم خانصاحب

ہو گیا طبع کیف کا دیواں	نئی ترکیب ہے نئی بندش
ہے اگر فکر سال اے آثم	کہو دیواں ہو موجب بخشش

دیگر در صنعت نادر

چو مطبوع گردید دیوانِ کیف	دلم شادماں گشت و فرخندہ حال
بنادر نوشت آثمِ خوش بیاں	بیاض تجمل بتاریخ سال

قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر خلاصۂ خاندان مصطفوی سلالۂ دودمان مرتضوی جناب حاجی سید نور کریم صاحب سرور خلف حضرت سید شاہ ابو القاسم صاحب مرحوم و مغفور جنت آرام گاہ باجوڑی شاگرد مصنف و سر آمد شعرا مستند حضرت استاد اسد لکھنوی مدظلہ

چو شد دیوانِ کیف خوش بیاں طبع	اگرچہ شد خاطر ہر نکتہ داں شاد

پئے سالش سرور ایں مصرعے گفت | کلام بے نظیر و بے بدل باد
۱۲ ھ ۲۴

قطعہ تاریخ از نتائج فکر شاعر شوخ طبع نوجوان سحر بیان جناب منیر محمدؐ خاں صاحب فرد۔ خلف بیجنمی حضرت نواب روشن الدولہ عمدۃ الملک کرنیل غوث محمدؐ خاں صاحب بہادر صمصام جنگ مرحوم مغفور شاگرد جناب منشی محمدؐ ابراہیم خانصاحب رمز

ہوگیا مطبوع اب دیوان کیف | جان و دل سے لیں اسے برنا و پیر
ہے جو فکر سال تو اے فرد اب | کہدو زیب بے عدیل و بے نظیر
۱۳ ھ ۲۴

جملۂ نثر در صنعت صوری و معنوی

یک ہزار و سہ صد و بست و چہار ہجری ہے ۱۳۲۴ سنہ ہجری

قطعہ تاریخ نتائج طبع شاعر خوش بیان جناب عبدالقادر خاں عرف ننھے خاں صاحب قادر موجود خواں رامپوری مقیم ٹونک شاگرد سرآمد شعرا مستند حضرت اُستاد اسد لکھنوی مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے یہ مرحبا صل علیٰ
طبع کی کی فکر قادر نے تو ہاتف نے کہا

صد ہزار اشعار نعتیہ کا مجموعہ ہے ایک
چھپ گیا دیوان عالمگیر خاں کیف نیک

۲۴ ھ ۱۳

ناظرین باتمکین کی خدمت متعالی میں یہ التماس ہے کہ مجکو شاعری کا دعوےٰ ہے نہ داد کی پرواہ ہے ثواب آخرت پر نظر ہے۔ یہ کلام خدا نہیں کلامِ بشر ہے جو کچھ میں نے ہذیاں سرائی کی ہے وہ جوش اور اوبان قلبی ہے اور ایسی اضطراری حالت سے ہر شخص معذور ہوتا ہے۔ چنانچہ متقدمین میں سے حضرت سعدی علیہ رحمۃ وجامیؒ نے بھی ایطا، خفی وجلی کی رعایت نہیں کی کیوں کہ عاشق کا کلام الفاظ عشق سے مملو ہونا چاہئے یہ عیوب مثل ایطاء خفی وجلی ومثل شتر گربہ وغیرہ وغیرہ صنائع لفظی ہیں۔ اور اکثر بہلوں نے اُن الفاظوں کو بھی جائز رکھا ہے کہ از روئے لغت غلط ہیں اور از روئے محاورہ درست۔ جیسے مومن خاں دہلوی مرحوم نے لفظ شمر کو بہ حرکت میم بخلاف سکون میم باندھا ہے ع

محب حسینؑ کا اور دل رکھے شمر کا سا

پس ناظرین اگر اسمیں عیوبات لفظی بخلاف اہل لغت وغیرہ پاویں تو اعتراض وغیرہ سے معاف فرماویں۔ مکرر عرض یہ ہے کہ مصنف کے حق میں دعائے خیر فرماویں فقط

آمین ثم آمین

غفور بخش و خواجہ بخش پروپرائٹر

تمام شد